عمران سیریز
پرنس وچل
مظہر کلیم ایم اے

عمران سیریز

پرنس ونچل

مکمل ناول

مظہر کلیم ایم اے

یوسف برادرز

پاک گیٹ
ملتان

اس ناول کے تمام نام، مقام، کردار، واقعات اور پیش کردہ سچویشنز قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی۔ جس کے لئے پبلشرز، مصنف، پرنٹر قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

ناشران ---- محمد اشرف قریشی
---------- محمد یوسف قریشی
تزئین ------ محمد علی قریشی
طابع ------ سلامت اقبال پرنٹنگ پریس ملتان

چند باتیں

معزز قارئین!

سلام مسنون! پرنس وینجل پیش خدمت ہے۔ اس جدید سائنسی دور میں اب وہ مجرم صفحہ ہستی پر باقی نہیں رہے۔ جو جرم کرنے سے پہلے بڑے خوف زدہ انداز میں پہلے اپنے چاروں جانب دیکھتے اور پھر ذرا سا کھڑکا ہوتے ایسے بھاگتے جیسے موت کی سرحد سے بچ کر زندگی کی وادی کی طرف لپک رہے ہوں۔ اور ان مجرموں کا پکڑا جانا اتنا آسان ہوتا تھا کہ پولیس کا ایک سپاہی اپنی مونچھ کو مروڑتا اور مجرم گڑگڑاتا اور رحم کی اپیل کرتا اس کے قدموں میں گر جاتا۔ لیکن موجودہ دور میں ایسے مجرم سامنے آ رہے ہیں جو جرم کرنے سے پہلے جرم کا سدباب کرنے والے افراد کو گولی سے اڑا دینے کے قائل ہوتے ہیں جو جرم کرنے کے بعد اپنی مونچھوں کو تاؤ دے کر دندناتے پھرتے ہیں۔ کیوں کہ وہ ایسے سائنسی حربے استعمال کرتے ہیں کہ جرم کے وقوع پذیر ہونے کے باوجود ان پر شبہ کی انگلی تک نہیں اٹھائی جا سکتی۔

پرنس وینجل بھی ایسے ہی مجرموں کی کہانی ہے جو عمران اور سیکرٹ سروس سے ٹکراتے ہوئے ذرا برابر بھی خوف محسوس نہیں کرتے بلکہ

وہ سیکرٹ سروس کو پرکاہ کی حیثیت دینے پر بھی تیار نہیں وہ اپنی ذہانت عیاری اور منصوبہ بندی پر اتنے نازاں ہوتے ہیں کہ انہیں اس بات کا مکمل یقین ہوتا ہے کہ سیکرٹ سروس لاکھ سر پٹخنے کے باوجود بھی ان پر شبہ کی انگلی تک نہیں کھڑی کر سکے گی۔ مگر بدقسمتی سے ان کا واسطہ عمران جیسے شخص سے پڑ گیا تھا جو شبہ کی انگلی کھڑی کرنے کی بجائے ہاتھ کاٹ لینے کا عادی ہے۔

مجرموں کے جدید سائنسی حربے بھی عمران کے کمپیوٹر نما ذہن کا مقابلہ کرنے سے ــــ قاصر رہے۔ اور اس بار بھی اُن کے سائنسی حربے ان کے کسی کام نہ آ سکے بلکہ عمران کی منفرد ذہانت نے مجرموں کو ان کے اپنے ہی پھیلائے ہوئے جال میں پھنس کر پھڑپھڑانے پر مجبور کر دیا۔

اس کہانی کا ٹیمپو اتنا تیز ہے کہ اسے ایک بار شروع کر دینے کے بعد پڑھنے والا سانس لینا تک بھول جاتا ہے۔ پوری کہانی کو موت کے بے رحم ہاتھوں نے اس انداز میں ڈھانپ رکھا ہے کہ کتاب کی ہر سطر موت کی سسراہٹ میں بدل گئی۔

مجھے یقین ہے کہ یہ ناول اپنے منفرد انداز تحریر۔ کہانی کے تنوع اور بھرپور کردار نگاری کی بنا پر آپ کو یقیناً پسند آئے گا۔ امید ہے حسب سابق آپ اپنی آرا سے مطلع فرمائیں گے۔

والسّلام

مخلص

مظہر کلیم ایم اے

عمران صوفے پر اکڑوں بیٹھا میز پر پڑے ہوئے دعوت نامے کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہا تھا۔ دعوت نامہ بذریعہ ڈاک آج ہی موصول ہوا تھا۔

اور عمران نے جس وقت سے دعوت نامہ پڑھا تھا۔ اس کے چودہ طبق روشن ہو گئے تھے۔ اس وقت سے ہی اس کا خون کھول رہا تھا اور غصہ ٹھنڈا کرنے کے لئے وہ اس وقت تک کم از کم ایک کریٹ کوک پی چکا تھا۔ مگر خون کا درجہ حرارت معمول پہ آ ہی نہیں رہا تھا۔

اچانک عمران نے میز پر پوری قوت سے مکہ مارا اور چیخ کر کہا۔

"سلیمان ــــــ" اس کے لہجے میں زخمی چیتے کی سی کاٹ تھی۔ دوسرے لمحے سلیمان دروازہ سے اندر داخل ہوا۔

"ایک کوک لاؤ"۔۔۔ عمران نے سلیمان کو دیکھ کر دہاڑتے ہوئے کہا۔

"جناب ۔۔۔ یہ کوئی ہوٹل نہیں ہے۔ اور میں باورچی ہوں۔ بیرہ نہیں ۔۔۔ غضب خدا کا ۔۔۔ ریفریجریٹر میں موجود ایک ماہ کا کوٹہ آپ پی چکے ہیں۔ اور ابھی آپ کا غصہ ٹھنڈا نہیں ہوا۔ اگر حکم کریں تو ٹھنڈے پانی کی بالٹی لا کر آپ پر انڈیل دوں۔" سلیمان نے جھنجھلا کر کہا۔

"بحث مت کرو سلیمان ۔۔۔ اگر خون کا درجہ حرارت بڑھ گیا تو تمہیں پورے شہر کی بوتلیں مجھے پلانی پڑ جائیں گی۔" عمران نے غصہ سے بھرے لہجے میں کہا۔

"ایسا کریں صاحب ۔۔۔ آپ یہ دعوت نامہ اٹھا کر ریفریجریٹر میں بیٹھ جائیں ۔۔۔ آپ کا درجہ حرارت معمول سے بھی نیچے چلا جائے گا۔" سلیمان نے بیزاری سے بھرپور لہجے میں کہا۔ اور واپس چلا گیا

"اب مجبوری ہے عمران صاحب ۔۔۔ ٹمپریچر ڈاؤن کرنا ہی پڑے گا۔" عمران نے بڑبڑاتے ہوئے اپنے آپ سے کہا اور پھر صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

اس نے ایک نظر دعوت نامے پر ڈالی اور دوسرے لمحے وہ مسکرا دیا۔ ظاہر ہے درجہ حرارت معمول پر آ گیا تھا۔ اور سلیمان کا جواب دینے پر مجبوراً ایسا ہونا ہی تھا۔

دعوت نامہ احمقان کلب سے موصول ہوا تھا۔ اور عمران کو غصہ اس بات پر آ رہا تھا کہ احمقان کلب کی سالانہ میٹنگ اس بار ایک غیر ملکی

پرنس ونچل کر رہا تھا۔ اور دعوت نامہ میں پرنس ونچل کو احمق اعظم کا خطاب دیا گیا تھا۔

عمران بھی اس کلب کا ممبر تھا۔ اپنی مصروفیات کی وجہ سے وہ اس کلب کی طرف خاطر خواہ توجہ نہ دے سکا تھا۔ مگر اس کے باوجود وہ یہ کیسے برداشت کر لیتا کہ اس کی موجودگی میں ایک غیر ملکی احمق اعظم کا عظیم الشان خطاب حاصل کر لے۔ یہ عمران کی توہین تھی اور اس توہین کی وجہ سے اس کا خون غصے سے کھول رہا تھا۔

آخر اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ احمقان کلب کی اس سالانہ میٹنگ میں ضرور شریک ہوگا۔ اور ثابت کر دے گا کہ پرنس ونچل کی بجائے اس عظیم الشان خطاب کا حق دار وہ ہے

احمقان کلب کی سالانہ میٹنگ آج شام کو کلب کے مرکزی دفتر میں تھی۔ اور دیگر پروگرام کا اعلان میٹنگ کے دوران ہی کیا جانا تھا۔ چنانچہ یہ فیصلہ کر کے عمران ڈریسنگ روم میں گھس گیا۔ اور تقریباً آدھے گھنٹے بعد جب وہ ڈریسنگ روم سے برآمد ہوا تو وہ اپنے روایتی ٹیکنی کلر لباس میں ملبوس تھا۔

ہلکے ہلکے میک اپ نے اس کے چہرے پر جلوہ گر حماقت کو مزید بڑھا دیا تھا۔ اس پر زرد رنگ کی قمیض نیلے رنگ کی پینٹ اور گہرے سُرخ رنگ کے کوٹ، گلے میں جھولتی ہوئی سبز رنگ کی نکٹائی کچھ اور ہی بہار دکھلا رہی تھی۔

اس نے میز پر پڑا ہوا دعوت نامہ اٹھا کر جیب میں ڈالا اور پھر سلیمان کو آواز دی۔

سلیمان ــــــ ارے سلیمان" عمران کے لہجے میں اتنی شدید قسم کی بوکھلاہٹ تھی کہ پہلی ہی آواز میں سلیمان یوں دوڑتا آیا کہ جیسے عمران پر کون سی قیامت ٹوٹ پڑی ہے۔ مگر جب اس نے عمران کو اس حلیے میں دیکھا تو اس کے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ دوڑ گئی۔

"صاحب ــــــ آپ نے قمیض الٹی پہن رکھی ہے"۔ سلیمان نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"شٹ اپ ــــــ تمہاری آنکھیں ضرورت سے زیادہ ہی سیدھی ہو گئی ہیں۔ اب مجھے ان کو الٹا کرنا پڑے گا۔ تم دروازہ بند کر لو اور ساتھ ہی اپنا بے ڈھنگا منہ بھی" عمران نے غصے سے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔ اور پھر تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔

سیڑھیاں اتر کر وہ سیدھا گیراج کی طرف بڑھا اور چند لمحوں بعد اس کی سرخ رنگ کی سپورٹس کار تیزی سے احمقان کلب کے مرکزی دفتر کی طرف دوڑتی چلی جا رہی تھی۔

وہ تھوڑی ہی دیر بعد مرکزی دفتر کے سامنے پہنچ گیا۔ یہ دفتر پُررونق تجارتی چوک کے درمیان میں ایک عظیم الشان عمارت میں تھا۔ عمران نے پارکنگ شیڈ میں اپنی کار پارک کی اور پھر کار لاک کر کے وہ سیدھا عمارت کے دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

دروازے کے اوپر مختلف رنگوں سے مزین ٹیوبوں سے ایک نیون سائن چمک رہا تھا۔ جس پر مرکزی دفتر احمقان کلب لکھا ہوا تھا۔ اور یہ نیون سائن الٹا فٹ کیا گیا تھا۔ عمران حماقت کے اس دلچسپ

مظاہرے پر دل ہی دل میں مسکرا دیا۔ بازار سے گزرنے والے افراد جیسے ہی اسے دیکھتے بے اختیار ان کے چہروں پر مسکراہٹ رینگ آتی۔ عمران جہاں سے بھی گزرتا۔ اس کا حلیہ لوگوں کو قہقہے لگانے پر مجبور کر دیتا۔ مگر عمران بڑی ہی بے نیازی سے لوگوں کی بھیڑ سے گزرتا ہوا صدر دروازے پر پہنچ گیا۔

صدر دروازے پر ایک باوردی دربان موجود تھا جس کی بڑی بڑی مونچھوں سے ایک مونچھ تو بالکل سیدھی تھی اور دوسری چوہے کی دُم کی طرح نیچے لٹکی ہوئی تھی۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے گھڑی پر ساڑھے نو بجے ہوں۔

عمران نے ایک نظر اس کے چہرے پر ڈالی اور دوسرے لمحے اس نے چونک کر اپنی کلائی میں بندھی ہوئی گھڑی کو دیکھا۔

"تمہاری گھڑی خراب ہو رہی ہے ــــــ ٹائم ٹھیک کر دو" عمران نے دربان سے مخاطب ہو کر بے حد سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جی ــــــ میں سمجھا نہیں"۔ دربان نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ارے عقلمند اعظم تمہاری مونچھیں ساڑھے نو بجا رہی ہیں جبکہ ابھی پانچ بجے ہیں" عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"گالی مت دیں جناب ــــــ اور اپنا دعوت نامہ دکھلائیں" دربان شاید عقلمند اعظم کے لفظ پر چکرا گیا تھا۔ ظاہر ہے وہ احمقان کلب کا دربان تھا۔ عقلمندی تو اس کے لئے گالی کا درجہ رکھتی تھی۔

"دعوت نامہ ــــــ تو کیا اندر دعوت ہو رہی ہے۔ کون سی

دعوت ہے ——— دعوت طعام یا دعوت وصل؟" عمران نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔

"کلب کی سالانہ میٹنگ ہے جناب" ——— دربان نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"مگر تم تو کسی دعوت کا ذکر کر رہے تھے" عمران نے سیدھا ہو کر کہا۔

"دعوت نہیں ——— بلکہ دعوت نامہ ——— وہ کارڈ جس کے ذریعے آپ کو بلایا گیا ہے" دربان نے اس کی معلومات میں اضافہ کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا ——— اچھا ——— وہ کارڈ جو پوسٹ آفس سے چالیس پیسے میں ملتا ہے۔ کیوں کسی محبوبہ کو لکھنا ہے۔ میری ایک بات یاد رکھو محبوبہ کو کبھی کارڈ مت لکھا کرو بلکہ لفافہ لکھا کرو۔ ورنہ تم سے پہلے پوسٹ مین تمہاری محبوبہ کو لے اڑے گا۔" عمران نے جواب دیا اور پھر جیب میں ہاتھ ڈال کر دس پیسے کے سکے دربان کے ہاتھ پر رکھے اور جھٹکے سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔

دربان ایک لمحہ حیرت سے ہاتھ پر موجود دس دس پیسے کے دو سکوں کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے مسکراتے ہوئے انہیں جیب میں ڈال لیا۔ ظاہر ہے کسی احمق سے اتنا وصول ہو جانا بھی غنیمت تھا۔

عمران جیسے ہی ہال میں داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ دوڑ گئی۔

پورا ہال بھانت بھانت کے مردوں اور عورتوں سے بھرا ہوا

تھا۔ ہر شخص عجیب و غریب لباس میں ملبوس تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے فینسی شو ہو رہا ہو۔ عمران بھی خاموشی سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے سامنے ایک نوجوان لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔ لڑکی بے حد سنجیدہ تھی۔ اس کی آنکھوں سے ظاہر ہوتا تھا جیسے وہ کسی غلط جگہ آ پھنسی ہو۔

"ہیلو ہنی" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ ——— تمہیں یہ جرأت کیسے ہوئی کہ میرے ساتھ اس بے تکلفی سے پیش آؤ" لڑکی نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"ارے ——— ارے ——— تم تو مرچیں چبائے بیٹھی ہو۔ چلو ہنی نہیں بلکہ سویٹ ہنی سہی" عمران نے صلح کن لہجے میں کہا۔

"میرا نام شیلا ہے ——— اور میں پرنس ونشیل کی سیکرٹری ہوں"۔ لڑکی نے جب دیکھا کہ عمران یوں آسانی سے نہیں مانتا تو اس نے عمران پر رعب جمانے کے لئے کہا۔

"پرنس ونشیل ——— اچھا ——— اچھا ——— وہ عقلمند اعظم۔ لعنت بھیجو اس پر ——— اور تم مجھ سے بات کرو ——— میرا نام پرنس آف ڈھمپ ہے۔ پرنس ونشیل ہمارے سامنے کیا حیثیت رکھتا ہے" عمران نے اتنی بے نیازی سے کہا جیسے پرنس ونشیل کی شخصیت کو پرکاہ کی حیثیت دینے پر بھی تیار نہ ہو۔

"ہونہہ ——— تو تم بھی پرنس ہو ——— کون سی ریاست ہتھیائی ہے تم نے" شیلا نے اب اس میں دلچسپی لیتے ہوئے کہا۔

"ریاست کو گولی مارو ——— یہ بتلاؤ کہ تم نے شادی کا کیا پروگرام بنایا ہے" عمران نے سوال کیا۔

"شادی ——— ! کیوں ——— تم کیوں پوچھ رہے ہو ؟" شیلا نے چونک کر پوچھا

"اس لئے کہ جب سے میں آیا ہوں تم نے میرے لئے کوئی چیز نہیں منگوائی ——— میں نے سمجھا کہ شادی کا پروگرام بنا بیٹھی ہو۔ اس لئے بچت کر رہی ہو" ——— عمران نے احمقانہ لہجے میں جواب دیا اور شیلا بے اختیار ہنس پڑی۔

اب وہ عمران کی شخصیت میں پوری طرح دلچسپی لے رہی تھی۔ اس کے ذہن پر چھائی ہوئی بیزاری کی گرد عمران کی باتوں سے اڑ چکی تھی۔

"تم کیا پیو گے ——— ؟" شیلا نے ہنستے ہوئے پوچھا۔

"شربت وصل بمعہ معجون ہجر" عمران نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔ اور شیلا ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"تم بے حد عجیب آدمی ہو ——— پرنس وشچل سے بھی زیادہ" شیلا نے جواب دیا۔

اور اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا، اچانک کلب کے سیکرٹری کی آواز گونجی۔

"احمقو ——— میری بات سنو ——— کلب کی سالانہ میٹنگ کا آغاز کیا جاتا ہے ——— اس میٹنگ کی صدارت پوری دنیا کی مشہور شخصیت احمق اعظم جناب پرنس وشچل فرما رہے ہیں۔ میں پرنس وشچل سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ میز صدارت پر تشریف رکھیں" سیکرٹری نے کہا اور دوسرے لمحے عمران نے دیکھا کہ ایک

پتلا دبلا نوجوان جس نے سرخ رنگ کا لباس پہنا ہوا تھا اور چہرے پر بکری داڑھی لہرا رہی تھی، بڑے فخریہ انداز میں اٹھا اور ہچر پیٹنج پر رکھی ہوئی ایک بڑی سی میز پر آلتی پالتی مار کر بیٹھ گیا۔ اس کے بیٹھتے ہی تمام ہال تالیوں سے گونج اٹھا۔

مگر ابھی تالیوں کی گونج ختم نہیں ہوئی تھی کہ عمران کی آواز ہال میں ابھری۔

"میں احتجاج کرتا ہوں کہ احمق اعظم میں ہوں۔ اس میٹنگ کی صدارت مجھے سونپی جائے۔ احمق اعظم پرنس آف ڈھمپ کو ——— پرنس وشچل تو میرے سامنے گھسیارہ لگتا ہے" عمران نے کھڑے ہو کر بلند آواز میں کہا۔

اور دوسرے لمحے ہال میں موجود ہر فرد چونک کر اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔ پرنس وشچل بھی اپنی چھوٹی چھوٹی آنکھوں سے اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر پراسرار سی مسکراہٹ رینگ رہی تھی۔

"تم بیٹھ جاؤ ——— دعوت ناموں پر چونکہ پرنس وشچل کا نام چھپ چکا ہے۔ اس لئے مجبوری ہے۔ صدارت پرنس وشچل ہی کریں گے" سیکرٹری نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ ——— یہ بات ہے ——— تب واقعی مجبوری ہے۔ مگر ایک شرط ہے کہ پرنس وشچل کو احمق اعظم نہیں کہہ سکتے۔ اس کے لئے باقاعدہ الیکشن ہونا چاہیئے" عمران نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ——— مجھے منظور ہے" ——— اس سے پہلے کہ سیکرٹری جواب دیتا۔ پرنس وشچل نے جواب دیا۔ اس کی آواز بھی

اس کے جسم کی مطابقت سے باریک تھی۔

"ویری گڈ ـــــ ویری گڈ" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

میٹنگ کی کارروائی شروع ہو گئی اور پھر چند ہی لمحوں بعد یہ فیصلہ ہو گیا کہ پرنس ونچل کی آمد کی خوشی میں آج رات نگٹری بیچ پر پکنک منائی جائے جس میں تمام احمقوں کو حماقتیں کرنے کی کھلی چھٹی ہو گی اور اس کے ساتھ ہی میٹنگ برخواست ہو گئی۔

عمران ابھی کرسی سے اٹھنے ہی والا تھا کہ پرنس ونچل میز سے اتر کر سیدھا اس کے قریب آ گیا۔ شیلا اسے آتے دیکھ کر مودبانہ انداز میں اٹھ کھڑی ہوئی۔

"پرنس آف ڈھمپ ـــــ مجھے تم سے مل کر بڑی خوشی ہوئی ہے۔" پرنس ونچل نے عمران کا ہاتھ زبردستی پکڑتے ہوئے کہا اور پھر جھک کر عمران کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

"میری سیکرٹری بڑی بدمزاج ہے اور خاص طور پر بستر میں تو یہ کھٹکنی بلی بن جاتی ہے"

"اوہ ـــــ یہ بات ہے ـــــ مگر یہ تو کہہ رہی تھی کہ پرنس ونچل بستر میں ریفریجریٹر بن جاتا ہے ـــــ جتنی چاہے آئس کریم بنا لو۔" عمران نے شیلا کی طرف دیکھتے ہوئے بڑی سنجیدگی سے کہا۔

"کیوں سیکرٹری ـــــ تم نے یہ راز کی بات پرنس آف ڈھمپ کو کیوں بتلا دی ـــــ ڈسمس ـــــ ایکدم ڈسمس" پرنس ونچل نے انتہائی غصیلے لہجے میں جواب دیا۔ اور عمران کا ہاتھ پکڑ کر اسے

کھینچتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ عمران نے دیکھا کہ شیلا برا سا منہ بنائے کھڑی تھی۔

"آؤ پرنس ـــــ مجھے تم سے ایک خاص بات کرنی ہے۔" ونچل نے کہا۔

اور پھر اسے لئے ہوئے عمارت کے ایک کمرے میں داخل ہو گیا۔ یہ شاید اسے کلب کی طرف سے رہائش کے لئے دیا گیا تھا۔

"بیٹھو ـــــ" پرنس ونچل نے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور عمران کرسی پر چڑھ کر اکڑوں بیٹھ گیا۔

پرنس ونچل اسے کھڑا چند لمحے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے جمپ لگایا اور بستر پر سر کے بل کھڑا ہو گیا۔

"ہاں تو دوست ـــــ بات یہ ہے کہ اگر احمق اعظم کے لیے الیکشن ہوں تو تم ووٹ مجھے دینا۔ اس کے بدلے میں تمہیں اپنی سیکرٹری شیلا دوں گا۔ وہ بڑی احمق لڑکی ہے ـــــ تمہیں خوش رکھے گی۔" پرنس ونچل نے مذاکرات کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں ـــــ اگر تم اپنا ووٹ مجھے دو تو اس کے بدلے میں تمہیں اپنا باورچی سلیمان دوں گا ـــــ ایسے ایسے احمقانہ کھانے پکاتا ہے کہ تمہیں الٹا کھڑا ہونے کی ضرورت بھی پیش نہیں آئے گی اور تمہاری کھوپڑی خود بخود تمہارے گھٹنوں میں پہنچ جائے گی۔"

عمران نے معصومیت بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"چلو ٹھیک ہے ـــــ ووٹ لے لینا اور باورچی دے دینا۔"

"یہ بات ہے ــــــ پھر ٹھیک ہے۔ میں اپنا ووٹ تمہیں دوں گا اور تمہاری کھٹمی بلی کو اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔" عمران نے بھی ہتھیار ڈالتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ بائی بائی ــــــ پھر رات کو سمندر پر ملاقات ہوگی" پرنس وشیجل نے آنکھیں بند کرتے ہوئے کہا۔

اور پھر عمران اٹھ کر تیزی سے کمرے سے باہر نکل آیا۔

عمران کلب سے نکل کر اپنی کار کی طرف بڑھا اور چند لمحوں بعد اس کی کار تیزی سے سڑکوں پر دوڑتی چلی جا رہی تھی۔ اس کے ذہن میں ایک نامعلوم سی خلش تھی۔

اسے ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے پرنس وشیجل کے نام سے وہ آشنا ہو۔ مگر اس کی صحیح ماہیت اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ بار بار کوئی بات اس کے ذہن میں آتے آتے رہ جاتی تھی۔

اس ذہنی کشمکش میں مبتلا کار چلاتا ہوا وہ دانش منزل کے گیٹ پر پہنچ گیا۔ کار سے اتر کر اس نے گیٹ پر لگا ہوا مخصوص بٹن دبایا اور چند لمحوں بعد گیٹ کھل گیا اور وہ کار اندر لیتا چلا گیا۔

آپریشن روم میں بلیک زیرو نے اس کا تعجب سے بھرپور انداز میں استقبال کرتے ہوئے کہا۔

"بڑی مدت کے بعد آپ کو اس حلیے میں دیکھ رہا ہوں عمران صاحب" ــــــ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب تک میں میک اپ میں رہا ہوں طاہر ــــــ آج تم میرا اپنا اصل روپ دیکھ رہے ہو" عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔ اور پھر تیزی سے چلتا ہوا لائبریری میں داخل ہو گیا۔ یہاں لوہے کی بڑی بڑی الماریوں میں پوری دنیا کے مجرم اور جاسوسوں کے ریکارڈ کی فائلیں موجود تھیں۔

عمران کافی دیر تک کیٹلاگ دیکھتا رہا اور پھر اس کی آنکھیں ایک نام دیکھ کر بے ساختہ چمک اٹھیں۔ اس نے کیٹلاگ بند کی اور کونے میں موجود ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ جلد ہی اس کے ہاتھ میں ایک سرخ فائل موجود تھی۔

اس نے فائل کھول کر ایک نظر اس پر ڈالی اور پھر فائل بند کر کے دوبارہ آپریشن روم میں آ گیا۔

"کوئی کیس شروع ہو گیا ہے عمران صاحب" بلیک زیرو نے اسے فائل پکڑے دیکھ کر پوچھا۔

"ابھی شروع تو نہیں ہوا ــــــ مگر میں سوچ رہا ہوں کہ زبردستی شروع کرا دوں ــــــ اب فارغ بیٹھے بیٹھے میرے ذہن کو زنگ لگتا جا رہا ہے" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر صوفے پر بیٹھ کر اس نے فائل کھول کر پڑھنی شروع کر دی۔ کافی دیر تک وہ بغور فائل کا

مطالعہ کرتا رہا۔ پھر اس نے فائل بلیک زیرو کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

" اسے پڑھو طاہر ——— اور مجھے بتلاؤ کہ اگر یہ مجرم ہمارے ملک میں آجائے تو کیا کیس شروع نہیں ہو جانا چاہیے "

بلیک زیرو نے فائل لے کر پڑھنا شروع کر دی اور پھر اس نے ایک طویل سانس لے کر بند کر دی۔

" یہ تو بیحد خطرناک مجرم ہے عمران صاحب ——— اگر واقعی یہ ہمارے ملک میں موجود ہے تو یقیناً کسی خطرناک کیس کا آغاز ہو چکا ہے "——— بلیک زیرو نے فائل بند کر کے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

" ہاں ——— پرنس ڈنچل ' سفید لومڑی ' کے نام سے یورپ کی زیر زمین دنیا میں مشہور ہے۔ یہ بیحد چالاک، عیار اور معصوم صورت مجرم ہے ——— اس کا جرم کرنے کا طریق کار اتنا انوکھا ہوتا ہے کہ مشن کی کامیابی تک اس پر کوئی شک نہیں کر سکتا۔" عمران نے بلیک زیرو کو تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" مگر آپ کو کیسے معلوم ہے کہ یہ ہمارے ملک میں آچکا ہے "

بلیک زیرو نے سوال کیا۔

" میں ابھی ابھی اس سے مل کر آرہا ہوں ——— ہمارے ملک میں اس کا نام پرنس ونچل ہے اور یہ احمقان کلب کی صدارت کرنے کیلئے آیا ہے "۔ عمران نے جواب دیا اور پھر تمام تفصیل بلیک زیرو کو بتلا دی۔

" مگر ہو سکتا ہے کہ اس کا مقصد محض تفریح ہو۔ کیونکہ احمقان کلب

کی صدارت کرنا تو کوئی جرم نہیں "——— بلیک زیرو نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

" ہاں ——— یہ کوئی جرم نہیں ہے۔ مگر میری ناک کسی جرم کی خوشبو سونگھ رہی ہے ——— پرنس آف ڈھمپ کا نام سن کر اس نے جس طرح میری ذات میں دلچسپی لی ہے اس سے میں مشکوک ہو گیا تھا۔ اور پھر ونچل کا نام میرے ذہن میں کھٹک رہا تھا۔ بہرحال ہمیں ہر حال میں چوکنا رہنا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ یہ سفید لومڑی ہمارے ملک سے کوئی خرگوش مار کر لے جائے اور ہم واقعی احمقان کلب کے ممبر بنے رہ جائیں۔" عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" ٹھیک ہے ——— ہمیں بہرحال چوکنا رہنا چاہیے۔" بلیک زیرو نے عمران کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

" چوکنا ہی نہیں ——— پنج کنا بلکہ چھ کنا رہنا پڑے گا " عمران نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔

اور بلیک زیرو ظاہر ہے سوائے مسکراتے کے اور کیا کر سکتا تھا

" اچھا ——— میں چلتا ہوں۔ تم ایسا کرو۔ جولیا سے کہہ کر تمام ممبران کی لگژری بیچ پہ ڈیوٹی لگا دو۔ ان کا کام صرف نگرانی کرنا ہوگا اور اگر ضرورت پڑی تو میں ان سے رابطہ قائم کر لوں گا "——— عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور پھر بلیک زیرو کو اثبات میں سر ہلاتا دیکھ کر وہ آپریشن روم سے باہر نکل گیا۔

عمران کی کار جیسے ہی پارکنگ شیڈ سے نکلی تھی۔ ایک نیلے رنگ کی فیٹ بھی سٹارٹ ہو کر اس کے پیچھے چل دی تھی۔ فیٹ میں ڈرائیونگ سیٹ پر پرنس وچیل کی سیکرٹری شیلا تھی اور وہ بڑی ہوشیاری سے عمران کا تعاقب کر رہی تھی۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد جب عمران کی کار دانش منزل کے گیٹ پر رکی تو اس سے تھوڑی دور شیلا کی فیٹ بھی ایک درخت کے نیچے موجود تھی۔

عمران کی کار کے گیٹ کے اندر جانے کے بعد شیلا نے کار آگے بڑھائی۔ اور پھر وہ دانش منزل کے گیٹ کے سامنے سے گزرتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی۔ کافی دور آگے جا کر اس نے ایک سنسان جگہ پر اپنی کار روکی اور پھر کار کے ڈیش بورڈ میں ایک سرخ رنگ کا بٹن

دبایا۔ بٹن دبتے ہی دوسری طرف سے ہلکی سی آواز ابھری۔

"یس —— وائٹ فاکس سپیکنگ ۔—— اوور"

"شیلا سپیکنگ دس اینڈ —— اوور" شیلا نے قدرے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"رپورٹ پلیز اوور" دوسری طرف سے اس بار قدرے کرخت آواز سنائی دی۔

"پرنس آف ڈھمپ سرخ رنگ کی سپورٹس کار نمبر جی اے وان زیڈ فائیو ون میں کلب سے نکل کر لوکلپس روڈ کی ایک بہت بڑی قلعہ نما عمارت میں داخل ہوا ہے۔ عمارت پر نہ ہی کوئی نمبر ہے اور نہ ہی کوئی نیم پلیٹ ہے —— اب میرے لئے کیا حکم ہے —— اوور۔" شیلا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اسے تعاقب کا شک تو نہیں پڑا —— اوور" دوسری طرف سے سوال کیا گیا۔

"نہیں جناب —— قطعی نہیں —— اوور" شیلا نے بااعتماد لہجے میں جواب دیا۔

"اچھا تم وہیں ٹھہرو —— میں نمبر الیون اور نمبر سکس کو بھیج رہا ہوں۔ یہ دونوں وہیں ٹھہریں گے اور جب پرنس آف ڈھمپ عمارت سے باہر نکلے تو تم نے اس کا تعاقب کرنا ہے۔ اور یہ دونوں عمارت کی تلاشی لیں گے —— اوور" دوسری طرف سے بتایا گیا۔

"او۔کے سر —— اوور" شیلا نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل" دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور شیلا نے بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔ اب وہ اطمینان سے کار میں بیٹھی دانش منزل کے گیٹ کی طرف دیکھ رہی تھی۔

تقریباً دس منٹ کے بعد ایک کار اس کے قریب آکر رکی اور پھر اس میں سے دو نوجوان نکل کر شیلا کی طرف بڑھے۔

"کیا ہم آپ کی کوئی مدد کر سکتے ہیں ـــــــ وائٹ فاکس" ان میں سے ایک نے بات کرتے ہوئے آخر میں دبے لہجے میں وائٹ فاکس کہہ دیا۔

"نمبر بتلاؤ" ـــــــ شیلا نے قدرے کرخت لہجے میں کہا۔

"نمبر الیون ـــــــ نمبر سکس" دونوں نے اپنے اپنے نمبر بتلائے۔

"اوکے ـــــــ وہ سامنے جو قلعہ نما عمارت ہے۔ یہ تمہارا ٹارگٹ ہے۔ اپنی کار یہاں سے ہٹا کر لے جاؤ۔ جب میری کار چل پڑے تب تم نے عمارت کے اندر داخل ہونا ہے ـــــــ باقی ہدایات تو تمہیں مل چکی ہوں گی" شیلا نے دانش منزل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں ـــــــ آپ بے فکر رہیں ـــــــ ہم ایسے کاموں کے ماہر ہیں" ان دونوں نے جواب دیا اور پھر مڑ کر تیزی سے اپنی کار کی طرف بڑھ گئے۔ اور پھر ان کی کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھتی چلی گئی۔

شیلا ایک بار پھر دانش منزل کے گیٹ پر نظریں جما کر بیٹھ گئی۔ اور تقریباً پانچ منٹ بعد اسے عمارت کا دیو ہیکل گیٹ کھلتا نظر آیا۔ اس

لمحے شیلا نے کار سٹارٹ کر دی۔ کار آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگی۔ اس نے بیک مرر کو اس انداز میں سیٹ کیا ہوا تھا کہ اس عمارت کا گیٹ صاف نظر آ رہا تھا۔

اس کی کار آہستہ آہستہ رینگ رہی تھی اور پھر اسے گیٹ سے سرخ رنگ کی سپورٹس کار نکلتی نظر آگئی۔ گیٹ سے باہر نکلتے ہی اس کا رخ دائیں سمت ہو گیا۔ ادھر ہی شیلا کی کار بھی موجود تھی۔

چنانچہ جب سپورٹس کار شیلا کی کار کے قریب سے گزری تو شیلا نے جان بوجھ کر اپنا رخ دوسری طرف موڑ لیا۔ سپورٹس کار آگے بڑھتی چلی گئی۔ کافی فاصلہ دے کر شیلا نے اس کا تعاقب شروع کر دیا۔

سپورٹس کار مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد سپر مارکیٹ کے ایک کیفے کے سامنے جا کر رک گئی اور پھر عمران کار سے نکل کر کیفے میں داخل ہو گیا۔ شیلا اس سے تھوڑی دور کار روکے اس کے باہر نکلنے کی منتظر رہی۔ مگر جب کافی دیر تک عمران واپس نہیں آیا تو اس نے کار لاک کی۔ اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی۔ کیفے کے گیٹ میں داخل ہو گئی۔ گیٹ میں داخل ہوتے ہی اسے دور ایک میز کے پیچھے عمران بیٹھا نظر آگیا۔ عمران اپنے سامنے کافی کی پیالی رکھے جیسے جام جمشید میں آنے والے حالات کا معائنہ کر رہا ہو۔

شیلا کے لئے اب اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں تھا کہ وہ اس کے پاس جا بیٹھتی۔ چنانچہ وہ تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی اس کی میز کے قریب پہنچ گئی۔ مگر عمران کا استغراق نہیں ٹوٹا۔ وہ اسی حالت میں بیٹھا رہا۔

"کیا میں یہاں بیٹھ سکتی ہوں پرنس" شیلا نے بڑے میٹھے لہجے

میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

اس کی آواز سنتے ہی عمران یوں بُری طرح چونکا کر کرسی سے گرتے گرتے بچا۔

"بیٹھو ——— بیٹھو ——— مگر یہ خیال رہے کہ رومانس کا ٹاپک مت چھیڑنا ——— میں اس سے الرجک ہوں اور مجھے اباجان نے بھی سختی سے بند کیا ہوا ہے کہ اگر اس قسم کی بات کسی لڑکی سے کی تو ریاست سے عاق کر دوں گا"

عمران نے شیلا کی طرف بغور دیکھتے ہوئے بڑے معصوم لہجے میں کہا۔ مگر اس کی نظروں سے اجنبیت نمایاں تھی۔ جیسے وہ شیلا کو پہلی بار دیکھ رہا ہو۔

"شکریہ پرنس"۔ شیلا نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

اور عمران ایک بار پھر کافی کی پیالی کو دیکھنے میں مصروف ہو گیا۔

"کافی ٹھنڈی ہو گئی ہے"۔ شیلا نے مسکراتے ہوئے گفتگو کا آغاز کیا۔

"کافی ٹھنڈی ——— باپ رے مجھے اتنی ٹھنڈی تو نہیں چاہیئے۔ بس معمولی سی ٹھنڈی کافی ہے"۔ عمران نے جواب دیا اور شیلا اس کی بات پر بے اختیار ہنس پڑی۔

"آپ کا میرا تعارف تو نہیں ہے۔ پھر آپ کیوں ہنس رہی ہیں۔ قبلہ اباجان کہتے ہیں کہ بغیر تعارف کے نہیں ہنسنا چاہیئے۔" عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں شیلا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تو کیا آپ واقعی مجھے نہیں پہچانتے۔ احمقان کلب میں آپ کا ہمارا تعارف تو ہو چکا ہے"۔ شیلا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"احمقان کلب ——— یہ کہاں ہے ——— کیا کوئی نیا چڑیا گھر قائم ہوا ہے"۔ عمران نے کنپٹی پر انگلی رکھ کر غور کرنے والے انداز میں کہا۔

"ارے ——— میرا نام شیلا ہے اور میں پرنس وینچل کی سیکرٹری ہوں"۔ شیلا نے اس بار سنجیدگی سے جواب دیا۔ کیونکہ پہلے تو وہ سمجھ رہی تھی کہ عمران ایکٹنگ کر رہا ہے۔ مگر عمران کے چہرے اور آنکھوں میں اجنبیت کے آثار اتنے واضح تھے کہ اسے بھی سنجیدگی اختیار کرنی پڑی۔

"کیلا ——— بہت خوب ——— یعنی اب لڑکیوں نے بھی پھلوں کے نام اپنانے شروع کر دیئے ہیں۔ بہت خوب ——— مس کیلا"۔ عمران نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔

"کیلا نہیں ——— شیلا ——— شیلا"۔ شیلا نے اس بار جھلاتے ہوئے کہا۔

"اچھا ——— اچھا ——— میں نے سن لیا ہے۔ ویٹر ——— ادھر آؤ اور ایک درجن کیلے لے آؤ مس کیلا ——— اوہ۔ سوری مس شیلا کے لیئے"۔

عمران نے شیلا کو جواب دیتے دیتے ویٹر کو آرڈر دینا شروع کر دیا۔ اور ویٹر صرف مسکرا کر آگے بڑھ گیا۔

"ہاں تو مس چھیلا ——— آپ کیا کہہ رہی تھیں ——— ذرا پھر سے بتلایئے"۔ عمران نے آگے بڑھ کر سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔

" نانسنس ـــــ کیا تم واقعی احمق ہو ـــــ چھیلا نہیں شیلا میرا نام ہے اور میں پرنس وتخیل کی سیکرٹری ہوں "۔ شیلا نے اس بار واقعی شدید جھنجھلاہٹ سے بھرپور لہجے میں کہا۔

" نانسنس ـــــ احمق ـــــ شیلا ـــــ تو تمہارے تین نام ہیں ۔ مگر مجھے تو نانسنس پسند ہے ـــــ کیوں کیسا ہے۔" عمران نے بڑے معصوم لہجے میں جواب دیا۔ اور شیلا کا دل چاہا کہ یا تو خودکشی کر لے یا مقابل میں بیٹھے پرنس کا سر توڑ دے ۔ مگر سوائے خون کے گھونٹ پینے کے وہ اور کیا کر سکتی تھی ۔ چنانچہ اس بار اس نے کوئی جواب نہ دیا بلکہ دانت بھینچ کر بیٹھی رہی۔

عمران چند لمحے تو بڑی بے نیازی سے بیٹھا ادھر اُدھر دیکھتا رہا جیسے اسے شیلا کی وہاں موجودگی کا علم ہی نہ ہو۔ اچانک وہ بُری طرح چونک پڑا۔ اور پھر اس نے کلائی کی گھڑی دیکھی اور اس بار جب اس نے شیلا کی طرف دیکھا تو اس کے چہرے پر شناسائی کے آثار ابھر آئے تھے ۔

" ارے مس شیلا ـــــ آپ یہاں کب آئیں ـــــ بہت عجوب کسے معلوم تھا کہ آپ کی میری ملاقات اتنی جلدی ہو جائے گی "۔ عمران نے زندگی سے بھرپور لہجے میں کہا۔ ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے اسے اب معلوم ہوا ہو کہ شیلا وہاں موجود ہے ۔

شیلا اس اچانک کا پلٹ پر پہلے تو چند لمحے بھونچکی بیٹھی رہی ۔ پھر اس نے چہرے پر مسکراہٹ لاتے ہوئے کہا۔

"شکر ہے آپ کو خیال تو آیا ورنہ پچھلے آدھے گھنٹے سے آپ مجھے پہچان ہی نہیں رہے تھے ۔

" اوہ ـــــ شیلا ڈیئر ـــــ ویری سوری ۔ دراصل سات بجے سے آٹھ بجے کے دوران میری یادداشت غائب ہو جاتی ہے۔ یہ مجھے بڑی پرانی بیماری ہے ۔ اگر اس دوران مجھ سے کوئی گستاخی ہوئی ہو تو میں معذرت چاہتا ہوں "۔ عمران نے اس کا ہاتھ بڑے پیار بھرے انداز میں اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔

" بڑی انوکھی بیماری ہے ـــــ بہرحال یہ بتلائیں کہ آج آپ پکنک پر آ رہے ہیں نا "۔ شیلا نے بھی بڑے میٹھے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی عمران کا ہاتھ بھی دھیرے سے دبا دیا۔

" ارادہ تو نہیں تھا ـــــ بہرحال اگر تم کہو تو ضرور آؤں گا ـــــ اور ہاں ـــــ مجھے یاد آیا ـــــ تمہارے پرنس نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ احمق اعظم کے الیکشن میں اگر میں اسے ووٹ دوں تو وہ تمہیں مجھے بخش دے گا ـــــ کیوں کیا خیال ہے دے دوں ووٹ ۔" عمران نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔

" جیسے آپ کی مرضی ہو ـــــ میں کیا کہہ سکتی ہوں "۔ شیلا نے شرماتے ہوئے کہا۔ "

" اچھا ـــــ اچھا ـــــ ضرور ووٹ دوں گا ۔ مگر یہ سوچ لو میں نطھائیے ضرور آدمی ہوں ـــــ ویٹر ـــــ ویٹر ـــــ ارے ویٹر ۔ جلدی ادھر آؤ "۔ عمران نے شیلا کو جواب دیتے ہوئے ویٹر کو پکارنا شروع کر دیا۔ دوسرے لمحے ویٹر اس کے قریب پہنچ گیا۔

" ویٹر ـــــ کافی لے آؤ جلدی " ـــــ عمران نے ویٹر کو آرڈر دیتے ہوئے کہا۔

اور ویٹر اثبات میں سر ہلا کر آگے بڑھ گیا۔

"تمہارا اصل نام کیا ہے" ـــــ شیلا نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔ اور اس بار شیلا کی آنکھوں میں عمران کو ایسے جذبات نظر آئے کہ اس نے دل ہی دل میں انا للہ کا ورد کرنا شروع کر دیا۔

"پرنس ٹمبکٹو ـــــ" عمران نے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا۔

"ٹمبکٹو ـــــ یہ کیا نام ہوا" شیلا نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"بس ـــــ شہزادوں کے ایسے ہی نام ہوتے ہیں۔" عمران نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔ اسی لمحے ویٹر نے کافی ان کی میز پر سرو کر دی۔

"تم کافی بناؤ ـــــ میں ذرا اپنے باڈی گارڈ کو طلب کر لوں رات ہو گئی ہے اور اب مجھے ڈر لگنا شروع ہو گیا ہے" عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا اور تیزی سے اٹھ کر کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

شیلا کافی بنانے میں مصروف ہو گئی۔ مگر اس کا ذہن عجیب کش مکش کا شکار تھا۔ اسے پرنس بیحد معصوم، بھولا بھالا اور قطعی بے ضرر معلوم ہوتا تھا۔ مگر وہ جانتی تھی کہ پرنس ونچل اس کے متعلق کیا منصوبہ بنائے ہوئے ہے۔ کئی بار اس کے جی میں آیا کہ اس معصوم انسان کو آنے والے خطرے سے آگاہ کر دے۔ مگر پھر وہ رک گئی۔ کیونکہ وہ پرنس ونچل کی ظالمانہ طبیعت سے اچھی طرح واقف تھی۔

اسے معلوم تھا کہ پرنس ونچل کو اگر شیلا پر ذرا برابر بھی شک پڑ گیا تو نہ ہی شیلا زندہ رہ سکے گی اور نہ ہی اسے اپنی مرضی سے موت آ سکے گی۔ دوسری بات یہ تھی کہ شیلا اس معصوم مگر بے حد وجیہ

نوجوان کو دل سے پسند کرنے لگی تھی۔

اب بھی کافی بناتے ہوئے وہ یہی سوچ رہی تھی کہ اس کے سامنے پرنس ونچل کا اصل روپ آشکارا کر دے۔ مگر پھر وہ پرنس ونچل کے دوسرے رخ کا تصور کر کے کانپ گئی۔ آخر اس نے فیصلہ کیا کہ آخری لمحوں میں وہ اشارتاً پرنس کو چوکنا کر دے گی۔ اس کے بعد اس کی قسمت۔

اتنے میں پرنس دوبارہ کرسی پر آ بیٹھا اور شیلا نے کافی کا کپ اس کی طرف کھسکا دیا۔ پرنس نے بڑے اطمینان سے کافی پینی شروع کر دی۔

اور شیلا کو اس کی معصومیت کا دل سے یقین آ گیا۔ کیونکہ پرنس ونچل کے کہنے کے متعلق اگر پرنس ٹمبکٹو کوئی خطرناک شخصیت ہوتا تو اسے شک بھی ہو سکتا تھا۔ کہ کافی میں کوئی چیز نہ ملا دی گئی ہو مگر جس اطمینان سے وہ کافی پی رہا تھا اس سے صاف ظاہر تھا کہ وہ بے چارہ واقعی ایک احمق اور بھولا بھالا پرنس ہے۔

"کیا تم نے واقعی کوئی باڈی گارڈ رکھا ہوا ہے" شیلا نے عمران سے پوچھا۔

"ہاں ـــــ مگر صرف رات کے لئے۔ کیونکہ رات ہوتے ہی مجھے ڈر لگنا شروع ہو جاتا ہے ـــــ پھر آج تو سمندر کے کنارے جانا ہے اور سمندر سے تو مجھے دن میں بھی ہول آتا ہے۔" عمران نے بڑے معصومیت بھرے لہجے میں جواب دیا۔

ابھی دونوں کو کافی پیتے چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ شیلا

چونک پڑی۔ اس نے کیفے کے دروازے پر ایک لمبے تڑنگے گینڈے نما حبشی کو دیکھا جس نے خاکی وردی پہنی ہوئی تھی اور جس کے دونوں پہلوؤں میں لگے ہوئے ہولسٹروں میں ریوالور صاف نظر آرہے تھے۔

"میرا باڈی گارڈ آگیا —— دیکھا کتنا اچھا باڈی گارڈ ہے میرے اباجان نے مجھے تحفے کے طور پر دیا ہے۔" عمران نے خوشی سے کلکاریاں مارتے ہوئے کہا۔

اس کا انداز ایسا تھا جیسے کوئی بچہ دوسرے کو اپنا ڈل پسند تحفہ دکھا رہا ہو۔

حبشی نے کیفے کے دروازے پر رُک کر ایک لمحے کے لئے تمام ہال پر نظریں دوڑائیں اور پھر وہ تیر کی طرح عمران کی طرف بڑھنے لگا۔ ہال میں بیٹھے ہوئے تمام افراد اس گرانڈیل حبشی کو دیکھ کر قدرے خوفزدہ ہوگئے تھے۔ کیونکہ اس کے ہال میں داخل ہوتے ہی یکلخت ہال پر موت کی سی خاموشی طاری ہوگئی تھی۔

عمران کے قریب پہنچ کر حبشی نے عمران کو زوردار سیلوٹ کیا اور پھر عمران کی کرسی کے پیچھے تن کر کھڑا ہوگیا۔ اس کا ایک ہاتھ ریوالور کے دستے پر تھا۔ اور ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے ابھی ریوالور نکال کر بے تحاشا فائرنگ شروع کر دے گا۔

"یہ میرا باڈی گارڈ جوزف ہے —— اور یہ مس شیلا۔" عمران نے شیلا اور جوزف کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

جوزف نے ایک اچٹتی ہوئی نظر شیلا پر ڈالی اور پھر سیدھا ہو گیا اور پھر شیلا بے چاری مرعوب ہو کر رہ گئی۔ وہ تصور بھی نہیں کر سکتی

تھی کہ اس احمق نوجوان کا اتنا گرانڈیل باڈی گارڈ بھی ہو سکتا ہے اب اسے یقین آگیا تھا کہ یہ نوجوان واقعی کسی ریاست کا پرنس ہے چنانچہ یہ خیال آتے ہی شیلا کے دل میں عمران کے متعلق پسندیدگی کے جذبات اُبھر آئے۔

ظاہر ہے ایسے احمق مالدار پرنس لڑکیوں کے شروع سے ہی آئیڈیل رہے ہیں۔ اس میں بیچاری شیلا کا کیا قصور۔

"چلو شیلا لگژری بیچ —— میرا خیال ہے کہ پکنک کا وقت ہوگیا ہے۔" عمران نے جیب سے ایک بڑا سا نوٹ نکال کر کافی دان کے نیچے رکھتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ شیلا کا ہاتھ پکڑے گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔

جوزف بڑے بارعب انداز میں اس کے پیچھے چل رہا تھا اور ہال میں موجود ہر فرد آنکھیں پھاڑے انہیں دیکھ رہا تھا۔

کیفے سے باہر نکل کر جیسے ہی عمران اپنی کار کی طرف بڑھا شیلا نے اس سے مخاطب ہو کر کہا

"اچھا پرنس —— میرے پاس اپنی کار ہے —— اب پکنک پر ملاقات ہوگی۔ مجھے اجازت دیں۔"

"ارے گولی مارو کار کو یہیں رہنے دو —— تم میرے ساتھ چلو۔" عمران نے اس کا بازو پکڑتے ہوئے کہا۔

"نہیں پرنس —— میں نے ایک ضروری کام کرنا ہے۔ اس کے بعد میں بیچ لگژری جاؤں گی —— مجھے اجازت دو۔" شیلا نے ضد کرتے ہوئے کہا۔

”نہیں —— پھر میں تمہاری کار میں بیٹھ جاتا ہوں۔ میں تم سے جُدا نہیں ہونا چاہتا۔ تم مجھے بیحد پسند آئی ہو —— میں ضرور پرنس ونچل کو ووٹ دے کر تمہیں حاصل کر لوں گا —— تم بے فکر رہو۔“ عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ مکمل طور پر شیلا پر ریشہ خطمی ہو چکا ہو۔

اور پھر شیلا نے اکیلے جانے پر کافی اصرار کیا مگر عمران بھلا کہاں باز آتا تھا۔ وہ اس کی کار میں بیٹھ گیا۔ جوزف کو اس نے اپنی کار لے آنے کا حکم دیا۔ مجبوراً شیلا کو ڈرائیونگ سیٹ سنبھالنی پڑی۔

اس دوران عمران اپنا کام کر چکا تھا۔ اس کا ہاتھ کوٹ کی جیب سے باہر آیا اور اس نے ایک ماچس جتنا بکس ڈیش بورڈ کے نیچے چپکا دیا۔ پھر جیسے ہی شیلا نے کار موڑی اچانک عمران چیخ پڑا۔

”ارے —— ارے —— کار روکو —— مجھے یاد آگیا“ عمران نے کہا اور شیلا نے گھبرا کر زور سے بریک ماری

”کیا یاد آگیا“ —— شیلا نے جھنجھلا کر پوچھا۔

”مجھے یاد آگیا ہے کہ میں نے ابھی تک منہ نہیں دھویا۔ میں رات کو منہ دھوئے بغیر باہر نہیں نکلتا“ عمران نے دروازہ کھول کر باہر نکلتے ہوئے کہا اور شیلا اس طرح آسانی سے جان چھوٹ جانے پر دل ہی دل میں خوش ہو گئی۔

”اچھا ڈیر —— پھر سمندر کے کنارے ملاقات ہو گی —— اوکے —— بائی بائی“ عمران نے ہاتھ ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے اپنی کار کی طرف مڑ گیا۔

شیلا نے اپنی کار آگے بڑھا دی۔ عمران کو کار کی طرف آتے دیکھ کر جوزف ڈرائیونگ سیٹ سے ہٹ گیا۔ عمران نے دروازہ کھولا اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

”باس —— آپ اس چڑیل کو کیوں اتنی لفٹ دے رہے ہیں“۔ جوزف نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

”ارے تمہیں چڑیل لگ رہی ہے۔ اتنی خوبصورت اور سمارٹ اور ذہین لڑکی ہے —— کیا خیال ہے جوزف اس سے شادی نہ کر لوں۔“ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

”خداوند جوشوا آپ پر رحم کریں۔ آپ کے ستارے ضرور گردش میں آگئے ہیں“۔ جوزف نے خوف زدہ لہجے میں آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

”کوئی بات نہیں —— حرکت میں اگر گردش تو کریں گے۔ مدت سے ستارے جام ہوئے پڑے ہیں۔ حرکت میں برکت ہے“۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر ڈیش بورڈ کا ایک بٹن دبا کر کار آگے بڑھا دی۔

تھوڑی دور آگے جانے کے بعد اس نے کار بائیں طرف موڑی اور پھر اس نے بیک مرر پر نظر ڈالی تو اسے دور شیلا کی کار اپنے پیچھے آتی نظر آئی۔ اس کے چہرے پر پُراسرار سی مسکراہٹ رینگ گئی۔ اسی لمحے اچانک ڈیش بورڈ سے ایک آواز گونجی۔

”ہیلو۔ ہیلو —— شیلا کالنگ وائٹ فاکس —— اوور“

یہ آواز شیلا کی تھی۔

اور آواز سنتے ہی عمران نے مسکرا کر جوزف کی طرف دیکھا اور اب جوزف کی سمجھ میں تمام بات آگئی۔ چنانچہ جوزف نے دانت نکال دیئے۔ عمران کا شیلا کو لفٹ دینے کا مقصد اب اسے بخوبی سمجھ آگیا تھا۔

"یس ـــــ وائٹ فاکس سپیکنگ ـــــ اوور" دوسری طرف سے ایک کرخت آواز سنائی دی۔

"باس ـــــ ! میں پرنس کے تعاقب میں ہوں ـــــ درمیان میں پرنس ایک کیفے میں بیٹھ گیا تھا۔ میں بھی اس کے ساتھ وہیں تھی۔ ویسے ایک بات ہے باس ـــــ یہ پرنس تو انتہائی بھولا بھالا اور احمق انسان ہے ـــــ یہ ہمارے لئے خطرناک کیسے ہوسکتا ہے اوور"۔ شیلا کی آواز سنائی دی۔

"ہونہہ ـــــ تو تم بھی اس کی معصومیت کا شکار ہوگئیں۔ شیلا یہ بات یاد رکھو کہ یہ پرنس بظاہر جتنا احمق اور بھولا بھالا معلوم ہوتا ہے، در اصل اتنا ہی خطرناک اور عیار ہے۔ اس ملک میں بڑے بڑے جغادری مجرم آئے اور اس کے ہاتھوں اپنی گردنیں تڑوا بیٹھے۔ اس لئے اس ملک میں آتے ساتھ ہی میں نے سب سے پہلے اس کا بندوبست کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔ اس کے بعد اصل مشن پر کام کروں گا ـــــ اوور" دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"ہونہہ ـــــ یہ بات ہے تو پھر کیوں نہ باس اسے گولی ماردی جائے۔ خواہ مخواہ اتنا بکھیڑا پالنے کی کیا ضرورت ہے ـــــ اوور"۔

شیلا کی سنجیدگی سے بھرپور آواز سنائی دی۔

"اوہو ـــــ ایسی حرکت نہ کرنا ورنہ یہ چوکنا ہو جائے گا اور پھر ہمیں یقیناً مشن میں ناکامی کا سامنا کرنا پڑے گا ـــــ میں بے خبری میں اسے مارنا چاہتا ہوں ـــــ اوور"۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"ایز یو لائیک باس ـــــ اوور" شیلا نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"او کے ـــــ ویسے اب تم ہیڈ کوارٹر آجاؤ ـــــ اگر اس نے تمہیں دیکھ لیا تو وہ چوکنا ہو جائے گا ـــــ میں اس کا کوئی اور بندوبست کرتا ہوں ـــــ اوور اینڈ آل" وائٹ فاکس نے جواب دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

عمران نے مسکراتے ہوئے کار کی سپیڈ اور بڑھا دی۔ یہ سڑک کافی دور تک سیدھی چلی گئی تھی۔ اس لئے اسے یقین تھا کہ شیلا بغیر رکے اس کے پیچھے آئے گی۔

چنانچہ اس نے کار کی سپیڈ بڑھا دی اور پھر سڑک کے موڑ کے قریب پہنچتے ہی اس نے پوری قوت سے کار کو دائیں طرف گھمایا۔ اور ایک گلی میں لیتا چلا گیا۔ جلد ہی دو چار گلیوں سے کار نکال کر وہ ایک اور سڑک پر آگیا۔

اب وہ اپنا تعاقب کرنے والوں کو جھٹک چکا تھا۔ چنانچہ اس نے کار بڑے اطمینان سے اپنے فلیٹ کی طرف موڑ دی۔

کار گیراج میں کھڑی کر کے وہ جوزف کو لئے سیڑھیاں چڑھتا

چلا گیا۔ پہلی ہی بیل پر سلیمان نے دروازہ کھول دیا اور پھر جوزف کو دیکھ کر اس کے ماتھے پر تیوریاں چڑھ گئیں۔

عمران سیدھا ٹیلیفون کی طرف لپکا۔ اور پھر اس نے سر سلطان کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

"سلطان سپیکنگ" ——— دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"میں عمران بول رہا ہوں جناب" عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کمال ہے ——— عمران اور اتنی سنجیدگی سے بات کرے ——— خیریت ہے" دوسری طرف سے سر سلطان نے تعجب آمیز لہجے میں جواب دیا۔

"ہاں ——— ایک ضروری کام ہے ——— پہلے تو یہ نوٹ کر لیجئے کہ احمقان کلب کی صدارت کے لئے جرمنی سے ایک شخص پرنس ونچل آیا ہے۔ اس کا کیا حدود اربعہ ہے ——— تمام تفصیلات مجھے کل چاہئیں اور دوسری بات یہ ہے کہ آجکل ہماری حکومت کسی دوسرے ملک سے کوئی خفیہ سمجھوتہ تو نہیں کر رہی" عمران نے پوچھا۔

"نہیں تو ——— ایسی تو کوئی بات نہیں۔" سر سلطان نے جواب دیا۔

"کیا آپ کو مکمل یقین ہے" عمران نے زور دے کر پوچھا۔

"ہاں بیٹے ——— میں وزارت خارجہ کا سیکرٹری ہوں ——— میرے نوٹس میں آئے بغیر معاہدہ کیسے ہو سکتا ہے" سر سلطان نے

پُراعتماد لہجے میں جواب دیا۔

"او کے ——— پھر آپ پرنس ونچل کے متعلق تمام کوائف مکمل کر کے مجھے کل تک دے دیں ——— یہ بے حد ضروری ہے" عمران نے جواب دیا۔

"کیا کوئی چکر چل گیا ہے ——— مجھے تو بتلاؤ" سر سلطان نے سوال کیا۔

"نہیں جناب ——— اور تو کوئی چکر نہیں ہے۔ دراصل احمقان کلب نے احمق اعظم کے الیکشن کروانے ہیں۔ جس میں میرے مقابلے میں وہ پرنس ونچل بھی ہے اور آپ جانتے ہیں میرے مقابلے میں وہ کیسے احمق اعظم بن سکتا ہے۔ میں اسے کلب کے ممبران کے سامنے عقلمند اعظم ثابت کر دوں گا اور اس طرح وہ الیکشن ہار جائے گا۔ بس اتنی سی بات ہے" عمران نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔

"تم اپنی حرکتوں سے باز نہیں آؤ گے ——— اچھا۔ میں کل تمام کوائف بتلا دوں گا" سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور رسیور رکھ دیا۔

"چلو جوزف ——— اب ذرا سمندر کے کنارے پکنک منا آئیں" عمران نے دروازہ میں اٹن شن کھڑے جوزف سے کہا اور جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران کے گیٹ پاس کرنے کے بعد بلیک زیرو نے رسیور اٹھا کر جولیا کو احکامات دینے شروع کر دیئے۔ ان احکامات سے فارغ ہو کر وہ دوبارہ ——— فائل کھول کر بیٹھ گیا۔

فائل میں دنچپل کے متعلق گو بے حد مختصر سے کوائف تھے۔ مگر جتنے کوائف تھے ان سے ہی صاف ظاہر تھا کہ یہ مجرم انتہائی خطرناک اور عیار ہے۔

بلیک زیرو سوچنے لگا کہ نجانے یہ پرنس دنچپل اس ملک میں کس مقصد کے لئے آیا ہے۔ اس کا تو جی چاہتا تھا کہ پرنس دنچپل کو اغوا کر کے یہاں لے آئے اور پھر اس پر تشدد کر کے سب کچھ معلوم کر لے یا پھر اسے گولی سے اڑا دے۔ مگر وہ عمران کی وجہ سے مجبور تھا۔ عمران اس بات کا قائل نہیں تھا۔

وہ اس وقت تک مجرم پر ہاتھ نہیں ڈالتا تھا۔ جب تک وہ اسے رنگے ہاتھوں نہ پکڑ لے۔ اور ظاہر ہے کہ صرف پرنس دنچپل کو پکڑ لینے کے

بعد چاہے وہ کچھ بھی کیوں نہ کہے اس کے جرم کا کوئی ثبوت نہیں ملے گا۔ اور پھر اسے معلوم تھا کہ ایسے مجرم باقاعدہ قانونی ذرائع سے ملک میں آتے ہیں تاکہ ان کا سفارت خانہ انہیں قانونی تحفظ دے سکے۔ چنانچہ بغیر کسی ثبوت کے اسے پکڑ لینے سے یہ بھی مسئلہ کھڑا ہو سکتا تھا کہ اس ملک سے تعلقات بگڑ بھی سکتے تھے۔ اس لئے عمران کا طریق کار ٹھیک ہی تھا۔

ابھی وہ اسی سوچ بچار میں گم تھا کہ اچانک کمرہ سیٹی کی تیز آواز سے گونج اٹھا اور بلیک زیرو سیٹی کی آواز سنتے ہی بری طرح چونک پڑا اس نے پھرتی سے فائل بند کر کے دراز میں ڈالی اور میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔

بٹن دبتے ہی کمرے کی دیوار پر لگی ہوئی سکرین روشن ہو گئی اور پھر سکرین پر اسے دانش منزل کی عقبی دیوار کا منظر نظر آنے لگا۔ جس پر دو آدمی کمند لگا کر چڑھ رہے تھے۔

بلیک زیرو کے چہرے پر مسکراہٹ رینگ گئی۔ وہ خاموشی سے سکرین پر ان کی کارکردگی دیکھتا رہا۔

دیوار پر چڑھ کر ان دونوں نے چھلانگ لگائی اور اندر کود گئے۔ اب وہ بڑی احتیاط سے آگے بڑھ رہے تھے۔ دونوں نے ہاتھوں میں ریوالور پکڑے ہوئے تھے اور ان کا رخ مین عمارت کی طرف تھا جب وہ عمارت کے قریب پہنچے تو بلیک زیرو نے ایک اور بٹن دبا دیا اور پھر بھاری بھر کم آواز میں کہا۔

”ریوالور پھینک کر ہاتھ اٹھا لو ——— ورنہ بھون دیئے جاؤ گے۔“

دوسرے لمحے اس نے ان دونوں کو بری طرح ٹھٹکتے ہوئے دیکھا۔ وہ بڑی تیزی سے اِدھر اُدھر دیکھ رہے تھے اور پھر انہوں نے اندازاً ایک طرف فائر بھی کر دیئے۔ مگر ظاہر ہے کہ وہ کسے مارتے

بلیک زیرو اٹھ کر تیزی سے ایک الماری کی طرف بڑھا۔ اس نے ایک چھوٹی سی بندوق نما مشین اٹھا کر میز پر رکھی اور پھر اس کی نال کا سرا اس نے میز پر لگے ہوئے ایک پلگ میں فٹ کر دیا۔ مشین کے اوپر ایک چھوٹا سا ڈائل لگا ہوا تھا۔

بلیک زیرو نے اس کی سوئیاں اِدھر اُدھر گھما کر سیٹ کیں۔ پھر مشین کے اوپر لگے ہوئے سرخ رنگ کے بٹن پر انگلی رکھ کر سکرین کو دیکھنے لگا۔ وہ دونوں اب برآمدے کے ستونوں کی آڑ میں چھپ کر اِدھر اُدھر دیکھ رہے تھے۔

بلیک زیرو نے ڈائل کی ایک سوئی کو دو ہندسے آگے کیا اور پھر بٹن دبا دیا۔ بٹن دبانے کے چند ہی منٹ بعد اس نے ان دونوں کو لڑکھڑاتے دیکھا اور چند لمحوں بعد وہ دونوں وہیں فرش پر ڈھیر ہو گئے۔ ریوالور ان کے ہاتھوں سے نکل کر دور جا گرے تھے۔

بلیک زیرو نے پلگ سے نال کا سرا باہر نکالا اور پھر مشین دوبارہ الماری میں رکھ دی۔ میز کی دراز کھول کر اس نے اپنا مخصوص نقاب نکال کر منہ پر چڑھایا اور پھر آپریشن روم سے باہر نکل آیا۔

چند لمحوں بعد وہ ان دونوں کے قریب پہنچ چکا تھا۔ اس نے باری باری دونوں کو کندھے پر لاد کر مخصوص کمرے میں پہنچایا اور پھر ان کی تلاشی لینے لگا۔ مگر سوائے ان ریوالوروں کے جو باہر پڑے تھے ان

کے پاس سے اور کوئی چیز برآمد نہ ہوئی۔ چنانچہ مطمئن ہو کر اس نے مخصوص کمرے کا دروازہ بند کیا۔ اور ریوالور اٹھا کر دوبارہ آپریشن روم میں آ گیا ریوالوروں کے چیمبر کھول کر اس نے چیک کیا دونوں ریوالور گولیوں سے پُر تھے۔ ریوالور اس نے ایک الماری کے خانے میں ڈال دیئے۔ اور پھر خود آپریشن روم سے نکل کر مخصوص کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

مخصوص کمرے کا دروازہ کھول کر وہ جب اندر داخل ہوا تو وہ دونوں بے ہوش پڑے تھے۔ بلیک زیرو کو معلوم تھا کہ کاسمک ریز کا شکار ہونے والا اس وقت تک ہوش میں نہیں آ سکتا جب تک اسے اینٹی ڈوز نہ دیا جائے۔

چنانچہ وہ الماری کی طرف بڑھا۔ بٹن دبا کر اس نے الماری کے پٹ کھولے اور پھر اس میں سے ایک بوتل اور سرنج نکالی بوتل میں موجود زرد رنگ کے سیال کو بوتل میں بھر کر وہ ایک آدمی کی طرف بڑھا اور پھر اس نے وہ سیال اس کے بازو میں انجکٹ کر دیا۔ اور سرنج دوبارہ الماری میں رکھ کر بٹن دبایا۔ خفیہ الماری کی جگہ اب سپاٹ دیوار ابھر آئی تھی۔

بلیک زیرو کمرے کے کونے میں رکھی ہوئی کرسی پر اطمینان سے بیٹھ گیا۔ وہ اس آدمی کے ہوش میں آنے کا انتظار کر رہا تھا۔ تقریباً پانچ منٹ کے بعد اس نے اپنی آنکھیں کھول دیں۔

پہلے چند لمحے تو وہ خالی نظروں سے اِدھر اُدھر دیکھتا رہا۔ پھر ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اب اس کی آنکھوں میں شعور کی چمک ابھر آئی تھی۔ اور پھر جب اس نے سامنے کرسی پہ بیٹھے ہوئے نقاب پوش

بلیک زیرو کو دیکھا تو اس نے بوکھلا کر ادھر ادھر دیکھا۔
"کون ہو تم ـــــ اور میں یہاں کیسے آیا ہوں ؟" اس نے اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ بے حد جارحانہ تھا۔ مگر بلیک زیرو اسی طرح اطمینان سے کرسی پر بیٹھا اسے دیکھتا رہا۔
"نوجوان ـــــ تم اس وقت میری قید میں ہو ـــــ گو تم سے شرافت کی امید تو نہیں مگر پھر بھی میں تم سے یہی کہوں گا کہ تم شرافت سے میرے سوالوں کے صحیح صحیح جواب دو" بلیک زیرو نے انتہائی سرد لہجے میں اس سے مخاطب ہو کر کہا۔
نوجوان چند لمحے بڑے گہرے انداز میں بلیک زیرو کو دیکھتا رہا پھر اس کے چہرے پر بڑی پراسرار سی مسکراہٹ رینگ گئی۔
"اگر میں تمہارے سوالوں کا جواب نہ دوں تو" ـــــ نوجوان نے گمبھیر لہجے میں کہا۔
"مجھے تم سے اسی جواب کی توقع تھی ـــــ بہرحال اتمام حجت کرنا میرا فرض تھا۔ جہاں تک سوالوں کے جواب کا تعلق ہے وہ تو تم نے دینے ہی دینے ہیں" بلیک زیرو نے اسی طرح سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔
اس سے پہلے کہ بلیک زیرو کی بات ختم ہوتی۔ نوجوان نے اچانک بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر بلیک زیرو پر چھلانگ لگا دی۔
مگر بلیک زیرو ایسی صورت حال کے لئے پہلے سے تیار تھا۔ اس نے بیٹھے بیٹھے صرف اپنی ٹانگ آگے کر دی اور نوجوان اس طرح اچھل کر کمرے کی پچھلی دیوار سے جا ٹکرایا۔ جیسے گیند دیوار سے ٹکرا کر واپس

آتی ہے۔ اور اسی لمحے بلیک زیرو اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔
نوجوان دیوار سے ٹکرا کر دوبارہ اٹھا اور اس نے ایک بار پھر بلیک زیرو پر چھلانگ لگا دی۔ اس کے انداز سے ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ پاگل ہو گیا ہو۔
مگر ابھی وہ آدھے ہی راستے میں ہو گا کہ بلیک زیرو نے بڑی پھرتی سے کرسی کے پائے پر ایڑی کی ٹھوکر ماری اور کمرے کے درمیان میں شیشے کی دیوار گرتی چلی گئی۔
وہ نوجوان اس دیوار سے ٹکرایا اور دوسرا لمحہ بلیک زیرو کے دماغ میں بم بن کر پھٹا۔ کیونکہ جیسے ہی نوجوان دیوار سے ٹکرا کر نیچے گرا، کان پھاڑ دھماکہ ہوا اور بلیک زیرو کو یوں محسوس ہوا جیسے کمرہ ... دن میں تبدیل ہو کر اس کے اوپر آ رہا ہو۔ بلیک زیرو بھی اس ... ناک ہولناک دھماکے سے منہ کے بل فرش پر گر گیا اور دوسرے لمحے ... پر شیشے کی کرچیوں اور ملبے کی جیسے بارش ہو گئی اور بلیک زیرو کے ... غ میں جیسے اندھیرے پھیلتے چلے گئے۔

یہ ایک کافی بڑا کمرہ تھا۔ جس کے درمیان میں رکھی ہوئی وسیع و عریض میز کے پیچھے پرنس وشچل بیٹھا ہوا تھا۔ اس وقت اس چہرے پر سنجیدگی کی دبیز تہہ چڑھی ہوئی تھی۔ آنکھوں میں تیز چمک وہ میز پر رکھی ہوئی ایک بڑی سی مشین کو بغور دیکھ رہا تھا۔ مشین ایک چھوٹی سی سکرین فٹ تھی۔

سکرین پر دو آدمیوں کے دیوار پر چڑھنے کا منظر نظر آ رہا تھا وہ دونوں آدمی دیوار پر چڑھ کر دوسری طرف کود گئے اور اب وہ احتیاط سے آگے بڑھ رہے تھے ان کا رخ اصل عمارت کی طرف مگر اصل عمارت معلوم ہوتا تھا کہ قطعی خالی پڑی ہے۔ گو یہ عمارت بڑی تھی مگر تمام دروازے بند تھے اور وہاں دور دور تک کوئی چوکیدار نظر نہیں آ رہا تھا۔

مگر دوسرے ہی لمحے ان آدمیوں کے ساتھ ساتھ وہ خود

چونک پڑا۔ کیونکہ عمارت میں سے ایک گونج دار آواز سنائی دی تھی۔

"ریوالور پھینک کر ہاتھ اٹھا دو ——— ورنہ بھون دیئے جاؤ گے۔"

بولنے والے کا لہجہ بے حد سرد تھا اور لہجے سے ہی صاف عیاں تھا کہ کہنے والا جو کچھ کہہ رہا ہے اس پر عمل بھی کر گزرے گا

دونوں آدمیوں نے ریوالور نہیں پھینکے بلکہ بھاگ کر ان دونوں نے ستونوں کی آڑلی اور پرنس وشچل ان دونوں کی بہادری پر دل ہی دل میں مسکرا دیا۔ یہ آدمی اس کے خاص الخاص آدمی تھے اور اس قسم کے کاموں میں مہارت کا درجہ رکھتے تھے۔

مگر اس آواز کے بعد اور کوئی آواز سنائی نہ دی اور چند لمحے پراسرار سی خاموشی طاری رہی۔ پرنس وشچل بھی حیران تھا کہ بولنے والے نے نہ ہی کوئی وار کیا ہے اور نہ ہی دوبارہ بولا ہے۔

ابھی وہ یہ بات سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک وہ بری طرح اچھل پڑا۔ کیونکہ اس نے دونوں کو اچانک ہوا میں لڑکھڑاتے دیکھا اور پھر دونوں فرش پر ڈھیر ہو گئے ان کے ہاتھوں سے ریوالور نکل کر دور جا گرے۔

پرنس وشچل کی پیشانی پر شکنیں ابھر آئیں۔ ان دونوں کے اس طرح اچانک بے ہوش ہو کر گر جانے سے صاف ظاہر تھا کہ یہ عمارت بعید حیثیت کی حامل ہے۔

وہ خاموش بیٹھا انتظار کرتا رہا۔ اسے یقین تھا کہ ان کی بیہوشی کے بعد کوئی نہ کوئی ضرور سامنے آئے گا۔

اور وہی ہوا چند منٹ بعد اس نے ایک لمبے تڑنگے ———

نقاب پوش کو برآمدے سے نکل کر ان کی طرف بڑھتے دیکھا۔

پھر نقاب پوش نے جھک کر باری باری ان دونوں کو کندھے لادا اور ایک کمرے میں ڈال کر دروازہ باہر سے بند کر دیا۔ اس کے اس نے دونوں کے ریوالور اٹھائے اور دوبارہ جدھر سے آیا تھا ا جانے لگا۔

پرنس ونچل نے مشین پر لگا ہوا ایک ہینڈل گھمایا اور اب منظ نقاب پوش کے ساتھ ساتھ بدلتا جا رہا تھا۔ نقاب پوش نے برآمدے کے آخری کونے میں رک کر دیوار پر ہاتھ پھیرا اور وہاں خو ایک دروازہ پیدا ہو گیا۔ اور نقاب پوش سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔

پھر اس نے سیڑھیوں کے اختتام پہ ایک اور دروازہ کھولا او وہ ایک کافی بڑے کمرے میں تھا۔ جس کے درمیان میں ایک بڑی میز موجود تھی اور دیوار پر ایک کافی بڑی سکرین فٹ تھی۔

نقاب پوش نے میز کے قریب پہنچ کر دونوں ریوالوروں کے چیمبر کھول کر دیکھے اور پھر انہیں بند کر کے اس نے ایک الماری میں ڈالا الماری بند کر دی۔ جیسے ہی الماری بند ہوئی اس کے ساتھ ہی مشین لگی ہوئی سکرین بھی بند ہو گئی۔

پرنس ونچل نے تیزی سے مشین پر لگے ہوئے تین مختلف بٹن اور سکرین ایک بار پھر روشن ہو گئی۔

نقاب پوش کمرے سے باہر نکل رہا تھا۔ جیسے ہی وہ کمرے سے باہر نکلا سکرین دوبارہ تاریک ہو گئی۔ پرنس ونچل نے ایک بار پھر مختلف دبائے اور پھر جیسے ہی اس نے ایک ہینڈل دبایا سکرین پر ایک با

اس کمرے کا منظر نظر آنے لگا۔ جس میں وہ دونوں حملہ آور بے ہوش پڑے تھے۔ پرنس ونچل خاموش بیٹھا انہیں دیکھتا رہا۔

تقریباً دس منٹ بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور وہی نقاب پوش کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے دروازہ بند کیا اور پھر ایک دیوار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جیسے ہی اس نے دیوار پر ہاتھ پھیرا اسپاٹ دیوار میں ایک الماری نمودار ہو گئی۔

نقاب پوش نے الماری کے پٹ کھولے اور پھر اس میں سے ایک بوتل اور سرنج نکالی۔ بوتل میں زرد رنگ کا سیال موجود تھا۔ نقاب پوش نے سرنج اس سیال سے بھری اور پھر وہ سیال بیہوش پڑے ایک آدمی کے بازو میں انجیکٹ کر دیا۔ سرنج اس نے دوبارہ الماری میں رکھی اور الماری دیوار میں غائب ہو گئی۔

اب نقاب پوش کمرے کے کونے میں رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد انجکشن شدہ آدمی ہوش میں آگیا۔ اور پھر جیسے ہی وہ نقاب پوش بولا۔ پرنس ونچل بری طرح چونک پڑا۔

اس نے جب سے نقاب پوش کو دیکھا تھا۔ اس کے ذہن میں ایک خیال شک پکڑ رہا تھا۔ مگر اب جیسے ہی نقاب پوش نے بات کی تھی اس کا شک یقین کی صورت اختیار کر گیا۔ اس نے بڑی پھرتی سے میز کی دراز کھولی اور ایک چھوٹا سا ٹیپ ریکارڈ نکال کر میز پر رکھا اور اس کا بٹن دبایا۔ ٹیپ سے ایک باوقار اور مخصوص سی آواز ابھری۔

"ایکسٹو سپیکنگ ——" بار بار یہی فقرہ ٹیپ پر چیختا رہا اور پرنس ونچل نقاب پوش کی گفتگو اور ٹیپ کی آواز کا موازنہ کرتا رہا اور چند

لمحوں بعد اسے یقین ہو گیا کہ یہی نقاب پوش سیکرٹ سروس کا ایکسٹو ہے جس کی پوری دنیا میں دھوم مچی ہوئی ہے۔

پرنس ونچل کے لبوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔ وہ ایک بہت بڑی کامیابی کے قریب پہنچ چکا تھا۔

اس نے ٹیپ کا بٹن آف کیا اور سکرین کو پوری توجہ سے دیکھنے لگا۔ اسی لمحے نوجوان نے ایکسٹو پر چھلانگ لگا دی۔ مگر ایکسٹو نے لات آگے بڑھا دی۔ اور نوجوان اچھل کر پچھلی دیوار سے جا ٹکرایا۔

”اب تم چھٹی کرو ایکسٹو ——— تمہاری موت پرنس ونچل کے ہاتھوں ہی لکھی ہوئی تھی۔

”پرنس ونچل زہریلے لہجے میں بڑبڑایا اور اس نے مشین پر لگے ہوئے دو بٹنوں پر انگلی رکھ دی۔

نوجوان نے کھڑے ہو کر دوبارہ ایکسٹو پر چھلانگ لگانے کی تیاری کی اور جیسے ہی وہ ہوا میں بلند ہوا۔ پرنس ونچل نے دونوں بٹن پوری قوت سے دبائے اور دوسرے لمحے ایک خوفناک دھماکے کی آواز بلند ہوئی اور اس کے ساتھ ہی سکرین تاریک ہو گئی۔

”وہ مارا ——— پرنس ونچل عظیم ہے“ ——— پرنس ونچل خوشی سے اچھل کھڑا ہوا اور اس نے بٹن دبا کر مشین آف کر دی۔ اسے ایکسٹو کے ختم ہونے کا مکمل یقین تھا۔ کیونکہ ان دونوں آدمیوں کے جسموں پر دو طاقتور ویژن وائرلیس بم آپریشن کر کے پہلے سے ڈال دیئے گئے تھے۔ ان ویژن بموں کی وجہ سے مشین پر تمام منظر نظر آ رہے تھے۔ اسے یقین تھا کہ جیسے ہی عنبرالیون چھلانگ لگا کر ایکسٹو کے

قریب پہنچا ہو گا۔ بم پھٹ گیا ہو گا۔ اس کے ساتھ ہی عنبر ہکس کے جسم میں موجود بم بھی پھٹ گیا ہو گا۔ چنانچہ ان دونوں کے ساتھ ساتھ کرسے اور ایکسٹو کے جسم کے پرخچے بھی اڑ گئے ہوں گے۔

اس نے مختلف بٹن دبا کر اور ہینڈل کو دائیں طرف گھمایا تو سکرین روشن ہو گئی۔ اب سکرین پر آپریشن روم کا منظر نظر آ رہا تھا۔ آپریشن روم قطعی خالی تھا۔ یہ منظر دیواروں کے دستوں میں لگے ہوئے ویگا ویژن آئی کی وجہ سے نظر آ رہا تھا۔

خالی کمرہ دیکھ کر اسے ایکسٹو کی موت کا مزید یقین ہو گیا۔ اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے مشین آف کر دی اور پھر پکنک پر جانے کی تیاریاں کرنے لگا۔ تاکہ عمران عرف پرنس آف ڈھمپ کو ختم کر کے اپنے راستے کی تمام رکاوٹیں ختم کر لے اور پھر اطمینان سے اپنے مشن کی تکمیل میں مصروف ہو جائے۔

بیچ لگژری پر اس وقت میلے کا سا سماں تھا۔ احمقان کلب کے تقریباً دو سو کے قریب ممبران عجیب وغریب لباسوں میں وہاں موجود تھے اور وہ سب مصنوعی تہذیب اور رسمی آداب سے مبرا ہو کر ایک دوسرے کے ساتھ اٹھکیلیاں کر رہے تھے۔ ان کی حرکات دیکھ کر یوں محسوس ہوتا تھا جیسے وہ سب پاگل ہوں۔

حالانکہ صحیح معنوں میں ان میں ایک بھی پاگل نہیں تھا۔ احمقان کلب کے ممبران میں ذی حیثیت نوجوان، تاجر، بڑے بڑے سرکاری آفیسران اور جاگیردار شامل تھے۔ وہ سب اس کلب کے ممبر اس لئے بنے تھے تاکہ اس کے فنکشنز میں وہ تہذیب اور رسمیات کی پابندیوں سے ہٹ کر اپنا وقت خالص تفریح میں گزار سکیں اور اس طرح ذہنی سکون کے علاوہ دل کی تسکین بھی حاصل کر سکیں۔ اتنے میں ایک گاڑی پارکنگ شیڈ میں آکر رکی۔ اور عمران اور جوزف نیچے اترے

عمران کی شان ہی نرالی تھی۔ شارک اسکن کی شیروانی اور نیچے چوڑی دار پاجامہ، پیروں میں سلیم شاہی جوتے، سر پر سرخ ریشمی کپڑے کی بڑی خوبصورت پگڑی اور پگڑی کے اوپر ایک بڑی سی کلغی تھی۔ جس میں ایک انتہائی قیمتی ہیرا جگمگا رہا تھا۔ گلے میں قیمتی پتھروں کا ہار موجود تھا۔

اور جوزف حسب روایت باڈی گارڈ کے دونوں ریوالور پہلوؤں سے لٹکائے ہوئے بڑے مودبانہ انداز میں عمران کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔

جیسے ہی وہ کار سے اتر کر پنڈال میں داخل ہوئے۔ وہاں موجود تمام لوگ ان کی طرف متوجہ ہو گئے۔ عمران اس وقت اتنا وجیہہ معلوم ہو رہا تھا کہ وہاں موجود عورتیں تو دل تھام کر رہ گئیں اور مرد رشک کی آگ میں جل مرے۔ عمران بڑے باوقار انداز میں چلتا ہوا درمیان میں آگیا۔

اسی لمحے شیلا دور سے بھاگتی ہوئی اس کے قریب آئی۔ اس وقت وہ صرف باڈی اور انڈر ویئر میں ملبوس تھی۔ اور اس کا خوبصورت جسم جلوے بکھیر رہا تھا۔

عمران کے قریب آکر وہ رک گئی تھی اور انتہائی متاثر کن نظروں سے عمران کو دیکھنے لگی۔ اس کی آنکھوں میں ایسے جذبات نظر آ رہے تھے جس سے صاف ظاہر تھا کہ وہ عمران کی وجاہت پر مر مٹی ہے۔

"ہیلو پرنس" ——— شیلا نے بڑے میٹھے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہیلو مس چھیلا" ـــــ عمران نے بڑے باوقار لہجے میں کہا۔
"چھیلا نہیں ـــــ شیلا ـــــ پرنس" شیلا نے نام کی تصحیح کرتے ہوئے کہا۔ اور پھر آگے بڑھ کر عمران کا بازو پکڑتے ہوئے سرگوشی کی۔
"پرنس ـــــ تم یہاں سے بھاگ جاؤ ـــــ تمہارے لئے یہاں خطرہ....." شیلا نے ابھی فقرہ مکمل نہیں کیا تھا کہ اس کی پشت پر سے پرنس ونچل کی آواز ابھری۔
"ہیلو پرنس ـــــ آج میں بہت خوش ہوں۔ آج میں نے ایک عظیم کامیابی حاصل کی ہے" پرنس ونچل نے عمران کے گلے میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا۔
"ارے ـــــ ارے ـــــ یہ کیا کر رہے ہو ـــــ میری کریز خراب ہو جائے گی۔ تین گھنٹے لگاتے ہیں انہیں استری کرتے ہوئے۔ اور ہاں تم خوش کیوں ہو ـــــ کیا تمہاری بانجھ بطخ نے انڈے دے دیئے ہیں" عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔
"اوہ ـــــ پرنس ـــــ بائی گاڈ یہی سمجھ لو ـــــ اچھا آؤ میرے ساتھ چلو ـــــ اسی خوشی میں سمندر میں نہائیں" پرنس ونچل نے عمران کا بازو پکڑتے ہوئے اسے گھسیٹتے ہوئے کہا۔
"اے مسٹر ـــــ اپنا بازو پرنس کے بازو سے ہٹا لو ورنہ میں دوسری بار کہنے کی بجائے بازو توڑ دیا کرتا ہوں" اچانک جوزف نے آگے بڑھ کر انتہائی تحکمانہ لہجے میں پرنس ونچل سے کہا۔
اور پرنس ونچل نے چونک کر جوزف کی طرف دیکھا۔ ایک لمحے کیلئے اس کی نظروں میں پسندیدگی کے آثار ابھرے۔ مگر دوسرے لمحے ان

میں وحشت اور درشتی ابھر آئی۔
"پرنس ـــــ! یہ جانور تم نے پالا ہوا ہے۔ اسے تہذیب بھی سکھانی چاہیے تھی" پرنس ونچل نے بڑے نفرت آمیز انداز میں جوزف کی طرف دیکھتے ہوئے عمران سے کہا۔
اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا، جوزف کا ہاتھ گھوما اور اس کا ہتھوڑے نما مکہ پوری قوت سے پرنس ونچل کے جبڑے پر پڑا اور پرنس ونچل اچھل کر دو فٹ دور جا گرا۔
دوسرے لمحے جوزف نے ہولسٹر سے ریوالور نکال لیا اور چاہتا تھا کہ پرنس ونچل پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دے کہ عمران نے اسے ڈانٹ دیا۔
"جوزف نہتے آدمی پر ریوالور نکالتے تمہیں شرم آنی چاہیئے۔"
اور جوزف نے پھرتی سے دوبارہ ریوالور ہولسٹر میں ڈال لیا۔
اس دوران پرنس ونچل دوبارہ اٹھ کر کھڑا ہو چکا تھا۔ وہ دانت بھینچے جوزف اور عمران کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں نفرت اور انتقام کے چراغ جل اٹھے تھے۔
"تم نے پرنس ونچل پر ہاتھ اٹھایا ہے۔ اس لئے اب تم دونوں یہاں سے بچ کر نہیں جا سکتے۔" اس نے انتہائی سنجیدہ اور کرخت لہجے میں عمران اور جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔
"تمہاری سیکرٹری مجھے بتلا رہی تھی کہ مجھے یہاں خطرہ ہے۔ اس لئے میں یہاں سے بھاگ جاؤں۔ اس لئے میں آخری بار پوچھ رہا ہوں اگر تمہاری سیکرٹری کی بات سچ ہے تو پھر میں بھاگنے کی تیاری کروں۔ یقین کرو میں نے بھاگنے میں عالمی ریکارڈ قائم کیا ہوا ہے" عمران

نے بڑے بے نیازانہ لہجے میں کہا۔

"تم موت سے نہیں بھاگ سکتے عمران" پرنس ونچل نے پہلے سے بھی کرخت لہجے میں جواب دیا۔ اس کے چہرے پر چڑھا ہوا حماقت کا خول اتر چکا تھا اور اب اس کا چہرہ کسی ایسے درندے کا چہرہ معلوم ہو رہا تھا جو اپنے شکار پر جھپٹنے والا ہو۔

احمقان کلب کے دیگر تمام ممبران اب ان کے گرد گھیرا بنا کر کھڑے ہو گئے تھے ان کی نظروں سے دلچسپی کے آثار نمایاں تھے جیسے وہ ڈبل فائٹنگ کا مقابلہ دیکھنے آئے ہوں۔

"موت مونٹ ہے پرنس ونچل ——— اور میں مونٹ سے دور بھاگنے میں ضرب المثل کی حیثیت اختیار کر چکا ہوں۔ یقین نہ ہو تو آزما دیکھو" عمران نے پہلے کی طرح لاپرواہی سے جواب دیا۔

"باس ——— یہ مینڈک خواہ مخواہ ٹرا رہا ہے ——— آپ حکم کریں تو میں اس کی چربی نکال لوں" جوزف نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیوں ——— کیا تمہیں لقوہ ہو گیا ہے" عمران نے جوزف سے کہا اور جوزف نے جواب میں دانت نکال دیئے۔

ان دونوں کے رویئے سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کسی تھیٹر کی سٹیج پر کھڑے ورائٹی شو پیش کر رہے ہوں۔

مگر دوسری طرف کھڑے ہوئے پرنس ونچل کے چہرے سے یوں دکھائی دیتا تھا۔ جیسے وہ ان دونوں کو ختم کرنے کا تہیہ کر چکا ہو۔

اور پھر اچانک اس نے اپنا ہاتھ فضا میں لہرایا اور دوسرے لمحے

ارد گرد کھڑے مجمع میں سے دس آدمی یوں تیزی سے آگے بڑھے، جیسے وہ اس کے اشارے کے منتظر تھے۔ ان کے ہاتھ جیبوں میں تھے۔ وہ جوزف اور عمران کے گرد گھیرا ڈالے قدم بقدم آگے بڑھ رہے تھے۔

"اب اگر موت سے بھاگ سکتے ہو تو بھاگ جاؤ" ——— پرنس ونچل نے طنزیہ انداز میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مگر یہ سب تو مذکر ہیں پرنس ——— مونٹ کو بھیجو تو بھاگوں بھی سہی" عمران نے جواب دیا اور پھر تن کر کھڑا ہو گیا۔

"جوزف بھی چوکنا کھڑا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ ہولسٹروں پر جمے ہوئے تھے۔

وہ دس آدمی عمران اور جوزف سے چند قدم دور آ کر رک گئے اور دوسرے لمحے ان کے ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے باہر آئے ان سب کے ہاتھوں میں ریوالور چمک رہے تھے۔

"ہوشیار جوزف" ——— عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا اور دوسرے لمحے اس نے وہیں کھڑے کھڑے ایک زوردار جمپ لگایا اور پھر کسی پرندے کی طرح اڑتا ہوا ان کے سروں پر سے گزرتا چلا گیا۔ ان سب کی توجہ ایک لمحے کے لئے اس کی طرف ہوئی اور وہی لمحہ ان پر بھاری پڑا۔

جوزف نے پلک جھپکتے میں دونوں ریوالور باہر نکالے اور دوسرے لمحے اس نے لٹو کی طرح گھوم کر فائرنگ کھول دی اور نتیجہ میں چار آدمی چیخیں مارتے ہوئے الٹ گئے۔

باقی چھ نے جوزف پر فائرنگ کرنی چاہی۔ مگر اسی لمحے پیچھے سے ان پر گولیوں کی باڑھ پڑی اور وہ سب بھی ایک لمحے میں زمین پر آگرے۔ یہ سیکرٹ سروس کے ممبروں کے ریوالوروں سے نکلی ہوئی گولیاں تھیں جو عمران کی ہدایت کے مطابق پہلے سے وہاں موجود تھے۔

عمران گھیرے سے جیسے ہی باہر آیا اس نے دوسرا جمپ لگایا اور پھر وہ پرنس وینچل پر جا پڑا۔ پرنس وینچل جو بڑے اطمینان سے کھڑا یہ تماشہ دیکھ رہا تھا اس اچانک اور غیر متوقع صورت حال پر بوکھلا گیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ عمران اس پر سوار ہو گیا۔

عمران نے پوری قوت سے پرنس وینچل کی کنپٹی پر مخصوص انداز میں مکہ مارا اور پرنس وینچل پہلے ہی وار میں ڈھیر ہو گیا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔

عمران نے پھرتی سے اٹھ کر پرنس وینچل کو کاندھے پر ڈالا اور پھر تیزی سے پارکنگ شیڈ کی طرف بھاگنے لگا۔ جوزف بھی اس کے پیچھے تھا۔

سیکرٹ سروس کے ممبر ایک بار پھر ہجوم میں گم ہو چکے تھے۔

"پرنس ـــ پرنس ـــ اسے مت لے جاؤ ـــ پرنس میری بات مان لو" ـــ اچانک شیلا چیختی ہوئی عمران کے پیچھے بھاگنے لگی مگر جوزف نے بھاگتے ہوئے اسے زور سے دھکا دیا اور وہ لڑکھڑا کر گر پڑی۔

اتنے میں عمران کار کے قریب پہنچ چکا تھا۔ اس نے بڑی پھرتی سے پرنس وینچل کو کار کی پچھلی سیٹ پر پھینکا اور خود سٹیئرنگ پر بیٹھ گیا۔ جوزف بھی بھاگتا ہوا اس کی دوسری سائیڈ پر آگیا اور عمران کی کار سٹارٹ

ہو کر ایک جھٹکے سے آگے بڑھ گئی۔

"پیچھا کرو ـــ اور پرنس کو ہر قیمت پر حاصل کرو۔"

شیلا نے اٹھ کر چیختے ہوئے کہا اور پھر وہ خود بھی پارکنگ شیڈ کی طرف بھاگنے لگی۔

اور پھر جلد ہی پارکنگ شیڈ سے دو کاریں عمران کی کار کے پیچھے دوڑنے لگیں۔ ایک میں شیلا تھی اور دوسری میں دو نوجوان تھے۔ ان کی کاریں آندھی اور طوفان کی طرح عمران کا پیچھا کر رہی تھیں جو ایک چھوٹے سے نقطے کی طرح نظر آرہی تھیں۔

ان کی کاریں آگے بڑھتے ہی پارکنگ شیڈ سے تین کاریں اور نکلیں اور ان دونوں کاروں کے پیچھے دوڑنے لگیں۔ ان میں سیکرٹ سروس کے ممبران تھے۔ ظاہر ہے عمران کو تحفظ دینا ان کا فرض تھا۔

گھنٹی کی تیز آواز سے کمرہ گونجنے لگا۔ اور میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے پرنس وینچل نے چونک کر میز پر پڑے ہوئے بڑے سے ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن دبا دیا۔

بٹن دبتے ہی گھنٹی کی آواز کی بجائے ایسی آواز آنے لگی جیسے صحرا میں ہوا کے تیز جھکڑ چل رہے ہوں۔ پرنس وینچل نے ہیڈ فون اٹھا کر سر پر فٹ کر لیا اور خاموش بیٹھا رہا۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی کے آثار نمایاں تھے۔

ہوا کا شور آہستہ آہستہ کم ہوتا چلا گیا اور پھر ایک کرخت سی آواز اس شور پر چھا گئی۔

"ہیلو ——— ہیلو ——— کرنل لاشارے کالنگ، وائٹ فاکس اوور۔"

"یس ——— وائٹ فاکس سپیکنگ ——— اوور۔" پرنس

وینچل نے گمبھیر لہجے میں جواب دیا۔

"وائٹ فاکس ——— مشن کی کیا صورت حال ہے ——— اوور۔" دوسری طرف سے کرنل لاشارے کی کرخت آواز گونجی۔

"کرنل ——— مشن تیزی سے آگے بڑھ رہا ہے۔ میں نے یہاں کی سیکرٹ سروس کو بہت الجھا دیا ہے۔ سیکرٹ سروس کا چیف ختم ہو چکا ہے اور وہ احمق عمران میرے چکر میں بری طرح الجھا ہوا ہے ——— اور میں مال پر جھپٹنے کے لئے پوری طرح تیار ہوں ——— اوور۔" پرنس وینچل نے جواب دیا۔

"ویری گڈ ——— ویری گڈ ——— کمال کر دیا تم نے۔ اور ہاں ——— عمران کے متعلق کیا بتلا رہے تھے۔ مجھے تفصیل بتلاؤ۔ کیونکہ وہ بے حد خوفناک و خطرناک شخصیت ہے۔ آج تک ہمارے ملک نے جتنے بھی مشن بھیجے ہیں۔ صرف اسی کی وجہ سے سب ناکام رہے ہیں، تمہیں یاد ہو گا۔ مشن کی تفصیلات طے کرتے وقت میں نے تمہیں اس کے متعلق خاص طور پر ہدایات دی تھیں ——— اوور۔" کرنل لاشارے نے کہا۔

"ہاں ——— مجھے یاد ہے ——— اس لئے میں نے یہاں آکر سب سے پہلے ان دونوں کا انتظام کیا تھا تاکہ عین وقت پر دخل اندازی نہ کریں۔ اس وقت پوزیشن یہ ہے کہ عمران ایک نقلی پرنس وینچل کے چکر میں پڑا ہوا ہے۔ اصل مشن کی اسے ہوا بھی نہیں لگ سکی اور نہ ہی لگ سکے گی۔ جب تک وہ پرنس وینچل کے چکر سے نکلے گا۔ ہم لوگ کامیاب ہو کر واپس بھی جا چکے ہوں گے ——— اوور۔" پرنس وینچل نے

تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"خوب ــــ بہت خوب ــــ یہ تمہارا ہی کام تھا کہ تم ان جو شخصیتوں کو چکر دے سکو ــــ بہرحال پھر بھی ہوشیار رہنا کیونکہ عمران کے ذہن میں یقیناً کسی بدروح کا ڈیرہ ہے۔ شروع شروع میں ہر مشن کے دوران یہی محسوس ہوتا ہے کہ عمران بے وقوف بن چکا ہے مگر عین موقع پر صورتحال اس طرح پلٹتی ہے کہ معلوم ہوتا تھا کہ عمران کی بجائے اب تک ہم خود ہی بیوقوف بنتے رہے ہیں ــــ اوور" کرنل لاشارے ابھی تک مطمئن نہیں ہو رہا تھا۔

"کرنل ــــ! آپ کو جاننا چاہیئے کہ آپ نے مشن کے لئے وائٹ فاکس کی خدمات حاصل کی ہیں۔ اس لئے اس قسم کی بچگانہ باتیں مت کیا کریں ــــ وائٹ فاکس آج تک اپنے کسی مشن میں ناکام نہیں ہوا۔ عمران جیسے کئی احمق ہر وقت اس کی جیب میں پڑے رہتے ہیں۔ آپ ان باتوں کو چھوڑیں اور اصل بات کریں ــــ اوور" پرنس وینچل نے انتہائی سخت لہجے میں جواب دیا۔ وہ شاید کرنل لاشارے کی باتوں سے چڑ گیا تھا۔

"اوکے ــــ بہرحال میرا فرض تھا کہ میں تمہیں خطرے سے آگاہ کر دوں ــــ اب آگے تمہارا کام ہے۔ تم خود بہتر سمجھ سکتے ہیں ہاں ــــ کال کرنے سے میرا مقصد یہ تھا کہ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ آج سے تیسرے دن مال سپلائی ہونا ہے اور اس کے لئے دارالحکومت سے بیس میل دور فوجی ہوائی اڈے کا انتخاب کیا گیا ہے۔ سپلائی رات کو بارہ بجے ہو گی ــــ اوور"

"ٹھیک ہے ــــ میں انتظامات کر لوں گا۔ آپ بے فکر رہیں۔ اوور" پرنس وینچل نے جواب دیا۔

"ہمیں مال کس وقت ملے گا۔ ہمیں پروگرام بتاؤ تاکہ ہم تیاری کر لیں۔ اوور" کرنل لاشارے نے پوچھا۔

"آپ کو فائنل پروگرام میں آج سے تیسرے دن دوں گا میں مال کی ہولی کی نوعیت دیکھ کر اس کی واپسی کا پروگرام بناؤں گا ــــ اوور" پرنس وینچل نے جواب دیا۔

"کیا مطلب ــــ؟ میں سمجھا نہیں ــــ اوور" کرنل لاشارے نے چونک کر کہا۔

"مطلب صاف ہے کرنل لاشارے ــــ آپ نے سودا کرتے وقت ہولے مال کی نوعیت چھپائی تھی۔ اس لئے میں مال وصول کرنے کے بعد سے چیک کروں گا کہ وہ کیا چیز ہے ــــ اس کے بعد بات کروں گا ــــ اوور" پرنس وینچل نے زہریلے انداز میں جواب دیا۔

"تم معاہدے سے روگردانی کر رہے ہو وائٹ فاکس ــــ تمہیں ل کام کا معقول معاوضہ مل چکا ہے۔ اب مال جو کچھ بھی ہو، تمہارا اس سے کوئی مطلب نہیں ہونا چاہیئے ــــ اوور" کرنل لاشارے نے انتہائی سخت لہجے میں جواب دیا۔

"آپ تو گھبرا گئے کرنل ــــ میں تو مذاق کر رہا تھا۔ میرا مال کی ہولی کی نوعیت سے صرف اتنا مطلب تھا کہ میں دیکھوں گا کہ اس کو لے جانے کا کیا پروگرام بنانا ہوں۔ اس پروگرام کے لحاظ سے میں آپ کے ساتھ پروگرام سیٹ کروں گا ــــ اوور" پرنس وینچل

نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"او کے ـــــ ہم پروگرام کا انتظار کریں گے ـــــ اوور"

دوسری طرف سے کرنل لاشارے نے مختصر سا جواب دیا

"اوور اینڈ آل" پرنس ونچل نے جواب دیا اور پھر ٹرانسمیٹر بٹن آف کر دیا۔

بات ختم کرنے کے بعد پرنس ونچل اٹھا اور دروازے کی طرف بڑ دروازہ کھول کر وہ ایک راہداری میں آیا۔ اور پھر راہداری کے آخر میں وہ ایک دروازے کے سامنے جا کر رک گیا۔ اس نے دروا کے درمیان میں اپنی شہادت کی انگلی گھمائی۔

انگلی گھومتے ہی دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا اور پرنس ونچل اندر ہو گیا، دروازہ ایک بار پھر بند ہو گیا۔

یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس کے درمیان میں رکھی ہوئی میز اوپر ایک کافی بڑی سا مشین پڑی تھی۔ پرنس ونچل میز کے سامنے جا بیٹھ گیا۔ اس نے میز کی دراز کھولی۔ اس سے پورٹیبل ٹیلی پرنٹر نکال میز کے ایک کونے میں رکھ دیا اور پھر ٹیلی پرنٹر کی تاریں اس نے قر دیوار میں موجود بجلی کے سوئچ میں فٹ کر دیں اور خود کرسی کھینچ کر ٹیلی کے سامنے بیٹھ گیا۔ ٹیلی پرنٹر پر رول موجود تھا۔ اس نے مشین آن پیغام ٹائپ کرنا شروع کر دیا۔

"رپورٹ ـــــ فل رپورٹ ـــــ سچولیشن کلیئر آر نار ڈبلیو۔ الیف"

پیغام ٹائپ کر کے اس نے مشین کا وہ بٹن آف کر دیا اور ا

دوسرا بٹن دبایا۔ اس بٹن کے دبتے ہی کاغذ خود بخود پلٹ گیا اور پھر اس پر ایک پیغام ٹیلی پرنٹ ہونے لگا۔

"آل رائٹ ـــــ سب لوگ اُلجھے ہوتے ہیں۔ بے فکر رہیں"

اور اس کے بعد مشین خود بخود بند ہو گئی۔

پرنس ونچل کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی۔ اس نے پلگ سے تاریں کھینچیں اور مشین دوبارہ میز کی دراز میں رکھ دی اور پھر میز پر موجود مشین کی سکرین کا بٹن آن کر دیا۔ سکرین پر لکیریں چمکنے لگیں۔

پرنس ونچل نے ہینڈل گھما کر فریکوئنسی سیٹ کی۔ اور پھر ایک اور بٹن دبا کر بڑا اشتیاق نظروں سے سکرین کو دیکھنے لگا۔ مگر بٹن دبتے ہی سکرین یکدم تاریک ہو گئی۔ اور پرنس ونچل سکرین کو تاریک دیکھ کر چونک پڑا۔

اس کی آنکھوں میں تعجب کے آثار اُبھر آئے۔ اس نے ایک بار پھر ٹرائی کی مگر جب بھی وہ فریکوئنسی سیٹ کرتا، سکرین تاریک ہو جاتی اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے سب بٹن آف کر دیئے۔ اس کے چہرے پر اُلجھن کے تاثرات تھے۔

"اس کا مطلب ہے ـــــ ان ریوالوروں کو چیک کر لیا گیا ہے" اس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

چند لمحے وہ کچھ سوچتا رہا۔ پھر اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا ڈبہ نکالا۔ اس کے سرے سے ایک راڈ کھینچ کر اوپر کی اور پھر اس کا سائیڈ بٹن دبایا۔

سائیڈ بٹن دباتے ہی ڈبے میں سے ہلکی ہلکی سیٹی کی آواز گونجنے لگی۔

چند لمحوں بعد سیٹی کی آواز پر ایک مردانہ آواز حادی ہوگئی۔

"ہیلو ——— غبرون سپیکنگ ——— اوور"

"ڈبلیو سپیکنگ ——— اوور"۔ پرنس وینچل نے جواب دیا۔ اس کا لہجہ اب بالکل بدلا ہوا تھا۔

"یس باس ——— اوور"۔ اس بار غبرون کا لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

"غبرون ——— کیا تم کام کے لئے تیار ہو ——— اوور"۔ پرنس وینچل نے سخت لہجے میں جواب دیا۔

"یس باس ——— ہم لوگ تو فارغ بیٹھے بیٹھے بور ہو چکے ہیں۔ آپ کے حکم کے منتظر ہیں ——— حکم فرمائیں ——— اوور"۔ غبرون نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ——— اب کام کے لئے تیار ہو جاؤ۔ کل تک دارالحکومت سے بیس میل دور فوجی ہوائی اڈے کی تمام سچویشن معلوم کر کے مجھے رپورٹ دو ——— اور دیکھو آج سے تیسرے دن رات کے بارہ بجے اس ایئرپورٹ پر مال کا تبادلہ ہوتا ہے ——— ہم نے وہ مال حاصل کرنا ہے۔ اس لئے تم نے یہ بھی چیک کرنا ہے کہ یہ مال حاصل کرنے والے کون لوگ ہوں گے ——— یہ سب تفصیلی رپورٹ حاصل کر کے مجھے کل تک اطلاع دے دو ——— اوور"۔ پرنس وینچل نے غبرون کو تفصیلی ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر باس ——— میں ابھی اپنے ماتحتوں کو ہدایات دیتا ہوں۔ کل تک میں یقیناً آپ کو تفصیلی رپورٹ دے سکوں گا ——— اوور"۔

غبرون نے جواب دیا۔

"او کے ——— مگر خیال رہے کوئی گوشہ تمہاری نظر سے اوجھل نہیں رہنا چاہیے۔ ورنہ ہمارا مشن ناکام ہو جائے گا ——— اوور"۔ پرنس وینچل نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"بے فکر رہیں جناب ——— ہم لوگ اپنے فرائض سمجھتے ہیں اور پھر یہ ہمارے لئے کوئی نیا کام نہیں ہے ——— اوور"۔ غبرون نے اعتماد سے پُر لہجے میں جواب دیا۔

"او کے ——— اوور اینڈ آل"۔

پرنس وینچل نے کہا اور پھر بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔ اور راڈ کو دوبارہ اندر دبا کر اس نے ڈبہ جیب میں رکھ لیا اور اٹھ کر کمرے سے باہر جانے لگا۔

عمران کی کار انتہائی تیز رفتاری سے شہر جانیوالی سڑک پر دوڑتی چلی جارہی تھی ۔ اس کی نظریں بیک مرر پر جمی ہوئی تھیں اور اسے آگے پیچھے دو کاریں اپنی طرف بڑھتی نظر آرہی تھیں ۔کاریں لمحہ بہ لمحہ نزدیک آتی جارہی تھیں ۔ شاید انہیں چلانے والے اپنا دماغی توازن کھو چکے تھے ۔

"باس ——— ! ہمارا تعاقب کیا جارہا ہے" جوزف نے بھی بیک مرر پر پیچھے آتی ہوئی کاریں دیکھ کر کہا ۔

"مجھے معلوم ہے ——— تم اس مسخرے کا خیال رکھو ۔ کہیں یہ ہوش میں نہ آجائے ——— باقی میں خود سنبھال لوں گا ۔ عمران نے اسے ہدایت کرتے ہوئے کہا ۔

اور جوزف مڑکر پچھلی سیٹ پر بیہوش پڑے پرنس وچنگل کی طرف متوجہ ہوگیا ۔

عمران نے کار کی سپیڈ کچھ اور بڑھا دی ۔ یہ شہر کی طرف جانیوالی طویل ترین سڑک تھی جو بیس میل تک بالکل سیدھی چلی جاتی تھی ۔ اس کے اردگرد گھنے جنگلات تھے ۔ عمران یہ چاہتا تھا کہ کسی طرح وہ یہ بیس میل طے کرکے آگے چوک تک پہنچ جائے پھر وہ آسانی سے پیچھے آنے والی کاروں کو ڈاج دے سکے گا ۔

وہ دراصل ہر قیمت پر پرنس وچنگل کو زندہ دانش منزل تک پہنچانا چاہتا تھا ۔ اس لئے تصادم سے گریز کر رہا تھا ۔

مگر پیچھے آنے والی کاریں آندھی اور طوفان کی طرح آگے بڑھتی چلی آرہی تھیں ۔ ان کی رفتار انتہائی حد تک تیز تھیں اور ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ عمران کی کار کو پکڑنے کے لئے اپنی جان تک کی بازی لگا چکے ہوں ۔ اور اگلا چوک ابھی دس میل دور تھا ۔

اب عمران کو محسوس ہونے لگا تھا کہ تصادم ناگزیر ہے ۔ اسلئے اس نے سنجیدگی سے ماحول کا جائزہ لینا شروع کر دیا ۔ اور پھر یہ دیکھ کر اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ دوڑ گئی جب اس نے دیکھا کہ ان دو کاروں کے پیچھے بھی تین کاریں تیزی سے بڑھتی چلی آرہی ہیں ۔ وہ کاریں دیکھ کر ہی سمجھ گیا کہ یہ سیکرٹ سروس کی کاریں ہیں ۔

مجرموں کی کاریں اب کافی سے زیادہ نزدیک آچکی تھیں ۔ چنانچہ عمران فیصلہ کن صورتحال کے لئے تیار ہو گیا ۔ اس نے کار کے ڈیش بورڈ کا بٹن دبایا اور ڈیش بورڈ کی پلیٹ علیحدہ ہو گئی ۔ ڈیش بورڈ کا خانہ سفید رنگ کے چھوٹے بیٹری سیلوں سے بھرا ہوا ہے ۔ عمران نے اس میں سے دو سیل نکالے اور پھر ڈیش بورڈ کے خانے کے نیچے

بنے ہوئے ایک سوراخ میں ڈال دیئے۔ اور پھر پاس لگے ہوئے بٹن پر انگلی رکھ کر بیک مرر میں دیکھنے لگا۔

پچھلی کاریں اب بہت قریب آچکی تھیں۔ پہلی کار شیلا چلا رہی تھی اس کے چہرے پر وحشت کے آثار نمایاں تھے۔ عمران نے ایک لمحہ کیلئے پیچھے مڑ کر پرنس وچل کی طرف دیکھا اور پھر بٹن دبا دیا۔

بٹن دبنے کے چند لمحوں بعد ایک زوردار دھماکہ ہوا اور شیلا کی کار ایک جھٹکے سے الٹ گئی۔ جیسے ہی شیلا کی کار الٹی اس کے پیچھے آنیوالی کار ایک خوفناک دھماکے سے اس کے ساتھ ٹکرا گئی اور دونوں کاریں الٹ کر سڑک سے نیچے جا گریں۔

عمران نے تیزی سے کار کو بریک لگائے اور پھر کار رکتے ہی وہ نیچے اتر کر الٹی ہوئی کاروں کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کے ہاتھ میں ریوالور چمک رہا تھا اور پھر اس نے دیکھا کہ کار کے الٹے ہوئے ڈھانچے میں سے شیلا باہر نکل آئی۔ شیلا کا تمام جسم خون سے سرخ ہو رہا تھا۔ وہ چند قدم آگے بڑھی اور پھر لڑکھڑا کر نیچے گر پڑی۔

پیچھے آنے والی کاریں بھی قریب آکر رک گئی تھیں۔ اس سے پہلے کہ ان میں سے لوگ نکلتے۔ الٹی ہوئی دونوں کاریں ایک خوفناک دھماکے سے پھٹ گئیں اور ان کے پرزے اُڑ کر دُور دُور تک بکھر گئے۔ عمران چند قدم پیچھے ہٹ گیا۔ اب دونوں کاروں کے بقیہ ڈھانچوں میں سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے۔

عمران نے اپنا ہاتھ پیچھے آنے والی کاروں کی طرف ہلایا اور پھر تیزی سے اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا اور سٹیرنگ

پر بیٹھ گیا۔

"باس —— یہ ہوش میں آرہا تھا۔ میں نے پھر طویل عرصہ کے لئے اسے بیہوش کر دیا ہے" جوزف نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے دیکھا کہ پرنس وچل کے سر پر ایک اور سرا ابھر چکا تھا۔ اس نے کار آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"جوزف —— ! میں آج تک تمہیں بہادر سمجھتا آیا تھا۔ مگر اب معلوم ہوا کہ تم انتہائی بزدل ہو —— شاید ایسا بے پناہ شراب پینے کی وجہ سے ہوا ہے۔ اس لئے آج سے تمہاری شراب بند" عمران نے بیحد سنجیدگی سے کہا۔

"ارے۔ ارے باس —— تم کیا کہہ رہے ہو۔ بائی گاڈ تم نے زندگی میں پہلی بار مجھے بزدلی کا طعنہ دیا ہے اور فادر جوشوا کی قسم مجھے بزدلی کا طعنہ دینے والا آج تک زندہ نہیں بچا۔ باس —— فار گاڈ سیک کہہ دو کہ تم مذاق کر رہے ہو ورنہ —— ورنہ ——" جوزف کی حالت جنونیوں کی سی ہو گئی۔ اس کے چہرے کے عضلات بری طرح پھڑکنے لگے۔ آنکھوں میں وحشت ابھر آئی تھی۔

"ورنہ کیا ہو گا" —— عمران نے اسی طرح سنجیدگی سے پوچھا۔ اور کار کی سپیڈ کچھ اور بڑھا دی۔

"ورنہ —— ورنہ" —— جوزف نے جنون کے عالم میں ہاتھ پر مکہ مارتے ہوئے کہا۔ جوش کی وجہ سے اس کی آواز پھٹ گئی تھی۔ "ورنہ میں خودکشی کر لوں گا۔ کیونکہ باس میں تمہیں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ کاش تمہاری بجائے کسی اور نے یہ بات کہی ہوتی تو اب تک میں

اس کی گردن توڑ کر اسے بتلا چکا ہوتا کہ آیا میں بزدل ہوں یا بہادر"۔ جوزف نے چیخ کر کہا۔ اس کے منہ سے کف نکلنے لگا تھا۔ واقعی وہ بے حد جوش کے عالم میں تھا۔

"اچھا ——— خدا حافظ باس ——— یاد رکھنا تم نے جوزف کی توہین کی تھی۔ اور جوزف نے تمہیں معاف کر دیا۔" جوزف نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

اور پھر کار کے ہینڈل کو دبا کر دروازہ کھولنے لگا۔ شاید وہ چلتی کار میں سے باہر چھلانگ لگانے کا فیصلہ کر چکا تھا۔ مگر شدید کوشش کے باوجود کار کا دروازہ نہ کھلا۔

عمران سسٹم جام کر چکا تھا۔ اس کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ تیر رہی تھی۔

"باس ——— مجھے مرنے دو ——— مجھے مرنے دو باس"——— جوزف نے چیخ کر عمران سے کہا۔

"اگر تم مر گئے تو پیچھے پڑے اس مسخرے کا دھیان کون رکھے گا۔ یاد ہے میں نے تمہاری کیا ڈیوٹی لگائی تھی۔" عمران نے ایک بار پھر کرخت لہجے میں کہا۔

"مگر باس ——— آپ نے مجھے بزدل کیوں کہا تھا۔" جوزف نے اس بار قدرے نرم پڑتے ہوئے کہا۔

"اس لئے کہا تھا کہ تم نے پہلے سے بیہوش آدمی کے سر پر ریوالور مارا تھا ——— یہ کوئی بہادری ہے ——— کیا میں نے جھوٹ کہا تھا" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

جوزف چند لمحے تو خاموش بیٹھا کچھ سوچتا رہا۔ پھر بے اختیار قہقہے لگانے لگا۔

"شکریہ باس ——— ! اب مجھے پتہ چل گیا کہ آپ نے مذاق کیا تھا ——— ہی ——— ہی ——— میں بھی کہوں کہ میرا گریٹ باس بھلا ایسی بات کیسے کہہ سکتا ہے۔ گڈ گاڈ ——— ارے ہاں باس فار گاڈ سیک تم اپنی آخری شرط ہٹا لو ورنہ میں یقیناً مر جاؤں گا۔ جوزف نے اس بار گھگھیاتے ہوئے کہا۔ جوش ختم ہونے کے بعد اسے یاد آ گیا تھا کہ عمران نے اس کی شراب بند کر دی تھی۔

"تم تو خودکشی کر رہے تھے۔" عمران نے دوبارہ سنجیدگی سے کہا۔

"ارے نہیں باس ——— تمہاری بات سن کر میں پاگل ہو گیا تھا۔ ورنہ تمہیں زندہ چھوڑ کر میں خودکشی کر سکتا ہوں۔" جوزف نے اپنی طرف سے مسکہ لگاتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ——— کیا تم پہلے مجھے مار دو گے پھر خودکشی کرو گے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ تمہارا جب بھی خودکشی کا موڈ بنا تم مجھے قتل کر دو گے باپ رے باپ ——— مجھے تو ابھی سے خوف محسوس ہونے لگا ہے" عمران نے خوفزدہ لہجہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں باس ——— ایسے کیسے ہو سکتا ہے۔ شاید میرا دماغ خراب ہو چکا ہے باس ——— ایک بوتل پی لوں کافی دیر ہو گئی ہے" جوزف نے جیب سے چھوٹی سی بوتل نکالتے ہوئے کہا۔

"پی لو" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جوزف نے دانت نکالتے ہوئے بوتل منہ سے لگا لی۔

اتنے میں عمران کی کار دانش منزل کے گیٹ تک پہنچ چکی تھی۔ عمران نے کار گیٹ کے سامنے روکی اور پھر جوزف سے مخاطب ہو کر کہا

" جوزف نیچے اتر کر دروازہ کھلواؤ۔"

" مگر باس۔ دروازہ تو کھلتا ہی نہیں"۔ جوزف نے کار کے دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ مگر دوسرے ہی لمحے دروازہ خود بخود کھل گیا۔

" اگر خودکشی کی نیت ہی نہ ہو تو دروازہ کس طرح کھل سکتا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور جوزف کھسیانا ہو کر نیچے اتر گیا۔ عمران کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔ وہ اس دیوزاد حبشی کو ہینڈل کرنا خوب جانتا تھا۔ صرف راستہ کاٹنے کے لئے اس نے جوزف کو یقین دلایا تھا۔

" باس ـــــ کوئی جواب نہیں آ رہا۔ گیٹ کھل ہی نہیں رہا"۔ جوزف نے کھڑکی میں سر ڈال کر عمران سے کہا۔

" آج تم پر تمام دروازے بند ہو چکے ہیں"۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر خود کار سے نیچے اتر آیا۔

" تم اس کا خیال رکھو"۔ اس نے جوزف سے کہا اور خود گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے کال بیل پر انگلی رکھ کر اسے دبایا اور کافی دیر تک اس نے بٹن دبائے رکھا۔

مگر جب اسے کال بیل دبائے کافی دیر ہو گئی تو اس کے چہرے پر الجھن کے تاثرات ابھر آئے۔ بات اس کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔

کہ بلیک زیرو جواب کیوں نہیں دے رہا۔ وہ پیچھے ہٹا اس نے ایک نظر ادھر ادھر دیکھا اور دوسرے لمحے وہ بندروں کی طرح دروازے پر ابھری ہوئی کیلوں کے سہارے گیٹ پر چڑھتا چلا گیا۔ اسے گیٹ کو کراس کرنے میں چند منٹ سے زیادہ نہیں لگے۔ اوپر پہنچتے ہی وہ اندر کود گیا۔

اور چند لمحوں بعد گیٹ اندر سے کھل گیا۔

" جوزف ـــــ ! تم کار لے کر اندر آؤ"۔ عمران نے جوزف سے کہا اور خود تیز تیز قدم اٹھاتا عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کا ہاتھ جیب کے اندر موجود ریوالور کے دستے پر مضبوطی سے جما ہوا تھا اور وہ بیحد چوکنے انداز میں آگے بڑھ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ سنجیدگی تھی۔ اور آنکھوں میں شدید تعجب کے آثار نمایاں تھے۔

جلد ہی وہ برآمدے تک پہنچ گیا۔ اور پھر اس نے وہاں پر کاسمک ریز کے اثرات محسوس کئے۔ اتنے میں جوزف کار لے کر برآمدے کے پاس پہنچ چکا تھا۔

" اسے مخصوص کمرے میں ڈال دوں"۔ جوزف نے عمران سے پوچھا۔

" ہاں ـــــ اسے اٹھا کر لے آؤ"۔ عمران نے جواب دیا۔ اور جوزف نے بیہوش پرنس ونچل کو کاندھے پر لاد لیا اور عمران کے پیچھے چلتا ہوا مخصوص کمرے کی طرف بڑھنے لگی۔

عمران نے مخصوص کمرے کے ہینڈل کو دبایا اور پھر جیسے ہی اس نے دروازہ کھولا، وہ اچھل کر پیچھے ہٹ گیا۔ کمرہ اندر سے بالکل تباہ

ہو چکا تھا۔ اور پھر عمران کو دروازہ کے قریب ہی ملبے کے نیچے دبا ہوا بلیک زیرو نظر آ گیا۔ اس کے علاوہ کمرے میں انسانی جسم کے کے بے شمار ٹکڑے ادھر ادھر بکھرے پڑے تھے۔

عمران چند لمحے یہ سب کچھ حیرت سے دیکھتا رہا۔

"یہ کیا ہوا باس ——— یہ طاہر صاحب ...." جوزف نے جو اس دوران اندر آ چکا تھا، حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس کو دوسرے کمرے میں بند کر کے واپس آؤ۔" عمران نے انتہائی کرخت لہجے میں جوزف کو حکم دیا اور جوزف تیزی سے باہر نکل گیا۔

عمران بلیک زیرو کی طرف لپکا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے بجلی کی سی تیزی سے ملبہ ہٹایا۔ پھر اوندھے منہ پڑے بلیک زیرو کو سیدھا کیا۔ بلیک زیرو باقاعدہ نقاب میں تھا۔ عمران نے اس کا نقاب ہٹا دیا۔ اور پھر اس کی نبض دیکھنے لگا۔ دوسرے لمحے اس نے اطمینان کا سانس لیا۔ بلیک زیرو صرف بے ہوش تھا۔ اتنے میں جوزف واپس آ چکا تھا

"جوزف گیٹ کی نگرانی کرو۔ کسی ممبر کو اندر نہ آنے دو اور دیکھو کہ بے ہوش آدمی نکلنے نہ پائے۔ میں طاہر کو ہوش میں لاتا ہوں۔"

"کوئی خطرے والی بات تو نہیں ——— میرا مطلب ہے طاہر صاحب ٹھیک تو ہیں۔" جوزف نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں ——— بالکل ٹھیک ہیں۔" عمران نے کہا اور پھر طاہر کو اٹھا کر اس نے کندھے پر ڈالا اور تیز تیز قدم اٹھاتا آپریشن روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

آپریشن روم کا دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا اور پھر آپریشن روم کی سائیڈ میں موجود ریسٹ روم کے اندر موجود بیڈ پر بلیک زیرو کو لٹا دیا۔

الماری کھول کر اس نے ایک انجکشن تیار کیا اور بلیک زیرو کو انجکشن لگا دیا۔ سرنج وغیرہ دوبارہ الماری میں رکھ کر وہ بلیک زیرو کے قریب آیا اور اس کی نبض دیکھنے لگا۔ چند لمحوں بعد اس کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی اور اس نے بلیک زیرو کا بازو چھوڑ دیا۔

تقریباً پانچ منٹ بعد بلیک زیرو نے آنکھیں کھولیں۔ ہوش میں آ کر جب اس نے عمران کو دیکھا تو اٹھنے کی کوشش کی۔

"لیٹے رہو ——— لیٹے رہو ——— اور مجھے تفصیل بتاؤ کہ یہ سب کچھ کیسے ہوا؟" عمران نے اس کے قریب کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

اور بلیک زیرو نے مدھم لہجے میں شروع سے آخر تک تمام تفصیل بتا دی۔

"ہونہہ ——— ! تو اس کا مطلب ہے کہ مجرم اپنی طرف سے تمہیں ہلاک کر چکے ہیں۔ کیونکہ اگر درمیان میں ٹھوس شیشے کی دیوار نہ ہوتی۔ تو یقیناً حملہ آور کے جسم میں موجود بم اس وقت پھٹتا جب وہ تم سے لپٹ چکا ہوتا۔" عمران نے کہا۔

"ہاں ——— معلوم تو ایسا ہوتا ہے۔ ویسے یہ مجرموں کا انتہائی خوفناک ترین حربہ ہے ——— میں تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ وہ اپنے آدمیوں کے جسم میں ڈائنامیس بم بھی سی سکتے ہیں۔" بلیک زیرو نے جھرجھری کا لیتے ہوئے کہا۔

"بڑی بڑی تنظیمیں کسی بڑے مقصد کے لئے اپنے معمولی کارکنوں کی قربانی سے بھی دریغ نہیں کرتیں۔ بہرحال خدا کا شکر ہے کہ میں بروقت پہنچ گیا۔ ورنہ اگر مجھے دو تین گھنٹے اور دیر ہو جاتی تو تم اپنا جان سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے۔" عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

بلیک زیرو خاموش رہا۔ البتہ اس کے چہرے سے ممنونیت کے آثار نمایاں تھے۔

اچانک بیٹھے بیٹھے عمران چونک پڑا۔

"طاہر ——— تم نے دو ریوالوروں کا ذکر کیا تھا۔ جو تم نے مجرموں سے حاصل کئے تھے ——— وہ کہاں ہیں۔" عمران نے بلیک زیرو سے پوچھا۔

"وہ آپریشن روم کی دو نمبر الماری میں پڑے ہیں۔" بلیک زیرو نے جواب دیا اور پھر کوشش کر کے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اب اس کی طبیعت خاصی سنبھل چکی تھی۔

عمران اٹھ کر آپریشن روم کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے خفیہ الماری کھول کر دونوں ریوالور اٹھائے اور انہیں معنی خیز نظروں سے دیکھنے لگا اور پھر وہ انہیں لئے ہوئے لیبارٹری روم کی طرف بڑھ گیا۔ وہ راہداریاں کراس کر کے وہ لیبارٹری کے دروازے پہ پہنچ گیا۔ اس نے جھک کر دہلیز کے قریب موجود ایک خفیہ بٹن دبایا اور لیبارٹری کا دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ عمران اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک جدید ترین اور ہر قسم کے سائنسی ساز و سامان سے لیس مکمل لیبارٹری تھی۔ جہاں فرصت کے وقت عمران نئے نئے سائنسی شعبدے ایجاد کرنے کے لئے ریسرچ کرتا رہتا تھا۔

عمران ریوالوروں کو لئے سیدھا ایک چھوٹی سی مشین کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے مشین کا سوئچ آن کیا اور پھر اس میں سے ایک خانہ کھول کر اس نے ایک ریوالور اس کے اندر رکھ دیا۔ اور خانہ بند کر کے ایک اور بٹن دبا دیا۔

بٹن دبتے ہی اچانک مشین کے اوپر موجود ڈائل پر لگی ہوئی سرخ رنگ کی سوئی ایک جھٹکے سے آگے بڑھی اور پھر ایک سرخ نشان پر جا کر رک گئی۔ اور اس کے ساتھ ہی ڈائل پر موجود سرخ رنگ کا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔

عمران کی آنکھوں میں ایک پر اسرار سی چمک لہرائی۔ اس نے مشین بند کی اور پھر خانہ کھول کر ریوالور باہر نکال لیا۔ پھر اس نے دوسرا ریوالور اندر ڈال کر اسے چیک کیا۔ وہ بھی پہلے کی طرح تھا۔

عمران نے دونوں ریوالور اٹھا کر انتہائی تیزی سے ایک اور مشین میں ڈال لے اور پھر مشین کا بٹن آن کر دیا۔ مشین میں سے چند لمحے گھرر گھرر کی آوازیں آتی رہیں۔ مختلف بلب جلتے بجھتے رہے اور پھر مشین بند ہو گئی۔ عمران نے اس میں سے ریوالور نکال لئے اور پھر انہیں لئے ہوئے لیبارٹری سے باہر نکل آیا۔

راہداری کراس کرنے کے بعد جب وہ آپریشن روم میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا کہ بلیک زیرو آپریشن روم کی کرسی پر سر تھامے بیٹھا ہے۔ عمران نے دونوں ریوالور میز پہ ڈال دیئے اور بلیک زیرو نے چونک کر سر اٹھایا۔

"بلیک زیرو ـــــ دشمن نے دو رخی مار دی تھی۔ ان ریوالورڈا کے دستوں میں بھی ٹیلی وائرلیس ویژن آئی بم موجود تھے۔ جب تک وہ چاہتا ان کی مدد سے ہماری گفتگو سنتا رہتا اور جب چاہتا ان کی مدد سے آپریشن روم تباہ کر دیتا۔" عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــــ! یہ مجرم تو انتہائی خطرناک ثابت ہو رہا ہے۔ اس کا مطلب ہے دانش منزل اس کی نظروں میں آ چکی ہے۔" بلیک زیرو نے تشویش آمیز لہجے میں کہا۔

"ہاں ـــــ یقیناً ـــــ اچھا تم ایسا کرو۔ دانش منزل کا بیرونی منظر تبدیل کر لو ـــــ میں ذرا پرنس وچیل سے دو باتیں کر لوں" عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور پھر باہر جاتے جاتے رک گیا۔ دروازہ کے قریب کھڑے کھڑے وہ چند لمحے سوچتا رہا اور پھر دوبارہ میز کی طرف لوٹ آیا۔

"خیریت ـــــ!" بلیک زیرو نے حیرت آمیز لہجے میں کہا۔

"بلیک زیرو ـــــ میرا پروگرام بدل گیا ہے۔ پرنس وچیل نما کی شخصیتوں پر تشدد کرنے سے ہمیں کچھ حاصل نہیں ہو گا۔" عمران نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب ـــــ! پرنس وچیل آپ کے ہتھے چڑھ چکا ہے۔ اسے گولی مار کر ختم کر دیں۔ جان چھوٹی۔ نہ ہی پرنس وچیل ہو گا نہ ہی کیس آگے بڑھے گا۔ خواہ مخواہ دردِ سری کرنے سے فائدہ۔" بلیک زیرو نے دو ٹوک لہجے میں کہا اور بلیک زیرو کی بات سن کر عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"میرے خیال میں تمہاری یہ جھنجھلاہٹ تم پر حملے کا ردعمل ہے۔" طاہر صاحب ! آپ ایک ذمہ دار عہدے دار ہیں۔ آپ کا کام یہ ہے کہ مجرم کو پکڑیں اور مجرم وہ ہوتا ہے جو جرم کر چکا ہو۔ اب اگر پرنس وچیل کو ہم گولی مار دیں تو آخر کس بنا پر۔ صرف اس بنا پر کہ وہ ایک بین الاقوامی مجرم ہے۔ ہمارے ملک میں ابھی تک اس نے کوئی ایسا جرم نہیں کیا جس کی سزا موت ہو ـــــ زیادہ سے زیادہ ہم یہ کر سکتے ہیں کہ اسے گرفتار کر کے انٹرپول کے حوالے کر دیں۔ مگر اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ وہ فرار نہیں ہو جائے گا یا وہ دوبارہ ہمارے ملک کا رخ نہیں کرے گا۔ اس بار تو ہمیں پتہ چل گیا ہے۔ آئندہ نہ چل سکے ـــــ اور دوسری بات یہ کہ ہم اسے انٹرپول کے حوالے کر کے مطمئن ہو جائیں اور اس کے ساتھی درپردہ کام کر گزریں۔ اور ایک اور پہلو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جس کو ہم نے گرفتار کیا ہے وہ اصل پرنس وچیل نہ ہو۔"

عمران نے باقاعدہ تقریر کرتے ہوئے کہا۔ مگر آخری فقرے پر خود بھی چونک پڑا۔

"عمران صاحب ـــــ! میں معافی چاہتا ہوں ـــــ واقعی میں جھنجھلاہٹ میں مبتلا ہو گیا تھا۔" بلیک زیرو نے شرمندہ لہجے میں کہا

"کوئی بات نہیں ـــــ تمہیں سمجھاتے سمجھاتے میرے ذہن میں ایک نیا پہلو ابھرا ہے ـــــ پہلے میں اسے چیک کر لوں کہ آیا یہ اصل پرنس وچیل ہے بھی سہی کہ نہیں۔" عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مگر جناب ـــــ ہمارے پاس اصل پرنس دنچل کی تصویر بھی تو موجود نہیں۔ ہم کیسے چیک کریں گے کہ آیا یہ اصل مجرم ہے کہ نہیں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں ـــــ یہ بات تو ٹھیک ہے"۔ عمران نے جواب دیا اور پھر کچھ سوچتے ہوئے اس نے دوبارہ کہا۔ "میرا پہلا خیال ہی درست ہے اسے یہاں سے فرار کر دیا جائے اور اس کی مکمل نگرانی کی جائے۔ اس طرح شاید کوئی بامقصد کلیو مل جائے"۔ اس کے ساتھ ہی اس نے کلائی کی گھڑی کا بٹن کھینچ لیا۔ اور فریکوئنسی سیٹ کرنے لگا۔ جلد ہی رابطہ مل گیا۔

"یس ـــــ صفدر سپیکنگ ـــــ اوور" ـــــ دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو ـــــ اوور"۔ عمران نے مخصوص لہجے میں جواب دیا۔

"یس سر ـــــ اوور"۔ صفدر کا لہجہ یکسر مؤدبانہ ہو گیا۔

"صفدر ـــــ! تم کیپٹن شکیل اور تنویر کو کنکٹ کر کے پندرہ منٹ کے اندر اندر دانش منزل کے سامنے پہنچ جاؤ ـــــ میں یہاں سے پرنس دنچل کو فرار ہونے کا موقع دوں گا۔ تم تینوں نے اس کی باری باری نگرانی کرنی ہے ـــــ تم تینوں وائرلیس کاریں استعمال کرو گے اور اپنی جگہ تبدیل کرتے رہو گے۔ اگر یہ کسی ٹھکانے پر جائے تو تم نے اس کی مکمل نگرانی کرنی ہے اور مجھے ہر دو گھنٹے بعد رپورٹ دو گے ـــــ اگر میں نہ ملوں تو رپورٹ عمران کو دے دینا۔ بہر حال مکمل اور بھرپور نگرانی ہونی چاہیئے ـــــ اوور"۔ عمران نے صفدر کو تفصیلی ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر سر ـــــ اوور"۔ صفدر نے مختصر جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل"۔ عمران نے کہا اور بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔

"میں خود بھی اس کا تعاقب کروں گا ـــــ سیکرٹ سروس کے ممبران سے علیحدہ ہو کر ـــــ ممبران کی رپورٹ تم وصول کرتے رہنا۔ جب ضرورت ہو گی میں تمہیں کنکٹ کر لوں گا"۔ عمران نے بلیک زیرو سے کہا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

اور بلیک زیرو نے جوزف کو ٹیلیفون پر ہدایات دے دیں کہ جس کمرے میں مجرم بند ہے۔ اس کا لاک کھول دو اور خود اس کے سامنے سے ہٹ جاؤ ـــــ اسے فرار ہونے کا موقع دو۔

وہ اب عمران کی چال سمجھ گیا تھا کہ عمران کیا چاہتا ہے۔

ٹائیگر آجکل قطعی فارغ تھا۔ عمران نے کافی عرصے سے کال کال نہیں کیا تھا۔ اس لئے راوی عیش ہی عیش لکھتا تھا۔ چنانچہ آجکل ٹائیگر کی مصروفیات صرف ہوٹل تک ہی محدود ہو کر رہ گئی تھیں۔ آخر کسی طرح وقت تو گزارنا ہی تھا۔

آج بھی وہ ٹپ ٹاپ کے ہال میں اپنی مخصوص نشست پر بیٹھا تھا۔ کافی کی پیالی اس کے سامنے موجود تھی مگر اس کی نظریں دروازے پر جمی ہوئی تھیں۔ شاید اسے کسی کا انتظار تھا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ دوڑ گئی۔

مین گیٹ سے ایک خوبصورت لڑکی اندر داخل ہو رہی تھی۔ اس نے ایک لمحے کے لئے ادھر ادھر دیکھا اور پھر جیسے ہی اس کی نظریں ٹائیگر پر پڑیں وہ ہلکی سی مسکراہٹ لئے تیزی سے اس کی طرف بڑھتی چلی آئی۔

"بڑا انتظار دکھایا فیروزہ" ـــــ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سوری ڈیئر ـــــ دراصل پاپا سے ایک غیر ملکی ملنے آگیا تھا۔ اسکی باتیں اتنی دلچسپ تھیں کہ مجھے وقت گزرنے کا احساس ہی نہیں ہوا" فیروزہ معذرت آمیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کرسی پر بیٹھ گئی۔

"اچھا ـــــ تو یہ بات ہے ـــــ وہ غیر ملکی اتنا پسند آگیا تھا کہ ہم بھول ہی گئے" ٹائیگر نے روٹھنے والے انداز میں کہا۔

"ارے ـــــ ارے ـــــ تم تو ناراض ہو گئے ـــــ بھلا ایسا کبھی ہو سکتا ہے کہ میں کسی اور کو تم پر ترجیح دوں ـــــ جب سے تمہارے ساتھ دوستی ہوئی ہے۔ مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے میں نے اپنا آیڈیل پا لیا ہے" فیروزہ نے بڑی سنجیدگی سے مگر جذباتیت سے بھرپور لہجے میں جواب دیا۔ اور ٹائیگر نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے قریب سے گزرتے ہوئے ویٹر کو کافی کا آرڈر دے ڈالا۔

"تھینک یو ڈیئر ـــــ مگر مجھے بتلاؤ تو سہی کہ غیر ملکی نے ایسی کونسی باتیں کیں جو اتنی دلچسپ تھیں کہ تم مجھے بھول گئیں" ٹائیگر نے دونوں کہنیاں میز پر ٹیکتے ہوئے پوچھا۔

"چھوڑو بھی ڈیئر ـــــ ایک دفعہ معذرت کر لی ـــــ تم تو ایک ہی بات کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ جاتے ہو۔ وہ غیر ملکی پاپا سے کسی ایئر پورٹ پر ہونے والے کسی اہم واقعہ کے متعلق گفتگو کر رہا تھا۔ شاید کوئی فوجی آدمی تھا" فیروزہ نے لاتعلقی سے جواب دیا۔ اور ٹائیگر کے ذہن میں ایک نامعلوم سے خدشے نے سر ابھارا۔

فیروزہ کا باپ فوج میں ایک انتہائی اہم ذمہ دار عہدے پر فائز

تھا۔ اس کا کسی غیر ملکی سے ملنا اور فوجی نوعیت کی باتیں کرنا ٹائیگر کو کچھ عجیب سا محسوس ہوا۔ مگر وہ فیروزہ کو چونکانا نہیں چاہتا تھا۔ اس لئے اس نے اِدھر اُدھر کی باتیں شروع کر دیں۔ اور باتیں کرتے کرتے اچانک اس نے پوچھا۔

"کون سے ایئرپورٹ کے متعلق بات ہو رہی تھی۔ تمہارے پاپا اور اس غیر ملکی میں "

"معلوم نہیں "——— فیروزہ نے ناگوار سے لہجے میں کہا اور ٹائیگر خاموش ہو گیا۔ کافی پی کر وہ دونوں اُٹھ کر ڈانسنگ فلور کی طرف بڑھ گئے دو راؤنڈ لگانے کے بعد جیسے ہی اپنی میز پر پہنچے۔ ٹائیگر نے دیکھا کہ اس کی میز پر ایک غیر ملکی بیٹھا ہوا تھا۔ وہ انتہائی شاندار صحت کا مالک تھا

"ہیلو جان ——— آپ یہاں کیسے " فیروزہ نے چونک کر پوچھا

"بس ویسے ہی ——— تم نے ٹپ ٹاپ کی تعریف کی تھی۔ اس لئے میں یہاں آ گیا۔" غیر ملکی نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

" ان سے ملئے ، مائی فرینڈ ——— مسٹر آفریدی ——— اور آپ ہیں مسٹر جان ——— پاپا کے دوست ——— جن کی دلچسپ باتوں کی وجہ سے میں لیٹ ہو گئی تھی۔" فیروزہ نے ٹائیگر اور غیر ملکی کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

ان دونوں نے ایک دوسرے سے ہاتھ ملاتے ہوئے رسمی جملوں کا تبادلہ کیا اور پھر وہ سب میز کے گرد بیٹھ گئے۔ ٹائیگر نظروں ہی نظروں میں جان کو ٹٹول رہا تھا۔ جان کی شخصیت ٹائیگر کو کچھ مشکوک سی معلوم ہوئی مگر وہ خاموش رہا۔ جان نے ادھر ادھر کی باتیں کرنے کے بعد

اچانک فیروزہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مس فیروزہ ——— ! آپ کے پاپا نے آپ کے لئے پیغام دیا ہے۔ اگر مسٹر آفریدی ہمیں چند لمحے عنایت کر دیں تو ...." جان نے ٹائیگر کی طرف معذرت طلب نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— میں ذرا ٹوائلٹ تک ہو آؤں آپ بات کریں " ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ٹوائلٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ٹوائلٹ ہال سے ہٹ کر گیلری میں تھا۔ وہاں جا کر ٹائیگر ایک ستون کی آڑ میں کھڑا ہو گیا۔ یہاں سے ہال صاف نظر آ رہا تھا۔ اس نے دیکھا کہ جان نے فیروزہ کو سرگوشی کی اور فیروزہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اور پھر جان جانے کے لئے اُٹھ کھڑا ہوا۔

دوسرے لمحے وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہال کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ ٹائیگر بھی خاموشی سے اس کے پیچھے چل دیا۔ اس نے دیکھا کہ جان کا رُخ پارکنگ شیڈ کی طرف تھا۔

ٹائیگر نے اس کا تعاقب کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ صرف اس امید پر کہ بوریت سے تو نجات ملے گی۔ اور شاید کوئی دلچسپ بات بھی معلوم ہو جائے۔

ٹائیگر نے اپنا موٹر سائیکل جان کی کار سے خاصے فاصلے پر رکھا اور بڑی ہوشیاری سے تعاقب کرتا رہا۔ جان کی کار شہر کی مختلف کالونیوں کا چکر لگانے کے بعد ماڈل ٹاؤن کی ایک عظیم الشان کوٹھی کے گیٹ میں داخل ہو گئی۔

ٹائیگر نے موٹر سائیکل پر کوٹھی کا راؤنڈ لگایا اور پھر وہ کوٹھی کے عقب میں آگیا۔ اس نے موٹر سائیکل ایک درخت کے نیچے روکی اور خود تیزی سے کوٹھی کی عقبی دیوار کی طرف بڑھ گیا۔ عقبی دیوار کے ساتھ ہی ایک درخت تھا۔

ٹائیگر نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر کسی کو نہ پا کر وہ تیزی سے درخت پر چڑھتا چلا گیا۔ چند ہی لمحوں بعد وہ دیوار پار کر کے کوٹھی کے پائیں باغ میں موجود تھا۔ ٹائیگر نے جیب میں ریوالور چیک کیا۔ اور پھر رینگتا ہوا عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ چھت پر لیٹا ہوا تھا۔ چھت کے کونے سے سیڑھیاں نیچے جا رہی تھیں۔ اور پھر وہ سیڑھیاں اترتا ہوا نیچے ایک گیلری میں آگیا۔

یہاں مختلف کمروں کے روشندان تھے۔ ٹائیگر نے روشندان چیک کئے۔ اور پھر ایک کمرے میں اسے جان بیٹھا نظر آگیا۔ اس کے سامنے سفید بالوں والا ایک غیر ملکی موجود تھا۔

ٹائیگر نے روشندان پر ہلکا سا دباؤ ڈالا اور روشندان ذرا سا کھل گیا۔ اب ان کی باتوں کی آواز صاف سنائی دے رہی تھی۔

"نمبر الیون ——— تم نے صحیح آدمی انتخاب کیا ہے۔ کرنل حبیب ایئر پورٹ کا انچارج ہے۔ اگر وہ ہم سے تعاون پر آمادہ ہو جائے تو سب کچھ ٹھیک ہو سکتا ہے۔" سفید بالوں والا جان سے کہہ رہا تھا۔

"باس ——— آپ کا خیال صحیح ہے ——— میں نے کرنل حبیب سے بات چیت کر لی ہے۔ کرنل حبیب نے دو لاکھ روپیہ مانگا ہے۔" جان نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ——— ہم اسے دو لاکھ روپیہ ادا کر دیں گے مگر ہمیں اتنی بھاری رقم کا صحیح معاوضہ ملنا چاہیئے۔" سفید بالوں والے نے باوقار لہجے میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس ——— میں نے سب کچھ معلوم کر لیا ہے۔ کرنل حبیب جوا کھیلنے کا عادی ہے اور اس سلسلے میں وہ خاصا مقروض ہو چکا ہے۔ اس لئے وہ ہر قیمت پر ہمارا ساتھ دے گا۔ میں نے آج شام ہوٹل جیکارڈ میں اس سے ملاقات طے کر لی ہے۔ اس ملاقات میں وہ سب کچھ تفصیل سے بتا دے گا۔ اور ہمیں جو سہولتیں چاہیئں۔ ہم اس سے طے کر لیں گے۔ آدھی رقم اسے آج شام کو دے دیں گے اور آدھی مشن شروع ہونے سے چند گھنٹے پہلے۔" جان نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ——— آج شام تفصیلات طے کرنے کے بعد ہم باس کو مکمل رپورٹ دے دیں گے۔" سفید بالوں والے نے کہا۔

"تو آپ چلیں گے نا۔" جان نے پوچھا۔

"ہاں ——— میں تمہارے ساتھ جاؤں گا ——— مگر میک اپ میں ——— میں شام کو ہوٹل میں ہی پہنچ جاؤں گا۔ تم ایسا کرنا کہ جو کیبن مخصوص کرانا اس کے ساتھ والے کیبن میں بھی اپنے آدمی بٹھا دینا تاکہ کوئی دوسرا آدمی سُن گن نہ لے۔" سفید بالوں والے نے کہا اور جان سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

ٹائیگر بھی خاموشی سے پیچھے ہٹ گیا۔ اس کے چہرے پر گہری تشویش کے آثار تھے۔ اسے فیروزہ کے باپ کرنل حبیب کے متعلق

اب تک یقین نہیں آ رہا تھا کہ وہ دو لاکھ کے لئے بک گیا ہو گا۔ مگر اب وہ اپنے کانوں سے سب کچھ سن چکا تھا۔ اس لئے یقین کرنا بھی پڑ رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ کوٹھی سے نکل کر اپنے موٹر سائیکل تک پہنچ گیا تھا۔ موٹر سائیکل دوڑاتا ہوا وہ سیدھا اپنے فلیٹ پر گیا اور وہاں جا کر اس نے الماری سے ٹرانسمیٹر نکالا اور عمران کو کال کرنے لگا۔

"یس ـــــ عمران سپیکنگ ـــــ اوور" ـــــ دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی۔

اور ٹائیگر نے کرنل حبیب اور غیر ملکیوں کی تمام بات چیت سے اُسے آگاہ کر دیا۔

"ٹھیک ہے ـــــ تم رات کو ان کی تفصیلات معلوم کرو اور پھر مجھے بتانا۔ تفصیلات معلوم کرنے کے بعد ہی اس کے متعلق مزید فیصلہ ہو گا ـــــ اوور اینڈ آل" عمران نے جواب دیا اور رابطہ ختم کر دیا۔

ٹائیگر نے طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر دوبارہ الماری میں رکھ دیا اور خود ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

آدھے گھنٹے بعد وہ میک اپ کر کے باہر نکل آیا اور پھر اس نے موٹر سائیکل سٹارٹ کیا اور ہوٹل جیکارڈ کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہ ان لوگوں سے پہلے وہاں جا کر کوئی ایسا انتظام کرنا چاہتا تھا جس سے وہ بآسانی تمام تفصیلات سے آگاہ ہو سکے۔ اسے معلوم تو ہو گیا تھا کہ یہ لوگ تین چار کیبن اکٹھے بک کرائیں گے تاکہ اطمینان سے بات چیت کر سکیں ہوٹل جیکارڈ پہنچ کر اس نے موٹر سائیکل پارکنگ شیڈ میں کھڑا

کی اور خود ہوٹل کے عقبی راستے سے ہوتا ہوا کچن کی طرف بڑھ گیا۔ یہاں کا چیف ویٹر اس کا واقف تھا۔ چنانچہ جلد ہی اس نے چیف ویٹر کو ڈھونڈ لیا۔

"ہیلو مسٹر کاشانی ـــــ آج کیسے ادھر کا راستہ بھول پڑے" چیف ویٹر نے مسکراتے ہوئے اس کا استقبال کیا۔

"جوڈی ـــــ آج میں ایک خصوصی کام سے آیا ہوں" یہ بتلاؤ شام کو کیبنز پر کس کی ڈیوٹی ہو گی۔" ٹائیگر نے پوچھا۔

"ویٹر نمبر فور کی ـــــ کیوں کیا بات ہے" جوڈی نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"اور تو کوئی خاص بات نہیں۔ دراصل میں نے آج ایک فرینڈ کو ٹائم دیا ہوا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ کیبن میں مداخلت کم سے کم ہو" ٹائیگر نے مسکرا کر آنکھ مارتے ہوئے کہا۔

"اچھا ـــــ اچھا ـــــ سمجھ گیا ـــــ سپیشل پروگرام ہے۔ کوئی بات نہیں ـــــ میں چار نمبر کو ہدایت دے دوں گا۔ وہ خیال رکھے گا۔ تم بے فکر ہو جاؤ" جوڈی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تھینک یو" ـــــ ٹائیگر نے کہا اور پھر آگے بڑھ گیا۔ اور پھر کیبن کے نزدیک اسے چار نمبر ویٹر نظر آ گیا۔ یہ ایک نوجوان شخص تھا۔ اور ٹائیگر کو خوشی ہوئی کہ اس کا قد و قامت اس سے ملتا جلتا تھا۔

شام تک وہ ہال میں بیٹھا وقت گزارتا رہا اور پھر اُٹھ کر کچن کی طرف بڑھ گیا۔ کچن کے قریب ہی سٹور روم تھا۔

ٹائیگر خاموشی سے سٹور کے دروازے کے قریب کھڑا ہو گیا۔

اور سگریٹ پینے لگا۔ اور جلد ہی اسے وہ موقع مل گیا جس کا وہ انتظار کر رہا تھا۔ چار نمبر ویٹر اسے راہداری میں اکیلا نظر آگیا۔

"ہیلو ——— بات سنو دوست" ——— ٹائیگر نے اسے آہستہ سے اپنی طرف بلاتے ہوئے کہا اور ویٹر اس کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"فرمائیے" ویٹر نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"ٹائیگر نے دس کا نوٹ اس کے ہاتھ میں رکھا اور پھر سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔

" ادھر سٹور میں میری ایک بات سن لو ——— اگر میرا کام ہو گیا تو پچاس اور دوں گا۔"

پچاس روپے کا سن کر ویٹر کی آنکھوں میں چمک آگئی۔ اس نے سٹور کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ اندر پہنچتے ہی ٹائیگر اس کی طرف جھکا اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے اٹھا اور ویٹر کی کنپٹی پر ضرب لگتے ہی وہ فرش پر لڑھک گیا۔ ایک ہی ضرب اس کے لئے کافی ہو گئی تھی۔

ٹائیگر نے بڑی پھرتی سے اپنا لباس اتار کر ویٹر کو پہنایا اور پھر اس کی وردی خود پہن لی۔ اس نے اپنی جیبوں میں موجود سامان وردی کی جیبوں میں منتقل کیا۔ اور پھر ایک چھوٹا سا بکس کھول کر اس نے ویٹر کا میک اپ شروع کر دیا۔ اس کے ہاتھ انتہائی تیز اور مہارت سے چل رہے تھے۔ دس منٹ بعد وہ ویٹر کا روپ مکمل طور پر دھار چکا تھا اس نے ایک نظر بیہوش پڑے ویٹر پر ڈالی اور پھر ٹرے اٹھا کر وہ باہر نکل آیا۔ کچن کا ایک راؤنڈ لگا کر جب وہ ہال میں پہنچا تو استقبالیہ

کلرک نے اسے بلا کر کہا کہ کیبن نمبر تھری، فور اور فائیو ریزرو ہو چکے ہیں ان پر ریزرویشن کارڈ لگا دو۔ اور ٹائیگر سر ہلاتے ہوئے آگے بڑھ گیا۔ اس نے ان تینوں کیبنوں پر ریزرویشن کارڈ لگا دیئے اور پھر خود درمیانی کیبن میں داخل ہو گیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ خفیہ میٹنگ کیبن نمبر چار میں ہو گی۔ کیبن کے اندر داخل ہوتے ہی اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک چھوٹی سی ڈبیا جس کے ساتھ پلاسٹک ٹیپ موجود تھا۔ کیبن کے درمیان میں رکھی ہوئی میز کے نیچے چپکا دیا۔ اور پھر کیبن کا پردہ برابر کرتے ہوئے باہر نکل آیا۔

ہال کا ایک راؤنڈ لگا کر وہ دوبارہ کچن کی طرف آیا اور ادھر ادھر دیکھتا ہوا سٹور روم میں گھس گیا۔ ویٹر ابھی تک بے ہوش پڑا تھا۔

ٹائیگر نے دروازہ اندر سے بند کیا اور ایک بار دوبارہ لباس اور میک اپ تبدیل کرنا شروع کر دیا۔ پہلے والے لباس اور میک اپ میں آ کر اس نے جیب سے سو روپے کا نوٹ نکالا اور بیہوش ویٹر کی مٹھی میں دبا کر خود سٹور سے باہر نکل آیا۔

اس نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر تیزی سے ہوٹل سے باہر آگیا۔ چند لمحوں بعد اس کی موٹر سائیکل تیزی سے کرنل حبیب کے بنگلے کی طرف دوڑی چلی جا رہی تھی۔ اس نے کرنل حبیب کے بنگلے کے قریب جا کر موٹر سائیکل روک دیا۔ اور خود اتر کر ایک درخت کی آڑ میں کھڑا ہو گیا دراصل وہ کرنل حبیب کو خود چیک کر کے ہوٹل تک جانا چاہتا تھا۔ کیونکہ اسے خدشہ تھا کہ کہیں عین موقعہ پر مجرموں نے پروگرام یا میٹنگ کا مقام تبدیل نہ کر دیا ہو۔ اس میں یہی ایک خوبی تھی کہ وہ معاملے کے کسی

بھی پہلو کو نظر انداز کرنے کا عادی نہیں تھا۔ اس لئے ٹرانسمیٹر سیٹ کرنے کے بعد اس نے ویٹر کا میک اپ ختم کر دیا تھا تاکہ وہ صحیح طریقے سے کنٹرول کر سکے۔

ابھی اسے وہاں کھڑے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ بنگلے کا گیٹ کھلا اور دوسرے لمحے ایک چھوٹی سی کار باہر آگئی۔ کار کو کرنل حبیب خود چلا رہا تھا اور کار میں اکیلا تھا

جب کرنل کی کار آگے بڑھ گئی تو ٹائیگر نے اس کا تعاقب شروع کر دیا۔ کرنل کی کار جب ہوٹل جیکارڈ کے کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی تو ٹائیگر نے اطمینان کی سانس لی۔

اور پھر جب کرنل کار پارکنگ سٹینڈ میں کھڑی کر کے ہوٹل کے مین گیٹ میں داخل ہو گیا تو ٹائیگر بھی آگے بڑھا۔ اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر ہاتھ کو منہ پر اس طرح پھیرا جیسے وہ منہ صاف کر رہا ہو۔ مگر جب اس کا ہاتھ چہرے سے ہٹا تو اس کا حلیہ تبدیل ہو چکا تھا۔ گھنی مونچھیں اور ناک میں موجود سپر نگوں نے خاصا فرق ڈال دیا تھا۔

اس نے یہ ریڈی میڈ میک اپ اس لئے کیا تھا کہ چار نمبر ویٹر اسے پہچان کر کوئی ہنگامہ نہ کر دے۔

ہال میں داخل ہو کر اس نے اِدھر اُدھر دیکھا تو چار نمبر کیبن پر "خالی نہیں ہے" کی تختی لگی ہوئی تھی۔ اس سے صاف ظاہر تھا کہ کرنل کیبن میں موجود ہے۔

ہال میں کئی میزیں خالی تھیں۔ ٹائیگر نے ایک انتہائی کونے میں موجود الگ تھلگ میز منتخب کی اور کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔ اس نے جیب

سے ایک چھوٹا سا آلہ سماعت نما نکال کر کان میں جما دیا۔ جس کی تار اس کی جیب میں جا رہی تھی۔ کیونکہ ایسے آلے بہرے کافی تعداد میں لگائے رکھتے ہیں۔ اس لئے اس پر کوئی شبہ نہیں کر سکتا تھا۔

اس نے جیب میں موجود رسیور سیٹ کا بٹن آن کر دیا اور اطمینان سے کرسی پہ بیٹھ گیا۔ جب ویٹر اس کے قریب آیا تو اس نے اسے کافی لانے کا حکم دیا۔

چند لمحوں بعد اس نے دیکھا کہ ہال میں چھ غیر ملکی داخل ہوئے۔ ان میں وہ سفید بالوں والا اور جان بھی موجود تھا۔ سفید بالوں والے کے چہرے پر گھنی داڑھی لہرا رہی تھی۔ ٹائیگر سمجھ گیا کہ وہ میک اپ میں ہے۔ جان اور اس کا باس سیدھے چار نمبر کیبن میں چلے گئے۔ باقی چار غیر ملکیوں نے ساتھ والے کیبن سنبھال لئے۔

"ہیلو کرنل ——— ہمیں دیر تو نہیں ہوئی" ٹائیگر کے کانوں میں آواز آئی۔

"نہیں ——— میں ابھی آ کر بیٹھا ہوں" کرنل کی آواز سنائی دی۔

"اس بیگ میں ایک لاکھ روپیہ موجود ہے ——— اب آپ ہمیں تفصیلات بتائیے" غیر ملکی نے نرم لہجے میں کہا۔

"آپ مجھ سے پوچھیے ——— میں جواب دیتا جاؤں گا" کرنل کی آواز سنائی دی۔

"کرنل ——— کل رات کو بارہ بجے ملٹری ایئرپورٹ پر کوئی خفیہ مشن سرانجام دیا جانا ہے ——— آپ ہمیں اس کے انتظامات کی تفصیل بتائیں" جان کی آواز سنائی دی۔

"اس کے متعلق مجھے آج ہی ہدایات موصول ہوئی تھیں رات کو بارہ بجے سانتا کا ایک جہاز خفیہ طور پر وہاں اترے گا۔ اس میں سے ایک بنڈل اتارا جائے گا۔ ایئرپورٹ پر ملٹری انٹیلی جنس کا پہرہ ہوگا۔ وزارت دفاع کا ایک اعلیٰ نمائندہ اور چار سائنس دان ایئرپورٹ پر آنے والوں کا استقبال کریں گے۔ ایک خصوصی کار میں وزارت دفاع کا نمائندہ اور سائنسدان وہ بنڈل لے کر پہلے وزارت دفاع کے دفتر جائیں گے اور پھر وہاں سے وہ بنڈل اٹامک انرجی کمیشن میں لے جایا جائے گا۔ اس کار کو تحفظ دینے کے لئے ملٹری انٹیلی جنس کی کاریں اس کے آگے پیچھے ہوں گی۔"

کرنل نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ــــــ کرنل، دراصل بات یہ ہے کہ ہم نے وہ بنڈل حاصل کرنا ہے۔ آپ اس سلسلے میں ہماری کیا مدد کر سکتے ہیں؟" جان کی آواز سنائی دی۔

"دیکھئے جناب ــــــ میں نے دو لاکھ روپے صرف تفصیلات بتانے کے طے کئے ہیں۔ اس سے زیادہ مزید تعاون میرے بس سے باہر ہے۔ کیونکہ میں خود بھی اس جہاز کے قریب نہیں جا سکتا اور پھر آپ مجھے بتلایئے کہ آپ وہ بنڈل کیوں حاصل کرنا چاہتے ہیں۔" کرنل کی آواز سنائی دی۔

"اس بات کو آپ رہنے دیں بہرحال ہم خود ہی کوئی انتظام کر لیں گے۔ آپ یہ رقم کا بیگ اٹھائیں اور خاموشی سے چلے جائیں۔ آپ کی بقایا رقم کل رات دس بجے آپ کو مل جائے گی؟" جان کی آواز سنائی دی۔

"ٹھیک ہے ــــــ کرنل کا جواب آیا۔

"اور ہاں کرنل ــــــ جانے سے پہلے ہماری ایک بات سن لیں ــــــ اگر آپ نے اس کے متعلق کسی کو کچھ بتلایا یا اشارہ بھی کیا تو نہ صرف آپ کی بقایا رقم ڈوب جائے گی بلکہ آپ اپنی جان سے ہاتھ بھی دھو بیٹھیں گے۔ ڈبلیو اپنے سے غداری کرنے والوں کو ایسی عبرتناک سزا دینے کا عادی ہے کہ اس کی روح تک بلبلا اٹھتی ہے۔"

دوسرے غیر ملکی نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ــــــ میں خیال رکھوں گا۔ ڈبلیو کو مجھ سے کوئی شکایت نہیں ہوگی" کرنل نے جواب دیا۔

اور پھر دوسرے لمحے ٹائیگر کو کرنل کیبن سے باہر آتا دکھائی دیا اس کے ہاتھ میں سیاہ رنگ کا بریف کیس تھا۔

اس کے جانے کے بعد ٹائیگر اپنی جگہ سے اٹھا اور ٹہلتا ہوا چار نمبر کیبن کی طرف بڑھا۔ کیبن کے سامنے پہنچتے ہی وہ جھپٹ کر اندر گیا اور دوسرے لمحے میز کے نیچے چپکا ہوا وائرلیس ٹرانسمیٹر اس کی جیب میں پہنچ چکا تھا۔ کیبن سے باہر نکل کر وہ بھی ہوٹل سے باہر چل دیا۔ اس نے غیر ملکیوں کا تعاقب فضول سمجھا۔ کیونکہ ان کا ہیڈ کوارٹر وہ پہلے ہی دیکھ چکا تھا۔ اب وہ عمران کو رپورٹ دینے کے لئے بے چین تھا۔

پرنس ونچل کو جب ہوش آیا تو اس نے اپنے آپ کو ایک خالی کمرے میں پایا۔

چند لمحے تو وہ خاموش پڑا حالات کا جائزہ لیتا رہا۔ پھر ایک جھٹکے سے اُٹھ بیٹھا۔ اس نے اپنے جسم کو ٹٹولا، سب کچھ ٹھیک تھا۔ جیب میں ریوالور تک موجود تھا۔

اس نے ایک طائرانہ نظر کمرے پر ڈالی اور پھر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازے کو کھینچ کر اس نے دیکھا تو ایک دو جھٹکے دینے سے دروازہ کھل گیا۔ پرنس ونچل نے ریوالور جیب سے نکالا اور پھر دروازے سے باہر نکل آیا۔

پوری عمارت سنسان پڑی تھی۔ اس نے ادھر اُدھر دیکھا اور پھر تیزی سے گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ وہ بار بار اپنے اردگرد ماحول کا جائزہ لے لیتا۔ مگر کہیں سے بھی کوئی مداخلت نہیں ہوئی۔ اور وہ گیٹ تک

پہنچ گیا۔ گیٹ کی چھوٹی کھڑکی کھول کر وہ اچھل کر باہر نکل گیا۔

اس نے ایک لمحے کے لئے مڑ کر عمارت کی طرف دیکھا اور پھر آگے بڑھ گیا۔ یہ بات اس کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ کہ آخر اسے اس طرح آزاد کیوں چھوڑ دیا گیا ہے۔ جلد ہی وہ ایک ٹیکسی انگیج کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

اس نے ٹیکسی ڈرائیور کو سیدھا چلنے کے لئے کہا۔ اس کی نظریں مسلسل بیک مرر پر جمی ہوئی تھیں۔ کئی بار اسے اپنے تعاقب کا شک ہوا مگر پھر جب وہ کار مڑ جاتی تو اس کا شک دور ہو جاتا۔

اس نے مختلف ٹیکسیاں بدلیں اور پھر جب اسے یقین ہو گیا کہ واقعی اس کا تعاقب نہیں ہو رہا تو وہ کنگز کالونی کے ایک گیٹ پر اتر گیا۔ چوکیدار نے اسے دیکھتے ہی گیٹ کھول دیا۔ اور پرنس ونچل چوکیدار کو محتاط رہنے کی ہدایت کرتا ہوا کوٹھی کے اندر چلا گیا۔

عمران ایک ٹیکسی ڈرائیور کے روپ میں پرنس ونچل کا تعاقب کر رہا تھا۔ اس نے دیکھا کہ سیکرٹ سروس کے ممبران بڑی ہوشیاری سے پرنس ونچل کا تعاقب کر رہے تھے اور اس کے ساتھ ہی وہ لوگ بھی کنگز کالونی کی کوٹھی پہنچ گئے۔

عمران نے ٹیکسی ایک طرف روکی اور پھر اتر کر کوٹھی کی عقبی سمت میں بڑھ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ اس کی ہدایات کے مطابق سیکرٹ سروس کے ممبران کوٹھی کی نگرانی صرف باہر سے کریں گے۔

عقبی سمت سے اسے اندر جانے کا آسان راستہ نظر آ گیا۔ گندے پانی کا گٹر کوٹھی کے اندر سے آ رہا تھا اور اس کا مخرج کوٹھی کی دیوار سے بالکل ملا ہوا تھا۔ اس نے گٹر کا ڈھکنا اٹھایا اور پھر تیزی سے اندر اترتا

چلا گیا۔ گٹر میں پانی تھوڑی مقدار میں چل رہا تھا۔ اس لئے عمران نے سائیڈوں پر پیر جماتے ہوئے آگے بڑھنا شروع کر دیا۔

دہانے کے قریب سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں۔ وہ سیڑھیاں چڑھتا ہوا تیزی سے اوپر چڑھ گیا۔ ابھی اس نے دہانے پر موجود ڈھکن ہٹانے کے لئے ہاتھ بڑھائے ہی تھے کہ اس کی کلائی پر مخصوص ٹک ٹک شروع ہو گئی۔ عمران نے ہاتھ کھینچ لئے اور پھر گھڑی کا ونڈ بٹن کھینچ لیا۔ دوسرے لمحے گھڑی کا چھوٹا سا ہندسہ جلنے بجھنے لگا۔ عمران سمجھ گیا کہ کال ٹائیگر کی طرف سے ہے۔

"یس ——— عمران سپیکنگ ——— اوور" عمران نے دبے لہجے میں کہا۔

اور ٹائیگر نے اسے کرنل حبیب اور غیر ملکیوں کے متعلق رپورٹ دی عمران ٹائیگر کی بات سن کر چونک پڑا اور اس نے اسے مزید تفصیلات حاصل کرنے کا حکم دے دیا۔

اس کے بعد اس نے ڈھکن آہستہ سے ایک طرف کھسکایا اور گٹر سے سر باہر نکالا۔ یہ کوٹھی کی عقبی سمت تھی۔ چونکہ ارد گرد کوئی شخص نہیں تھا اس لئے عمران تیزی سے باہر نکل آیا۔ عقبی سمت میں موجود ایک کھڑکی کو جب اس نے آہستہ سے دبایا تو کھڑکی کھل گئی۔ شاید وہ اندر سے بند نہیں تھی۔ عمران نے کھڑکی کھول کر اندر جھانکا۔ یہ کھڑکی باتھ روم کی تھی۔ عمران کود کر اندر پہنچ گیا۔ باتھ روم کے اندرونی دروازے کی ہول سے اس نے دوسری طرف جھانکا۔ دوسری طرف کمرہ خالی تھا۔ عمران نے ہینڈل دبایا اور پھر دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہو گیا۔

کمرے میں جاتے ہی وہ ٹھٹھک کر رک گیا کیونکہ اس کے بغلی کمرے سے باتوں کی آوازیں آ رہی تھیں۔ عمران دبے قدموں بغلی دروازے کی طرف بڑھا اور پھر اس نے دروازے سے کان لگا دیئے۔ دوسری طرف سے پرنس وشچل کی آواز آ رہی تھی۔ وہ شاید کسی کو کال کر رہا تھا۔

"یس باس ——— میرا تعاقب نہیں کیا گیا۔ میں نے بہت اچھی طرح چیک کیا ہے ——— اوور"

"مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ تمہیں وہاں لے جا کر آزاد چھوڑ دیں۔ ضرور کوئی خطرناک چال کھیلی گئی ہے" دوسری طرف سے ایک کرخت آواز سنائی دی۔

"میں بھی اس پہلو پر سوچ رہا ہوں۔ مگر کوئی بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ آپ کو کال کر کے مزید ہدایات لے لوں۔ اوور" پرنس وشچل نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ——— تم نے ان کا ہیڈ کوارٹر تو دیکھ لیا ہے۔ تمہارا مشن یہ ہے کہ اپنے گروپ کو ساتھ لے کر کل رات بارہ بجے تک انہیں ہر قیمت پر الجھائے رکھو۔ تاکہ میں اپنا اصل مشن کامیابی سے پورا کر لوں۔ اس کے بعد ہم سب فوراً اس ملک سے چلے جائیں گے۔" دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"ٹھیک ہے جناب ——— میں اپنے گروپ سمیت ان کے ہیڈ کوارٹر پر بلہ بول دیتا ہوں۔ مجھے پوری امید ہے کہ کل رات تک انہیں دوسری طرف منہ پھیرنے کی ہم فرصت ہی نہیں دیں گے ——— اوور" پرنس وشچل نے جواب دیا۔

"فوری حلّہ بولنے کی ضرورت نہیں۔ ہو سکتا ہے تم کل رات تک انہیں نہ اُلجھا سکو ——— آرام و اطمینان سے کام کرو۔ جلدی کی ضرورت نہیں ہیڈ کوارٹر کی نگرانی جاری رکھو۔ اس احمق عمران کی ضرور مکمل نگرانی ہونی چاہیئے۔ اور وقتاً فوقتاً کوئی ایسی حرکت کرتے رہو جس سے وہ تمہارے معاملے میں ہی اُلجھے رہیں اور اصل مشن کی انہیں ہوا بھی نہ لگ سکے۔ اوور" کرخت آواز میں ہدایات دی گئیں۔

"ٹھیک ہے باس ——— مگر کیا اصل مشن کے دوران میری اور میرے گروپ کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ اوور" پرنس وینجل نے پوچھا۔

"یہ بعد میں دیکھا جائے گا ——— دوسرے گروپ کی نفری کافی ہے اور وہ سب ایسے کاموں میں پوری مہارت رکھتے ہیں۔ بہرحال ابھی مجھے تفصیلی رپورٹ کا انتظار ہے ——— آج رات انتظامات کی مکمل رپورٹ ملنے کے بعد میں تفصیلی پروگرام مرتب کروں گا۔ اس کے بعد اگر تم لوگوں کی ضرورت پڑی تو تمہیں کال کر لوں گا ——— اوور" دوسری طرف سے بتلایا گیا۔

"ٹھیک ہے جناب ——— میں کال کا منتظر رہوں گا ——— اوور" پرنس وینجل نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل" ——— دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور گفتگو ختم ہو گئی۔

عمران کی آنکھوں میں یہ گفتگو سن کر بےحد چمک اُبھر آئی تھی۔ معاملات اس کے تصور سے بھی زیادہ گہرے نکلے تھے۔ اس لئے اس نے فوراً فیصلہ کر لیا کہ مجرموں کو مزید مہلت نہ دی جائے۔

یہ فیصلہ کر کے اس نے پردہ ہٹایا اور پھر دروازہ ہلکے سے دبا کر دیکھا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ دوسرے لمحے اس نے پوری قوت سے دروازے پر لات ماری۔

دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور عمران اچھل کر کمرے کے اندر پہنچ گیا۔ اس کے ہاتھ میں ریوالور چمک رہا تھا۔ اندر جاتے ہی اس نے لٹو کی طرح گھوم کر دیکھا اور پھر حسب توقع اسے پرنس وینجل کے سوا کمرے میں کوئی نظر نہ آیا۔

پرنس وینجل حیرت بھری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ عمران کے ریوالور کا رخ اس کی طرف تھا۔ چہرے پر حماقتوں کا آبشار بہہ رہا تھا۔

"اوہ! پرنس ——— آخر تم یہاں آ ہی گئے۔ خوش آمدید ——— خوش آمدید" پرنس وینجل نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔ اب اس کے چہرے پر بھی معصومیت کی تہہ چڑھ گئی تھی۔

"اگر تمہیں میرے یہاں آنے پر اعتراض ہو تو واپس چلا جاتا ہوں" عمران نے ٹریگر پر انگلی کا دباؤ بڑھاتے ہوئے بڑے معصومانہ لہجے میں کہا

"ارے نہیں پرنس ——— بھلا ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ پرنس وینجل کے پاس کوئی مہمان آئے اور یوں واپس چلا جائے ——— اور پھر مہمان بھی تم جیسا ——— میں تمہارا شایان شان استقبال کروں گا" پرنس وینجل نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور دوسرے لمحے اس نے اپنا پاؤں زور سے میز کے کونے پر مارا۔

"خبردار ——— غلط حرکت مت کرنا" عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"ارے تمہیں کیا ہو گیا ہے پرنس ——— یہ کھلونا ہولسٹر میں ہی اچھا لگتا ہے۔ تمہارے پاس چونکہ ہولسٹر نہیں اس لئے اسے پھینک ہی دو تو اچھا ہے۔" پرنس وتخیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور دوسرے لمحے عمران یہ دیکھ کر حیران ہو گیا کہ کمرے کی دیواریں اپنی جگہ سے یوں سمٹ گئی تھیں جیسے کوئی آدمی پردے سمیٹ دیتا ہے اور اب دیواروں کی جگہ چاروں طرف آدمیوں کی قطاریں کھڑی تھیں جن کے ہاتھوں میں سٹین گنیں تھیں اور ظاہر ہے کہ ان سٹین گنوں کا رخ عمران ہی کی طرف تھا۔ تقریباً چالیس پچاس سٹین گنیں اس کا محاصرہ کئے ہوئے تھیں۔ عمران کی آنکھوں میں ایک لمحے کے لئے تشویش کی لہر ابھری مگر دوسرے لمحے اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا ریوالور ایک طرف پھینک دیا۔

"یہ بات ہوئی نا پرنس ——— تم اچھے بچوں کی طرح بڑوں کا کہنا مان لیتے ہو۔" پرنس وتخیل نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ اور عمران کے قریب آکر رک گیا۔ اس کی آنکھوں میں پُراسرار سی چمک تھی۔

"کیا تم اکیلے آئے ہو پرنس ——— تمہارا باڈی گارڈ دستہ کہاں ہے۔ ویسے تمہارا باڈی گارڈ دستہ بہت تیز ہے۔ انہوں نے پیج گگٹری پر خوب کارنامہ انجام دیا تھا۔" پرنس وتخیل نے انتہائی نرم لہجے میں کہا۔

"بہت چہک رہے ہو پرنس ——— مگر تم شاید نہیں جانتے کہ پرنس آف ڈھمپ اکیلا ہی اپنی ذات میں باڈی گارڈ دستہ رکھتا ہے تم نے دیکھ ہی لیا تھا کہ میں کس طرح تمہیں اٹھا کر شاہی محل میں لے گیا تھا۔" عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"مگر پھر چھوڑ کیوں دیا تھا۔" پرنس وتخیل نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو کیا میں تمہارا اچار ڈالتا۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"بہرحال کچھ بھی ہو ——— میں تمہاری چالاکی کی داد دیتا ہوں۔ نجانے تم نے میرا کس طرح تعاقب کیا ہے۔ حالانکہ میں نے چیک تو بہت کیا تھا۔"

پرنس وتخیل نے تجسس آمیز لہجے میں کہا۔

"ابھی تم نہ جانے میری کس کس ادا کی داد دو گے ——— بہرحال میں نے ہر قیمت پر یہ ثابت کرنا ہے کہ احمق اعظم کے خطاب کا تمہاری بجائے میں زیادہ حق دار ہوں۔" عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"خوب ——— بہت خوب ——— بہرحال اب آ ہی گئے ہو تو تمہاری خاطر تواضع کرنا میرا فرض بن چکا ہے۔" پرنس وتخیل نے اپنے سر کو مخصوص انداز میں سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

اس کے سر جھٹکتے ہی عمران کے پیچھے کھڑے ہوئے سٹین گن بردار آگے بڑھے اور پھر انہوں نے سٹین گنوں کی نالیں عمران کی پشت سے لگا دیں۔

"اسے مہمانوں کے خصوصی کمرے میں لے جاؤ ——— اور جتنی جلدی ہو سکے خاطر تواضع کرو ——— یہ ہمارا مہمان ہے ——— بس اس کا خیال رکھنا یہ ذرا اسپیشل قسم کا مہمان ہے۔" پرنس وتخیل نے اپنے آدمیوں کو آنکھ مارتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس ——— ہم اس کی اتنی اچھی

خاطر تواضع کریں گے کہ یہ آپ سے شکایت نہیں کر سکیں گے۔" ان میں سے ایک آدمی نے جواب دیا۔

"چلیئے جناب" ——— اس آدمی نے سٹین گن کی نال سے عمران کو ٹہوکا دیتے ہوئے کہا۔

"پرنس وینچل ——— اگر اپنے ابا جان سے آپ کی بات چیت ہو تو میرا سلام دے دینا ——— وہ بیچارے میرا بڑا خیال رکھتے ہیں۔ ابھی میرے متعلق تمہیں خصوصی ہدایات دے رہے تھے۔" عمران نے بڑے اطمینان سے قدم آگے بڑھاتے ہوئے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

پرنس وینچل نے جواب دینے کی بجائے دانت بھینچ لیئے۔

اور عمران بڑے اطمینان سے چلتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ گھڑی کا ونڈ بٹن وہ کافی پہلے کھینچ چکا تھا۔ دروازے پر موجود پہریدار ان کے قریب پہنچتے ہی ایک طرف ہٹ گئے اور عمران شاہانہ انداز میں چلتا ہوا ان کے قریب پہنچ گیا۔

سامنے ایک مختصر سی راہداری تھی جو دائیں طرف مڑ گئی تھی۔ عمران نے راہداری میں آتے ہی اپنے قدم تیز کر دیئے۔ راہداری کو دیکھ کر اس کا ریڈی میڈ ذہن ایک منصوبہ تک پہنچ چکا تھا۔

اور پھر جیسے ہی وہ موڑ کے قریب آیا۔ اس نے تیزی سے موڑ کاٹا اور رک گیا۔ اس کے پیچھے آنے والے بھی بھاگ کر آگے بڑھے۔ اور سب سے پہلے آنے والے دو آدمی عمران کی زد میں آ گئے۔ عمران نے بڑی پھرتی سے ایک کی سٹین گن پر ہاتھ ڈالا اور دوسرے کے پیٹ میں بھرپور لات جما دی۔ سٹین گن اس کے ہاتھ میں آ چکی تھی۔ اسی لمحے چار آدمی اور

بھی سامنے آ گئے۔ اور عمران نے یکدم نیچے بیٹھتے ہوئے سٹین گن کا فائر کھول دیا۔ اور وہ چاروں گولیوں کی بارش میں اچھل کر پشت کے بل نیچے گرے۔ اسی لمحے عمران کی سٹین گن گھومی اور باقی دو بھی اپنے انجام کو پہنچ گئے۔

یہ سب کچھ اتنی پھرتی سے ہوا کہ ان میں سے کسی کو جوابی حملہ کرنے کی مہلت ہی نہ مل سکی۔

عمران ان کو ختم کرتے ہی تیزی سے واپس پرنس وینچل کے کمرے کی طرف بڑھا۔ ابھی اس نے چند ہی قدم اٹھائے ہوں گے کہ اچانک کمرے کا دروازہ غائب ہو گیا۔

اب وہاں دروازے کی بجائے سپاٹ دیوار تھی۔ عمران پھرتی سے پیچھے مڑا مگر وہاں بھی اب موڑ سے پہلے ٹھوس دیوار نے اس کا راستہ روک لیا تھا۔ اور عمران اس سنگین قید میں پھنس کر رہ گیا۔ اس کے چاروں طرف دیواریں ہی دیواریں تھیں۔ بے رحم اور ٹھوس دیواریں۔

"ہا ——— ہا ——— ہا ——— پرنس ——— آخر تم اپنے انجام کو پہنچ ہی گئے ——— ابھی چند لمحوں بعد تمہارا جسم شہد کی مکھیوں کا چھتہ بن جائے گا۔"

پرنس وینچل کے خوفناک قہقہوں سے راہداری گونج اٹھی۔

عمران نے اسے جواب دینے کی بجائے ایک بار پھر راہداری میں نظریں گھمائیں۔ وہ اپنے بچاؤ کا کوئی راستہ ڈھونڈنا چاہتا تھا۔ مگر اس کی نظریں سنگی دیواروں سے ٹکرا کر پلٹ آئیں۔

"اچھا علی عمران المعروف پرنس آف ڈھمپ ——— بائی بائی۔

"اب ہماری تمہاری ملاقات قیامت کو ہوگی۔ باقی بات چیت وہیں ہوگی"۔ پرنس ونچیل کی آواز سنائی دی۔

"او کے ـــــ بائی بائی ـــــ میں خود اس دنیا سے تنگ آ چکا ہوں ـــــ کم از کم جنت میں حوریں تو ملیں گی"۔ عمران نے بھی جواب میں ہنستے ہوئے کہا۔

"حوریں تو میں تمہاری لاش پر بھی بھیج دوں گا ـــــ بے فکر رہو"۔ پرنس ونچیل کا جواب سنائی دیا۔

"اگر ایسی بات ہے تو میں مرنے کے لئے واقعی سنجیدہ ہو جاتا ہوں مگر خیال رکھنا کہیں تم اپنا وعدہ وفا نہ کرو اور مجھے دوبارہ اس بے وفا دنیا میں آنا پڑے"۔

عمران نے جواب دیا۔ اس دوران وہ آہستہ آہستہ کھسکتا ہوا عین اس جگہ پہنچ گیا۔ جہاں پہلے دروازہ تھا۔ اس کا خیال تھا کہ چونکہ یہ جگہ میکنزم سے پُر کی گئی ہے۔ اس لئے ظاہر ہے کہ یہاں سے فائرنگ نہیں کی جا سکتی۔

"بے فکر رہو۔ بائی بائی ـــــ الوداع"ـــــ پرنس ونچیل کی آواز سنائی دی اور پھر خاموشی چھا گئی۔

عمران دیوار سے لگا خاموشی سے آنے والی موت کا انتظار کرنے لگا۔

چند لمحوں کے گھمبیر سکوت کے بعد اچانک راہداری پر گھڑ گھڑ کی آوازیں سنائی دیں۔ اور پھر چھت پر بے شمار خانے کھلتے چلے گئے۔ ہر خانے میں سے مشین گن کی نال کا سرا باہر نکل آیا تھا۔ عمران نے ایک

لمحے کے ہزارویں حصے میں صورت حال کا اندازہ لگا لیا۔

گو وہ آخری لمحے تک اپنی جان بچانے کا فیصلہ کر چکا تھا، مگر جس انداز میں مجرموں نے اسے گھیرا تھا۔ اس لحاظ سے اسے اپنے ارادے میں کامیابی بہت مشکل نظر آ رہی تھی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر یہ مشین گنیں چاروں طرف گھومتی فائرنگ کریں۔ تو پھر اس کا بچنا ناممکن ہے۔ کیونکہ اس طرح راہداری کا چپہ چپہ ان کی زد میں آ جائے گا۔ صرف اس صورت میں بچاؤ کی امید ہے کہ مشین گنیں سرکل میں نہ گھومیں۔

مگر دوسرے لمحے اس کا خیال غلط ثابت ہوا۔ چھت سے جھانکتی ہوئی مشین گنوں کی نالیوں نے بڑی تیزی سے ایک دائرے میں حرکت کی اور اس سے پہلے کہ عمران کچھ اور سوچتا، مشین گنوں نے بے تحاشہ گولیاں اگلنی شروع کر دیں۔

پوری راہداری میں گولیوں کی بارش سی ہو گئی۔ ایک ایک انچ پر گولیوں کی بوچھاڑ ہو رہی تھی۔ اس صورت میں ظاہر ہے کہ عمران بیچارے کو کلمہ پڑھنے کی فرصت بھی کہاں مل سکتی تھی۔

صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر ایکسٹو کے حکم کے مطابق دانش منزل سے نکلنے والے پرنس وینجل کا بڑی ہوشیاری سے تعاقب کرتے ہوئے کنگز کالونی کی اس کوٹھی تک پہنچ گئے جس میں پرنس وینجل داخل ہوا تھا۔

چونکہ انہیں ایکسٹو نے صرف باہر سے نگرانی کرنے کا حکم دیا تھا۔ اس لئے وہ کوٹھی کے اردگرد پھیل کر کھڑے ہو گئے۔ گیٹ کی طرف صفدر تھا۔ اس کی دائیں سائیڈ پر شکیل اور عقب میں تنویر نے جگہ سنبھال لی۔ ابھی انہیں وہاں کھڑے چند ہی لمحے ہوئے تھے کہ صفدر کی کلائی پر ضربیں لگنی شروع ہو گئیں۔

"یس"۔۔۔۔ صفدر نے گھڑی کا ونڈ بٹن کھینچتے ہوئے کہا۔

"صفدر۔۔۔۔ میں تنویر بول رہا ہوں۔ ابھی ابھی عمران ایک ٹیکسی سے اتر کر کوٹھی کے عقب میں موجود گٹر لائن میں اتر گیا ہے۔ اس نے

مجھے نہیں دیکھا۔ کیا خیال ہے اس کے پیچھے جایا جائے یا نہیں"۔ تنویر کی آواز سنائی دی۔

عمران کوٹھی میں گیا ہے۔۔۔۔ ٹھیک ہے جانے دو۔ ہمیں صرف باہر کی نگرانی کرنے کا حکم ملا ہے۔۔۔۔ ہاں خیال رکھنا۔ اگر عمران کی کال آئے یا خطرے کا کاشن آئے تو ہمیں فوری طور پر مداخلت کرنی پڑے گی"۔ صفدر نے جواب دیا اور پھر بٹن بند کر دیا۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد اچانک صفدر کی کلائی پر ایک بار پھر ضربیں لگنی شروع ہو گئیں۔ اس نے چونک کر گھڑی کو دیکھا تو گھڑی کے درمیان میں سرخ رنگ کا ایک نقطہ تیزی سے جل بجھ رہا تھا۔

صفدر تیزی سے آگے بڑھا اور پھر کوٹھی کی دائیں سمت سے ہوتا ہوا عقب میں آ گیا۔ وہ کیپٹن شکیل کو بھی ساتھ لیتا گیا۔

"تنویر۔۔۔۔! عمران کس راستے سے اندر گیا ہے"۔ صفدر نے تنویر سے پوچھا۔

"گٹر کے راستے۔۔۔۔ کیوں۔ کیا بات ہے"۔ تنویر نے پوچھا

"عمران خطرے میں ہے۔۔۔۔ ہمیں فوراً اندر جانا چاہیئے"۔ صفدر نے جواب دیا اور پھر تیزی سے گٹر کے دہانے میں اترتا چلا گیا۔ اس کے پیچھے کیپٹن شکیل اور تنویر بھی اتر گئے اور وہ تینوں برق رفتاری سے آگے بڑھتے ہوئے گٹر کے دوسرے دہانے کے قریب پہنچ گئے۔

پھر سب سے پہلے صفدر باہر نکلا اور اس کے پیچھے کیپٹن شکیل اور تنویر بھی آ گئے۔ صفدر نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر اس کی نظر سامنے کھلی ہوئی کھڑکی پر پڑی اور وہ اس کی طرف لپکا۔ اس نے سر اندر ڈال کر

باتھ روم کا جائزہ لیا۔

دوسرے لمحے بازوؤں کے بل پردہ اچھل کر کمرے میں داخل ہو چکا تھا پھر جب تک صفدر اندرونی دروازے تک پہنچا۔ کیپٹن شکیل اور تنویر بھی باتھ روم میں داخل ہو چکے تھے۔

صفدر نے دروازے پہ ہلکا سا دباؤ ڈالا۔ کمرہ خالی ہی محسوس ہو رہا تھا۔ صفدر نے ان دونوں کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور پھر وہ تینوں یکے بعد دیگرے جھپٹ کر کمرے میں داخل ہو گئے۔ کمرے میں داخلے کے وقت جیبوں میں موجود ریوالور ان کے ہاتھوں میں آ چکے تھے۔ مگر جیسے ہی وہ کمرے کے اندر پہنچے۔ ایک کرخت آواز ان کے کانوں سے ٹکرائی۔

"ہینڈز اپ"—— اور وہ تینوں ٹھٹھک کر رک گئے۔ انہیں تقریباً دس سٹین گنوں سے مسلح آدمی گھیر چکے تھے۔

صفدر نے تنویر کی طرف دیکھا۔ تنویر کے چہرے سے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ ریوالور پھینکنے کی بجائے اپنی جذباتی فطرت کے مطابق لڑنے پر آمادہ ہے۔ مگر صفدر جانتا تھا کہ دس سٹین گنوں کے مقابلے میں ان کے تین ریوالور کچھ نہیں کر سکتے۔ اس لئے اس نے اپنا ریوالور نیچے پھینک کر اپنے ہاتھ اٹھا دیئے۔

چنانچہ اس کی پیروی میں کیپٹن شکیل اور تنویر نے بھی ریوالور پھینک کر ہاتھ کھڑے کئے۔ ایک آدمی نے ان تینوں کے ریوالور سمیٹ لئے۔ اسی لمحے دروازے کا پردہ ہلا اور پرنس وشنگل اندر داخل ہوا۔

"خوش آمدید دوستو——! مجھے پورا یقین تھا کہ آپ لوگ ضرور آئیں گے۔ اس لئے میں نے آپ کے استقبال کا مکمل بندوبست

کر لیا تھا—— تمہارا پرنس اس وقت موت کے جال میں پھنس چکا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ تم بھی اسے موت کے خونی پنجے میں جاتا ہوا اپنی آنکھوں سے دیکھ لو۔ تاکہ تمہیں معلوم ہو سکے کہ تم جس آدمی کے باڈی گارڈ ہو وہ ہمارے مقابلے میں کتنا حقیر اور بے بس ہے۔" پرنس وشنگل نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

وہ تینوں خاموش کھڑے رہے۔ اس وقت بھلا وہ کہتے بھی کیا۔

"ان تینوں کو اپر گیلری میں لے آؤ۔" پرنس وشنگل نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا دروازے سے باہر نکل گیا۔

"چلو—— اور خبردار اگر کوئی غلط حرکت کی تو بھون کر رکھ دیں گے" ایک سٹین گن بردار نے کہا۔

اور پھر وہ ان کے محاصرے میں چلتے ہوئے دروازے سے باہر نکلے یہاں ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ ان کے کمرے میں جاتے ہی کمرہ کسی لفٹ کی طرح اوپر چڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دور اوپر جا کر کمرہ رک گیا اور وہ تینوں کمرے سے باہر آ گئے۔

یہاں ایک طویل راہداری تھی اور وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ راہداری کے فرش پہ جگہ جگہ چھوٹی چھوٹی بے شمار مشینیں فٹ تھیں جن میں مشین گنیں نصب تھیں اور ان کی نالیوں کا رُخ فرش کی طرف تھا۔

ایک سائیڈ پہ ایک کافی بڑی مشین موجود تھی جس میں دو بڑے بڑے لیور تھے۔ یہ شاید کنٹرولنگ مشین تھی۔ پرنس وشنگل اس مشین کے سامنے کھڑا تھا۔

ان تینوں کو بھی اس مشین کے ساتھ ہی دیوار کے ساتھ کھڑا کر دیا گیا اور سٹین گن بردار ان کے سامنے والی دیوار کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ ان کی سٹین گنوں کا رخ ان تینوں کی طرف ہی تھا۔

پرنس ونچل ہاتھ میں چھوٹا سا مائیک پکڑے باتوں میں مصروف تھا۔ وہ بڑے طنزیہ انداز میں کہہ رہا تھا۔

"حور بن تو میں تمہاری لاش پر بھیج دوں گا۔ بے فکر رہو۔"

اور دوسری طرف سے آنے والی آواز سن کر وہ چونک گئے ہو گئے کیونکہ دوسری طرف سے آنے والی آواز عمران کی تھی۔ اس کی بات سن کر پرنس ونچل نے کہا۔

"بے فکر رہو ——— بائی بائی ——— الوداع" پرنس ونچل کے لہجے میں بے حد تلخی تھی۔

اور پھر اس نے بڑی معنی خیز نظروں سے صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے مشین کا ایک بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی فرش پر نصب مشینیں حرکت میں آ گئیں۔ فرش پر جہاں جہاں مشینیں فٹ تھیں خانے کھل گئے اور مشین گنوں کی نالیں فرش سے نیچے ان خانوں میں اتر گئیں۔

صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر تینوں سمجھ گئے کہ پرنس ونچل عمران کے ساتھ کیا کرنا چاہتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے ایک دوسرے کو معنی خیز نظروں سے دیکھا اور پھر انہوں نے آنکھوں ہی آنکھوں میں فیصلہ کر لیا ظاہر ہے کہ وہ اپنے سامنے عمران کو موت کے منہ میں جاتے کیسے دیکھ سکتے تھے۔

پرنس ونچل نے اپنی انگلی سرخ رنگ کے ایک بٹن پر رکھی۔ اور پھر اس نے ایک نظر ان تینوں پر ڈالی۔ اس کی نظروں میں شدید ترین طنز تھا۔ جیسے وہ کہہ رہا ہو اپنے پرنس کا حشر دیکھ لو۔

اور پھر جیسے ہی اس نے مشین کی طرف نظر گھمائی۔ اچانک وہ تینوں چیتے کی طرح اپنی جگہ سے اچھلے۔ صفدر نے پوری قوت سے پرنس ونچل کے پہلو میں اپنی لات ماری اور پرنس ونچل اچھل کر دو فٹ دور ایک مشین گن کے قریب جا گرا۔ مگر اس دوران اس کی انگلی سرخ رنگ کا بٹن دبا چکی تھی۔ اور گنیں رکتے ہی فرش پر فٹ مشین گنوں نے ہولناک آواز سے گولیاں برسانی شروع کر دیں۔

کیپٹن شکیل نے اچھل کر مشین پر لگے ہوئے دونوں لیور نیچے کر دیئے اور تنویر نے اس سے زیادہ رسک لیا اور وہ ہائی جمپ لگا کر مشینوں کے اوپر سے اڑتا ہوا سامنے کھڑے سٹین گن برداروں میں سے دو کے اوپر جا گرا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اس غیر متوقع سچویشن کا اندازہ کر کے سنبھلتے، تنویر نے دونوں ہاتھوں اور پیروں کو برق کی سی تیزی سے استعمال کرتے ہوئے ان میں سے چار کو فرش بوس کر دیا اور پھر وہ ایک طرف پڑی ہوئی ایک سٹین گن کی طرف لپکا۔ مگر اسی دوران ایک سٹین گن بردار نے اس پر فائر کھول دیا۔ مگر اسی لمحے صفدر نے اس سٹین گن بردار پر چھلانگ لگا دی۔ اور وہ اسے گھسیٹتا ہوا دیوار تک لے گیا۔ نتیجے میں اس کی سٹین گن نے گولیاں اگلیں ضرور مگر ان کا رخ اس کے اپنے ساتھیوں کی طرف ہی تھا۔ اور تنویر نے اس موقع سے بھرپور

فائدہ اٹھایا اور اس کی سٹین گن نے باقی آدمیوں پر گولیوں کی بارش کر دی۔

ادھر کیپٹن شکیل نے لیور نیچے کرنے کے فوراً بعد مشین کا وہ سرخ رنگ کا بٹن دوبارہ دبا دیا اور مشین گنیں چلنی بند ہو گئیں۔ اس دوران پرنس ونچل تیزی سے اپنی جگہ سے اچھلا اور دروازے کی طرف بھاگنے لگا مگر کیپٹن شکیل نے کسی درندے کی طرح اس پر چھلانگ لگا دی۔ اور دروازے کے قریب ہی اسے چھاپ لیا۔

پرنس ونچل نے مڑ کر پوری قوت سے اپنی طرف آتے ہوئے کیپٹن شکیل کے پیٹ میں لات ماری اور کیپٹن شکیل دوہرا ہو کر رہ گیا۔ پرنس ونچل نے دونوں ہاتھوں کو جوڑ کر پوری قوت سے رکوع کے بل جھکے ہوئے کیپٹن شکیل کی گردن پر وار کرنا چاہا۔ مگر کیپٹن شکیل نے جھکے جھکے کسی لڑاکے مینڈھے کی طرح اس کے پیٹ میں ٹکر ماری اور پرنس ونچل پشت کے بل دروازے کی دہلیز پر جا گرا۔

اس سے پہلے کہ کیپٹن شکیل اسے چھاپ لیتا اچانک دروازے میں سے تین مشین گن بردار ظاہر ہوئے اور پھر ان میں سے ایک کی کڑک دار آواز سنائی دی۔

”خبردار ——— جس حالت میں بھی ہو رک جاؤ۔“

اور پھر پرنس ونچل بھی اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ کیپٹن شکیل تو براہ راست ان کی زد میں تھا۔ اور صفدر اور تنویر بھی ان کی زد سے باہر نہیں تھے۔ اس وقت ان دونوں کی پوزیشنیں ایسی تھیں کہ اگر وہ ان نووارد حملہ آوروں پر فائرنگ کرتے تو گولیاں پہلے درمیان میں موجود کیپٹن شکیل کو چاٹ

جاتیں اور کیپٹن شکیل چونکہ خالی ہاتھ تھا۔ اس لئے وہ اپنی جگہ بے بس ہو گیا تھا۔ کیپٹن شکیل کی وجہ سے صفدر اور تنویر دونوں کو سٹین گنیں پھینک کر ہاتھ اٹھانے پڑے۔ اور سچویشن ایک بار پھر بدل گئی۔

”بھون ڈالو ——— ان پر اتنی گولیاں برساؤ کہ ان کے جسم قیمے میں تبدیل ہو جائیں۔“

پرنس ونچل نے غصے سے چیختے ہوئے مشین گن برداروں کو حکم دیا۔ اور مشین گن برداروں کی انگلیوں نے تیزی سے ٹریگروں پر حرکت کی۔ ان تینوں کی موت میں اب کوئی کسر باقی نہیں رہ گئی تھی۔ انگلیوں کا معمولی مزید دباؤ ان کے لئے موت کا پیغام ثابت ہو سکتا تھا۔

مگر اس سے پہلے کہ مشین گنیں گولیاں اگلتیں۔ اچانک وہ تینوں منہ کے بل فرش پر جا گرے۔ اور ان کے ہاتھ سے سٹین گنیں چھوٹ کر فرش پر لڑھکتی چلی گئیں۔

کیپٹن شکیل نے برق کی سی تیزی سے ایک مشین گن جھپٹ لی اور اس نے اس کی نالی حیرت سے سُن کھڑے پرنس ونچل کی چھاتی سے لگا دی۔ وہ تینوں نیچے گرتے ہی تیزی سے اچھلے مگر ایک بار پھر لڑکھڑا کر نیچے جا گرے۔

”خبردار ——— اب اگر اٹھنے کی کوشش کی تو ریڑھ کی ہڈی توڑ دوں گا۔“ عمران نے کڑکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

اور شاید یہ اس کے لہجے کا اثر تھا کہ ان تینوں میں سے کسی نے بھی دوبارہ اپنی جگہ سے حرکت کرنے کی کوشش نہ کی۔ اور صفدر اور تنویر نے دوبارہ سٹین گنیں سنبھال لیں۔

"تت ـــــ تت ـــــ تم زندہ ہو" پرنس وینچل نے حیرت سے بھرپور لہجے میں عمران کی طرف مڑ کر کہا۔ اس کی آنکھیں حیرت کی شدت سے پھٹی ہوئی تھیں۔

"ہاں پرنس وینچل ـــــ اچھی طرح دیکھ لو کہ میں زندہ ہوں۔ میں نے تمہیں کیا کہا تھا کہ ابھی سنجلنے تم میری کس کس ادا کی داد دو گے۔" عمران نے زہریلے لہجے میں کہا۔ اور پھر تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ان تینوں کو لاشوں میں تبدیل کر دو تنویر ـــــ یہ تمہارا شکار ہیں"

اور تنویر کو تو ایسا موقع خدا دے۔ اس سے پہلے کہ عمران کی بات ختم ہوتی اس نے ٹریگر دبا دیا۔ اور وہ تینوں فرش پر پڑے پڑے مینڈکوں کی طرح گولیوں کی بارش میں چند لمحے اچھلتے رہے اور پھر ٹھنڈے پڑ گئے۔

"اب بتاؤ پرنس ـــــ تمہارا کیا حشر کیا جائے۔ جلد بتاؤ" عمران نے تلخ لہجے میں پرنس وینچل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مم ـــــ مم ـــــ مگر تم زندہ کیسے بچ نکلے۔" پرنس وینچل نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کر دیا۔ شاید اسے عمران کے اس طرح بچ نکلنے پر ابھی تک یقین نہیں آ رہا تھا۔

"تمہیں شاید میرے زندہ بچ رہنے کا یقین نہیں آ رہا۔ سنو پرنس۔ جیسے ہی چھت سے گولیوں کی بارش ہوئی۔ اس کے ساتھ ہی راہداری کا دروازہ بھی کھل گیا۔ اور چونکہ میں اس جگہ پشت لگائے کھڑا تھا اس لئے جیسے ہی راہداری کا دروازہ کھلا میں پشت کے بل دوسری طرف جا گرا ویسے

اگر دروازہ کھلنے میں چند لمحے کی دیر ہو جاتی تو یقیناً اب تک میں جنت میں حوروں سے شتر غمزوں میں مصروف ہوتا" عمران نے جواب دیا۔

اور پرنس وینچل سمجھ گیا کہ ایسا کیونکر ہوا۔ کیپٹن شکیل نے بٹن دبتے ہی یور گرا دیئے تھے اور ان لیوروں کے گرتے ہی دونوں طرف کی دیواریں اپنی جگہ سے یقیناً ہٹ گئی ہوں گی۔ اب تک اسے ان لیوروں کے گرنے کا احساس ہی نہیں ہوا تھا۔

"ٹھیک ہے ـــــ میں مانتا ہوں کہ بہرحال تم خوش قسمت ترین انسانوں میں سے ایک ہو۔ اگر تمہارا ساتھی چند لمحے اور لیور نہ گراتا یا میں ان تینوں کو وہیں دوسرے کمرے ہی میں ڈھیر کر دیتا تو مجھے یہ وقت نہ دیکھنا پڑتا۔" پرنس وینچل نے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"میری خوش قسمتی تو خیر شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ مگر اب تمہاری خوش قسمتی مشکوک ہے۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ اب میں جو کچھ پوچھوں اس کا صحیح صحیح جواب دے دو۔ ورنہ یاد رکھو بعد میں تم نے موت کی دعائیں مانگنی ہیں اور تمہاری دعائیں قبول نہیں ہوں گی۔" عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"تم کیا پوچھنا چاہتے ہو" پرنس وینچل نے دانت بھینچتے ہوئے کہا۔

"یہی کہ تمہارا اصل مشن کیا ہے" عمران نے سوال کیا۔

"میرا اصل مشن یہ ہے کہ میں نے احمق اعظم کا الیکشن جیتنا ہے" پرنس وینچل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

عمران چند لمحے سخت نظروں سے پرنس وینچل کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ تم دونوں باہر جا کر پہرہ دو۔ اس

کمرے میں موجود تمام سامان بھی سمیٹ کر لے جاؤ اور یہاں جو کچھ بھی ہو اس میں نہ تم نے مداخلت کرنی ہے اور نہ کسی کو مداخلت کرنے دینا تاکہ میں اطمینان سے پرنس ونچل کو احمق اعظم بنا سکوں۔"

عمران نے سپاٹ لہجے میں ان تینوں سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ تینوں خاموشی سے تمام مشین گنیں اٹھائے کمرے سے باہر نکل گئے۔

اب کمرے میں صرف عمران اور پرنس ونچل باقی رہ گئے تھے۔ عمران بھی خالی ہاتھ تھا۔ اور پرنس ونچل بھی۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے سامنے کھڑے ایک دوسرے کو گھور رہے تھے۔

"دیکھو عمران ——— خواہ مخواہ اپنی انرجی ضائع مت کرو۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ مجھے شکست ہو چکی ہے۔ اس لئے میں رضا کارانہ طور پر تمہارے ملک سے واپس جانے کے لئے تیار ہوں۔ ورنہ دوسری صورت میں تم مجھ پر کوئی چارج نہ لگا سکو گے اور نہ ہی تشدد سے تم مجھ سے کچھ اگلوا سکو گے۔ اس لئے بہتر ہے کہ ہم شریفانہ طور پر الگ ہو جائیں۔" پرنس ونچل نے قدرے نرم لہجے میں تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"میرے سوال کا جواب دو کہ تمہارا میرے ملک میں اصل مشن کیا تھا۔ اگر تم نے میرے سوال کا صحیح جواب دیا تو پھر میں تمہاری تجویز پر غور کروں گا۔" عمران نے دانت بھینچتے ہوئے کہا۔

"تمہاری مرضی ——— بہرحال میں نے تمہیں اچھی آفر دی تھی۔ اگر تم نہیں مانتے تو تم دیکھ لو گے کہ پرنس ونچل تمہارے لئے لوہے کا چنا ثابت ہوگا۔" پرنس ونچل نے اچانک بجلی کی سی تیزی سے عمران کی کنپٹی پر مکہ مارنا چاہا۔ عمران نے پھرتی سے اپنا سر نیچا کیا اور پوری قوت سے

گھٹنا پرنس ونچل کے پیٹ میں مار دیا۔ اور پرنس ونچل اوغ کی آواز نکالتا ہوا فرش پر جا گرا۔ عمران پہلے ہی سے اس قسم کے حملے کے لئے تیار تھا۔ اس لئے اس کا یوں آسانی سے ڈاج میں آجانا ناممکن تھا۔

فرش پر گرتے ہی پرنس ونچل یوں اچھل کر کھڑا ہو گیا جیسے اس کا جسم گوشت پوست کی بجائے سپرنگوں کا بنا ہوا ہے۔ اٹھتے ہی بجائے اس کے کہ وہ عمران پر حملہ کرتا۔ اس نے پوری قوت سے کنٹرولنگ مشین کی طرف چھلانگ لگائی۔

عمران کے لئے اس کا یہ اقدام قطعی غیر متوقع تھا۔ اسی لئے وہ پہلے تو چند لمحوں کے لئے ٹھٹھکا مگر پھر اس نے بھی دوڑ کر پرنس ونچل کو اس اقدام سے باز رکھنا چاہا۔ مگر پرنس ونچل کے لئے اتنا موقع کافی تھا کنٹرولنگ مشین کا چھلکے سے ایک لیور اونچا کیا اور پھر انتہائی پھرتی سے دو بٹن دبا دیئے۔ لیور اونچا ہوتے ہی کمرے میں موجود تمام مشین گنیں یکدم عمران کی طرف سیدھی ہو گئیں۔ اور ابھی عمران راستے ہی میں تھا کہ ان مشین گنوں نے بے تحاشا گولیاں اگلنی شروع کر دیں اگر عمران ایک لمحے کے لئے بھی چوک جاتا تو یقیناً اس کے جسم میں سینکڑوں سوراخ ہو جاتے۔

عمران نے خطرہ محسوس کرتے ہی آدھے راستے میں جمپ لگایا اور گولیاں اس کے جسم سے چند انچ نیچے سے گزرتی چلی گئیں۔ پرنس ونچل نے تیزی سے لیور کو کنٹرول کر کے مشین گنوں کا رخ اونچا کرنا چاہا۔ مگر عمران بھلا اب اسے اتنا موقع دینے والا کب تھا۔ وہ اچھل کر پرنس ونچل پر آ پڑا۔ اور پرنس ونچل کو لیتا ہوا مشین کی دوسری طرف دیوار سے جا

ٹکرایا۔ مشین گنیں مسلسل گولیاں اگل رہی تھیں اور ان سب کا رُخ دروازے کی طرف تھا۔

"اب تیار ہو جاؤ پرنس ——— تم نے اپنا بھرپور داؤ استعمال کر لیا ہے۔" عمران نے اسے دیوار سے رگڑتے ہوئے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

پرنس وشچل نے اس کے پیٹ میں گھٹنا مارنا چاہا۔ مگر عمران کی بھرپور ٹکر اس کی ناک پر پڑی۔ اور پرنس وشچل کے منہ سے چیخ نکل گئی۔ اس کے ناک کی ہڈی ٹوٹ چکی تھی۔

عمران نے اس کی گردن کو جھٹکا دینا چاہا اور پرنس وشچل اچھل کر مشین سے ٹکراتا ہوا نیچے فرش پر جا گرا۔ اور پلک جھپکنے میں عمران نے اسے ایک بار پھر چھاپ لیا۔ اور دوسرے لمحے پرنس وشچل کے منہ سے انتہائی خوفناک اور درد میں ڈوبی ہوئی چیخ نکلی۔ جب عمران نے اپنی انگلی کے ایک ہی جھٹکے سے اس کی دائیں آنکھ باہر نکال دی تھی۔

پرنس وشچل نے دیوانہ وار عمران کو اپنے سے علیحدہ کرنے کے لئے ہاتھ پیر چلانے شروع کر دیئے۔ مگر اب عمران کے سر پر بھی جنون طاری ہو چکا تھا۔ اس نے پوری قوت سے پرنس وشچل کے دائیں بازو کو جھٹکا دیا اور چیخ کی آواز سے اس کے بازو کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ اب پرنس وشچل مچھلی کی طرح تڑپ رہا تھا۔

مشین گنیں ابھی تک گولیاں برسا رہی تھیں اور سامنے والا دروازہ اور دیوار ان گولیوں سے چھلنی ہو چکے تھے۔ عمران ایک جھٹکے سے پرنس وشچل سے علیحدہ ہوا اور پھر اس نے کنڑولنگ مشین کے بٹن آف کر دیئے

بٹن آف ہوتے ہی مشین گنیں رک گئیں۔ اب کمرے میں صرف پرنس وشچل کی دردناک چیخیں ہی گونج رہی تھیں۔

"اب بتاؤ پرنس وشچل ——— تمہارا اس ملک میں اصل مشن کیا تھا ورنہ یاد رکھو' دوسری بار میں اس وقت پوچھوں گا جب تمہارے جسم کی تمام ہڈیاں ٹوٹ چکی ہوں گی۔" عمران نے اس کی ٹانگ دوہری کرتے ہوئے کہا۔

اس کا لہجہ اتنا سفاکانہ تھا کہ پرنس وشچل کی اکلوتی آنکھ میں خوف کی لہر دوڑتی صاف نظر آ رہی تھی۔

"تم ظالم ہو ——— بے حد ظالم ——— تم مجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دو بس تمہیں کچھ نہیں بتلاؤں گا ——— اور تم پرنس وشچل کے ہاتھوں نہیں بچ سکو گے۔ تمہارا حشر عبرتناک ہوگا۔" پرنس وشچل نے کراہتے ہوئے کہا۔

"اور تم تو بے حد رحمدل ہو جو مجھے مشین گنوں سے بھونتے لگے تھے۔ میں نے تو ابھی ہاتھ ہی استعمال کئے ہیں اور تم یقین رکھو۔ پرنس وشچل کے ہاتھ اس قابل نہیں رہیں گے کہ عمران پر اٹھ سکیں۔" عمران نے طنزیہ لہجے میں جواب دیا۔

اور پھر ایک جھٹکا دے کر اس کی پنڈلی کی ہڈی توڑ دی۔ پرنس وشچل کے منہ سے ایک چیخ نکلی اور وہ ایک بار پھر ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگا۔

اور عمران نے اس کا دوسرا بازو پکڑ لیا۔

"ٹھہرو ——— ٹھہرو ——— مجھے گولی مار دو ——— مجھے اس طرح مت مارو" ——— پرنس وشچل نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بتلاؤ تمہارا مشن کیا ہے۔" عمران نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"میرا مشن تمہیں الجھانا تھا ——— اصل مشن کا پرنس وینچل کو پتہ ہو گا۔ مجھے بالکل معلوم نہیں" پرنس وینچل نے ہکلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر بیہوش ہو گیا۔ شاید تکلیف کی شدت اس کی برداشت سے باہر ہو چکی تھی۔ اس کے شاید تصور میں بھی نہیں تھا کہ عمران اس حد تک جا سکتا ہے۔

عمران اس کی بات سن کر حیرت زدہ ہو گیا۔ پرنس وینچل کی بات نے اسے شدید ذہنی جھٹکا پہنچایا تھا۔ اور وہ سوچ رہا تھا کہ اگر پرنس وینچل کی بات صحیح ہے تو پھر زندگی میں پہلی بار کسی مجرم کے ہاتھوں احمق بن گیا تھا اس نے ایک لمحے کے لئے اپنے سر پر ہاتھ پھیرا اور پھر دوسرے لمحے بیہوش پرنس وینچل کے گال پر تھپڑ جڑ دیا۔ تھپڑ میں اتنی شدت تھی کہ پرنس وینچل دوبارہ ہوش میں آ گیا۔ اس کے منہ سے کراہ نکل گئی۔

"اگر تم پرنس وینچل نہیں ہو تو کون ہو اور پرنس وینچل کہاں ہے۔ جلدی بتلاؤ۔" عمران نے انتہائی سخت لہجے میں پوچھا۔

"ایک صورت میں بتاؤں گا۔ اگر تم وعدہ کرو کہ مجھے گولی مار دو گے۔ اس حالت میں زندہ رہنے سے مر جانا بہتر ہے۔" پرنس وینچل نے اٹکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ——— میں وعدہ کرتا ہوں۔" عمران نے سفاک لہجے میں کہا۔

"میں پرنس وینچل کا جڑواں بھائی ایلس وینچل ہوں۔ ہم دونوں کی شکل اتنی ملتی ہے کہ لوگ ہمیں پہچان نہیں سکتے۔ میرا بھائی جان وینچل ہی ہمارے گروہ کا سربراہ ہے۔ ہم دونوں نے دھوکہ دینے کے لئے علیحدہ علیحدہ گروہ

بنائے ہوئے ہیں۔ ہمیشہ سامنے میں رہتا ہوں۔ میرا بھائی انڈر گراؤنڈ رہتا ہے۔ میں ملک کی سیکرٹ سروس کو الجھاتا ہوں اور میرا بھائی اصل پرنس وینچل اپنا مشن پورا کر لیتا ہے۔ اور سچ بات یہ ہے کہ مجھے یا میرے گروپ کو اصل مشن کا کوئی پتہ نہیں ہوتا۔ اور یہی پرنس کی کامیابی کا راز ہے۔ میرے گروپ کے ارکان مجھے ہی اصل پرنس وینچل سمجھتے ہیں اور میرے بھائی کو وائٹ فاکس کے کوڈ کے نام سے جانتے ہیں۔ بس یہ ہے اصل بات۔ اب تم اپنا وعدہ پورا کرو۔ اور مجھے گولی مار دو۔ مگر یہ یقین رکھو کہ میرا بھائی تم سے اتنا خوفناک انتقام لے گا کہ تمہاری آئندہ نسلیں بھی تمہاری حالت کا تصور کر کے کپکپاتی رہیں گی۔"

پرنس وینچل نے آہستہ آہستہ بولتے ہوئے کہا۔

عمران اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا تھا کہ ایلس جو کچھ کہہ رہا ہے درست کہہ رہا ہے۔

"ٹھیک ہے ——— میں اپنا وعدہ پورا کرتا ہوں ——— مگر مرنے سے پہلے اس بات کا یقین کر لو کہ میری آئندہ نسلیں اگر ہوئیں تو کپکپانے کی بجائے تم جیسے مجرموں کا سر توڑنے کا فریضہ انجام دیں گی۔" عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

اور پھر ایلس کو گردن سے پکڑ کر یوں اوپر اٹھا لیا جیسے کوئی بچہ کسی کھلونے کو اٹھاتا ہے اور اسے لیجا کر اس نے دیوار کے قریب لٹا دیا اور خود واپس کنٹرولنگ مشین کی طرف بڑھ آیا۔

"مجھ پر رحم کرو ——— مجھے مت مارو ——— مجھے مت مارو۔" اچانک پرنس ہذیانی انداز میں چیخ پڑا۔ موت کو سامنے دیکھ کر اچھے اچھوں کی سٹی

گم ہو جاتی ہے۔

"وعدہ بہرحال وعدہ ہے"۔ عمران نے ٹھنڈے لہجے میں کہا اور پھر لیور دبا کر اس نے مشین گنوں کا رخ ایلیس کی طرف کیا۔ اور دوسرے لمحے بٹن دبا دیا۔

مشین گنیں ایک بار پھر قہقہے لگانے لگیں اور ایلیس کا جسم گولیوں کی بارش میں پانی سے باہر موجود مچھلی کی طرح تڑپتا رہا اور عمران نے بٹن اس وقت آف کیا جب ایلیس کا جسم چھلنی ہو چکا تھا۔

اور پھر عمران خاموشی سے چلتا ہوا کمرے سے باہر آیا تو ایک طرف تنویر سٹین گن پکڑے بت بنا کھڑا تھا۔ عمران کے چہرے پر وحشت اور بربریت کچھ اس طرح مسلط تھی کہ تنویر اسے دیکھتے ہی لاشعوری طور پر اٹین شن ہو گیا۔

"صفدر کہاں ہے تنویر ——؟" عمران نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"باہر موجود ہے"۔ تنویر نے بےحد مودبانہ انداز میں جواب دیا۔

اور پھر عمران خاموشی سے باہر نکل گیا۔ ایک راہداری سے باہر آنے کے بعد صفدر اسے مل گیا۔

"عمران صاحب! ہم پر بڑا نازک وقت گزرا ہے"۔ آپ نے اندر آنے سے منع کر دیا تھا"

صفدر نے بےحد سنجیدگی سے کہا۔

"وقت ہے بھی نازک صفدر —— اس بار ہمیں مجرموں نے جو چوٹ دی ہے وہ مدتوں یاد رہے گی۔ بہرحال میں جا رہا ہوں تم پوری کوٹھی کی تلاشی لینا اور اگر کوئی کام کی چیز ہو تو سنبھال لینا۔ اور پھر اس

کوٹھی کو بم سے تباہ کر دو تاکہ مجرم آئندہ اس سے فائدہ نہ اٹھا سکیں۔ باقی تفصیلات ایجنٹو کو بتلا دینا"۔ عمران نے اسے ہدایت دیتے ہوئے کہا ——

"تو کیا پرنس ونچل کے خاتمے کے باوجود مجرم موجود ہیں"۔ صفدر نے حیرت سے پوچھا۔

"ہاں صفدر —— یہی تو چوٹ ہوئی ہے۔ اصل مجرم تو سامنے ہی نہیں آئے اور ہم خواہ مخواہ فضولیات کے پیچھے پڑے رہے۔ بہرحال دیکھا جائے گا"۔

عمران نے جواب دیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

عمران کسی ہارے ہوئے جواری کی طرح کمرے میں داخل ہوا اور بلیک زیرو اس کی کیفیت دیکھ کر گھبرا گیا۔ اس نے آج تک عمران کو اس طرح شکست خوردہ نہیں دیکھا تھا۔

"خیریت عمران صاحب ——— کیا ہوا ——— آج تو آپ بالکل پژمردہ دکھائی دے رہے ہیں" بلیک زیرو نے تشویش آمیز لہجے میں جواب دیا۔ اور عمران کرسی پر گر سا گیا۔

"کیا بتاؤں ——— کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا۔ مجرموں نے مجھے اس بار خوب اچھی طرح بیوقوف بنایا ہے اور اب جبکہ مجرموں کی چال کا مجھے پتہ چلا ہے تو میں اپنے آپ کو واقعی احمق اعظم محسوس کر رہا ہوں" عمران نے بیحد سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا ہوا ——— کیا پرنس ونچل ہاتھ سے نکل گیا ہے۔ کچھ مجھے بھی بتلا دیجئے۔" بلیک زیرو عمران کے موڈ کو دیکھ کر بیحد پریشان ہو گیا۔

"بات یہ ہے طاہر کہ ہم نے شروع سے جسے پرنس ونچل سمجھا تھا وہ دراصل پرنس ونچل نہیں تھا۔ بلکہ اس کا جڑواں بھائی ایلس ونچل ہے چونکہ اس گروہ کے متعلق تفصیلی معلومات کسی کو بھی معلوم نہیں ہیں۔ اس لئے جس طرح سب دھوکہ کھاتے چلے آئے ہیں ہم بھی دھوکہ کھا گئے۔ اصل بات کا تو اب پتہ چلا ہے کہ جان ونچل اور ایلس ونچل دو جڑواں بھائی ہیں۔ جان ونچل گروہ کا سربراہ ہے مگر فیلس پر ایلس ونچل رہتا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ایلس ونچل سیکرٹ سروس کو الجھا لیتا اور جان ونچل اپنا اصل مشن آرام و سکون سے پورا کر لیتا۔

ہمارے ساتھ بھی یہی چال کھیلی گئی ہے۔ ایلس ونچل پرنس ونچل کی صورت میں ہمارے سامنے آیا اور عین ان کی چال کے مطابق ہم اس میں الجھ کر رہ گئے۔ اور نتیجہ یہ کہ جب میں نے ایلس ونچل پر ہاتھ ڈالا تو اب پتہ چلا کہ وہ صرف ڈمی تھا۔

اصل پرنس ونچل تو ہمارے سامنے ہی نہیں آیا۔ اور نہ ہی ہمیں معلوم ہے کہ وہ کہاں ہے اور اس کا اصل مشن کیا ہے۔ نجانے وہ اپنا مشن پورا کر چکا ہے یا کرنے والا ہے۔ بہرحال ہم اس وقت بھی اسی پوزیشن میں ہیں جس میں شروع میں تھے۔ اور پرنس ونچل نجانے کہاں تک آگے بڑھ چکا ہوگا۔ اس کا ہمیں قطعی علم نہیں،" عمران نے تفصیل بتائی۔

"مگر عمران صاحب ——— ایلس ونچل یا اس کے گروہ کے آدمیوں کو تو معلوم ہوگا کہ پرنس ونچل کیا کر رہا ہے۔" بلیک زیرو نے سوال کیا۔

"نہیں طاہر ـــــــ اس کا بھی اس نے انتظام کیا ہوا ہے اس کے اور ایلس کے گروپ علیحدہ علیحدہ ہیں۔ دونوں گروپ ایکدوسرے کو نہیں جانتے۔ پرنس ڈیچل ایلس ڈیچل کے گروپ کے لئے وائٹ فاکس ہے۔ اور اپنے گروپ کے لئے ڈبلیو"۔ اب ہم نے وائٹ فاکس کو ختم کر دیا ہے۔ مگر ہمارا اصل مجرم "ڈبلیو" ہنوز آزاد ہے"۔ عمران نے اسے مزید تفصیلات بتائیں۔

"واقعی تشویشناک مرحلہ ہے"۔ بلیک زیرو نے بھی کہا۔

"بلیک زیرو ـــــــ تم ایسا کرو کہ فوراً دانش منزل کا بیرونی منظر تبدیل کر دو۔ کیونکہ جیسے ہی پرنس ڈیچل کو ایلس ڈیچل کی موت کا علم ہوا ہے اس نے فوراً دانش منزل پر انتقامی حملہ کر دینا ہے اور اس طرح ہم اصل مشن سے ہٹ کر بیہودہ فضولیات میں الجھ جائیں گے۔" عمران نے بلیک زیرو سے کہا۔

اور بلیک زیرو اٹھ کر کنٹرول روم کی طرف بڑھ گیا۔ تاکہ دانش منزل کا بیرونی منظر تبدیل کر سکے۔

عمران نے کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر لیں۔ وہ کسی گہری سوچ میں مبتلا تھا کہ اچانک اس کی کلائی پر ضربیں لگنے لگیں۔ عمران نے چونک کر رلیسٹ واچ کا ونڈ بٹن کھینچ لیا۔ اور ڈچھو کا ہندسہ جلنے بجھنے لگا۔ عمران سمجھ گیا کہ ٹائیگر کال کر رہا ہے۔ اور ساتھ ہی اسے یاد آ گیا کہ گٹر میں جاتے ہوئے بھی ٹائیگر نے کرنل حبیب اور غیر ملکیوں کے متعلق بتایا تھا۔ عمران نے ٹال دیا تھا۔ کیونکہ فوجی معاملات میں وہ بغیر کسی خاص وجہ کے مداخلت نہیں کرتا تھا۔ اس کے لئے ملٹری سیکرٹ سروس ہی کافی تھی اسلئے

اس نے ٹائیگر کو ٹال دیا تھا لیکن اب ٹائیگر کی کال نے اسے کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا تھا۔ چنانچہ یہی سوچتے ہوئے اس نے ونڈ بٹن کو مخصوص انداز میں دبا کر کھینچ لیا۔

"یس ـــــــ عمران سپیکنگ اوور"۔ عمران نے پُر وقار لہجے میں کہا۔

"ٹائیگر سپیکنگ باس ـــــــ آپ کے لئے میرے پاس اہم خبریں ہیں ـــــــ اوور"۔ دوسری طرف سے ٹائیگر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"تمہید مت باندھا کرو ٹائیگر ـــــــ رپورٹ دو۔ اوور"۔ عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"سوری باس ـــــــ رپورٹ سُنیئے ـــــــ کرنل حبیب اور غیر ملکیوں کی ہوٹل جیکارڈ میں گفتگو میں نے چیک کی ہے۔ دارالحکومت سے بیس میل دور فوجی ایئرپورٹ پر کل رات بارہ بجے ایک جہاز خفیہ طور پر اترے گا۔ جس میں سے ایک بنڈل وزارت دفاع کے نمائندے کے حوالے کیا جائے گا۔ اور پھر سائنسدان اور وزارت دفاع کا نمائندہ کار میں اس بنڈل کو پہلے وزارت دفاع کے ہیڈ کوارٹر میں لے جائیں گے۔ اور پھر اسے ایٹمک انرجی کمیشن پہنچا دیا جائے گا۔ ملٹری سیکرٹ سروس کا ایئرپورٹ پر سخت پہرہ ہوگا۔

اور جس کار میں بنڈل جائے گا۔ اس کے آگے پیچھے ملٹری سیکرٹ سروس کی چار حفاظتی کاریں ہوں گی۔ وہ غیر ملکی اس بنڈل کو اڑانا چاہتے ہیں۔ اوور"۔ ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— ہمیں کیا ضرورت ہے کہ ہم اس میں دخل اندازی کریں ——— یہ ملٹری سیکرٹ سروس کا کیس ہے۔ وہ خود ہی اس سے نپٹ لیں گے۔ زیادہ سے زیادہ ہم یہ کر سکتے ہیں کہ اس سازش کے متعلق انہیں آگاہ کر دیں ——— اوور"۔ عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"جیسا آپ مناسب سمجھیں باس ——— بہرحال میں نے یہ کیس ٹریس کیا تھا اور آپ نے چونکہ اس کی تفصیلات طلب کی تھیں اس لئے میں نے تفصیلات آپ کو بتا دیں۔ اوور"

ٹائیگر نے جواب دیا مگر اس کے لہجے میں افسردگی کا ہلکا سا پرتو موجود تھا۔ جیسے اسے عمران کے جواب سے مایوسی ہوئی ہو۔ ظاہر ہے اس نے اپنی صلاحیتوں سے اس کیس کو ٹریس کیا تھا اور پھر محنت کر کے اس کی تفصیلات حاصل کیں مگر عمران نے اسے مایوس کر دیا تھا۔

"ان غیر ملکیوں کا حلیہ بتاؤ ——— اور مزید کوئی قابل ذکر بات؟ تو بتلاؤ تاکہ ملٹری سیکرٹ سروس کو میں یقینی ٹپ دے سکوں۔ اوور"۔ عمران نے ٹائیگر سے کہا۔

اور پھر ٹائیگر نے ان کا حلیہ بھی بتلایا اور پھر ان کے درمیان ہونے والی تمام گفتگو لفظ بہ لفظ سنانی شروع کر دی۔ اور جب ٹائیگر نے گفتگو کے درمیان ڈبلیو کا نام لیا۔ تو عمران اس بری طرح اُچھلا کہ جیسے کرسی میں کرنٹ آ گیا ہو۔

"کیا کہہ رہے ہو ٹائیگر ——— کیا واقعی غیر ملکیوں نے "ڈبلیو"

کا نام لیا تھا ——— اوور"۔ عمران نے انتہائی مشتاق لہجے میں کہا۔

"یس باس ——— انہوں نے ڈبلیو کا نام لے کر کرنل حبیب کو دھمکی دی تھی۔ اوور"۔

ٹائیگر نے پرجوش لہجے میں کہا۔ شاید اسے عمران کے لہجے سے امید لگ گئی تھی کہ اب عمران اس سلسلے میں خود کام کرے گا۔

"اگر یہ بات ہے ٹائیگر تو یقین رکھو تم نے انتہائی شاندار کارنامہ انجام دیا ہے۔ اب ملٹری سیکرٹ سروس کی بجائے میں خود اس کیس پر کام کروں گا۔ ——— یہ ہمارا کیس ہے۔ اوور"۔ عمران کا لہجہ بے حد پرجوش تھا۔

"تھینک یو باس ——— اب میری محنت ٹھکانے لگی ہے۔ بہرحال میرے لئے کیا حکم ہے۔ اوور"۔ ٹائیگر نے پرمسرت لہجے میں کہا۔

"تم ایسا کرو ——— کرنل حبیب کو اغوا کر کے اس کا میک اپ کر لو تاکہ تم اس رات عین بروقت تمام انتظامات اور دیگر تفصیلات بتا سکو۔ باقی میں سنبھال لوں گا۔ اوور اینڈ آل"۔ عمران نے جواب دیا۔ اور بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔

بلیک زیرو اس دوران واپس آ چکا تھا۔ عمران کا چہرہ جوش سے سرخ ہو رہا تھا۔ اس کے اعصاب پر چھائی ہوئی افسردگی کی گرد جھڑ چکی تھی۔

"کوئی کلیو مل گیا ہے عمران صاحب ———" بلیک زیرو نے امید بھرے لہجے میں پوچھا۔

"ہاں طاہر ——— ٹائیگر نے یہ کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ ہمیں

پرنس ونچل کے اصل مشن کا پتہ چل گیا ہے ——— اب میں دیکھوں گا کہ پرنس ونچل کس طرح کامیاب ہوتا ہے۔"

عمران نے جواب دیا اور پھر مختصر طور پر بلیک زیرو کو مشن کے متعلق بتلایا۔

اس کے بعد اس نے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے لگا جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

"ایکسٹو سپیکنگ ——— کرنل ڈی سے بات کراؤ۔" عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر ——— ایک سیکنڈ ہولڈ کیجئے۔" دوسری طرف سے ملٹری سیکرٹ سروس کے چیف کرنل ڈی کے پی اے نے جواب دیا۔

اور پھر چند لمحوں بعد دوسری طرف سے کرنل ڈی کی بھاری بھرکم آواز سنائی دی۔

"کرنل ڈی سپیکنگ۔"

"ایکسٹو" ——— عمران نے بھی باوقار لہجے میں جواب دیا۔

"فرمایئے ——— کیا حکم ہے۔" کرنل ڈی نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"کرنل ڈی ——— کل رات بارہ بجے ملٹری ایئرپورٹ پر کیا مشن سرانجام دیا جانے والا ہے۔" عمران نے پوچھا۔

"اوہ ——— اٹامک انرجی کمیشن کے متعلق پوچھ رہے ہیں۔ بہرحال میں آپ سے یہ تو نہیں پوچھوں گا کہ یہ ٹاپ سیکرٹ آپ تک کیسے پہنچا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ آپ ہم سے زیادہ باخبر ہوتے ہیں مگر مجھے تعجب

ضرور ہو رہا ہے۔" کرنل ڈی نے قدرے تعجب آمیز لہجہ میں جواب دیا۔

"کرنل ڈی ——— جو میں پوچھ رہا ہوں اس کا جواب دیں۔ میرے پاس اتنا وقت نہیں ہوتا کہ موضوع سے ہٹ کر باتیں کرتا رہوں۔" عمران نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"ویری سوری ——— صرف تعجب کی وجہ سے میں نے یہ چند باتیں کی تھیں۔ بہرحال اٹامک مشن کے سلسلے میں ہمیں کچھ زیادہ تفصیلات کا علم نہیں ہے۔ وزارت دفاع نے ہمیں کنکٹ کیا ہے کہ ہم ایک بنڈل اپنی حفاظت میں اٹامک انرجی کمیشن تک پہنچا دیں ——— ہمیں نہیں معلوم کہ اس بنڈل میں کیا ہے اور کیا نہیں۔" کرنل ڈی نے جواب دیا۔

"آپ نے اس سلسلے میں کیا اقدامات کئے ہیں؟" عمران نے پوچھا۔

"ہم نے پورے ایئرپورٹ کو گھیرے میں لینے اور بنڈل والی کار کی حفاظت کے لئے چار کاروں کا انتظام کیا ہے جن میں ملٹری سیکرٹ سروس کے اراکان ہوں گے ——— میرا خیال ہے کہ اتنا کچھ کافی ہے کیا آپ اس میں دلچسپی لے رہے ہیں۔"

کرنل ڈی نے جواب دیا۔

"میں ابھی اس سلسلے میں غور کر رہا ہوں ——— کیونکہ مجھے اطلاعات ملی ہیں کہ مجرموں کا ایک گروہ اس بنڈل کو اڑانے کا منصوبہ بنا رہا ہے۔" عمران نے جواب دیا۔

"اوہ ——— اگر ایسی بات ہے تو ہم اپنے انتظامات کو سخت کر دیں گے۔ بہرحال یہ کیس خالصتاً ہمارا ہے اور ہم اس سے نپٹنا خوب

جانتے ہیں " کرنل ڈی نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے ——— میں دیکھ لوں گا۔ بہرحال آپ چوکنے رہیں ——— بائی ۔ بائی "

عمران نے جواب دیا اور پھر کریڈل دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔ اور پھر اس نے دوسرے نمبر ڈائل کیے۔ اور رابطہ قائم ہوتے ہی عمران نے کہا۔

" ایکسٹو سپیکنگ ——— سر طاہر سے بات کرائیں "

" او کے سر ——— ایک منٹ ہولڈ کریں " دوسری طرف سے سیکرٹری وزارت دفاع سر طاہر کے پی اے کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

اور چند لمحوں بعد سر طاہر کی آواز سنائی دی۔

" طاہر سپیکنگ "

" ایکسٹو " ——— عمران نے مخصوص انداز اور پُر وقار لہجے میں کہا۔

" سر طاہر ——— یہ بتلایئے کہ کل رات جو بنڈل وزارت دفاع کے تحت لایا جا رہا ہے، اس کی کیا اہمیت ہے ——— مجھے تفصیلات چاہیئں " عمران نے پوچھا۔

" اوہ ——— !مگر اس کے متعلق آپ کو کیسے علم ہوا۔ یہ تو ٹاپ سیکرٹ ہے۔ ملٹری سیکرٹ سروس اور وزارت دفاع کے علاوہ کسی کو اس کے متعلق کچھ علم نہیں۔"

سر طاہر نے انتہائی تعجب آمیز لہجے میں کہا۔

" سر طاہر ——— آپ ایکسٹو سے بات کر رہے ہیں اس لئے آپ کا تعجب فضول ہے ——— آپ مجھے تفصیلات بتائیں " عمران نے سخت لہجے میں جواب دیا۔

" سوری ——— تفصیلات یہ ہیں کہ ہمارے ملک نے ایٹمی طاقت بننے کا فیصلہ کیا ہے۔ کیونکہ ہمارے ہمسایہ ملک نے ایٹمی دھماکہ کر دیا ہے اس لئے طاقت کا توازن برابر کرنے کے لئے ہمارا ابھی ایٹمی طاقت بننا ضروری ہے "

سر طاہر نے تفصیلات بتانی شروع کر دیں۔

" سر طاہر ——— میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ غیر ضروری باتوں سے اجتناب کر کے مختصر طور پر بتلائیں۔ میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہوتا۔" عمران نے ایک بار پھر سر طاہر کو ٹوکتے ہوئے کہا۔ مگر اس بار اس کا لہجہ بیحد سخت تھا۔

" سوری ——— میں صرف پس منظر بتلا رہا تھا " سر طاہر نے جواب دیا۔ ان کے لہجے سے ناگواری عیاں تھی۔ مگر مقابل میں ایکسٹو تھا۔ اس لئے وہ مجبور تھے کیونکہ وہ ایکسٹو کے اختیارات سے اچھی طرح واقف تھے۔

" اصل بات یہ ہے کہ ہمارے پاس ایٹمی دھماکہ کرنے کے لئے یورینیم ۲۳۵ کی مقدار پوری نہیں ہے۔ اس لئے ہم نے اپنے دوست ملک سانیا سے خفیہ طور پر یورینیم ۲۳۵ حاصل کرنے کا معاہدہ کیا ہے اور کل رات بارہ بجے حکومت سانیا کا سپیشل طیارہ یورینیم ۲۳۵ لے کر ہمارے ملک آ رہا ہے " سر طاہر نے جواب دیا۔

" تو کیا اس بنڈل میں یورینیم ۲۳۵ ہو گا "

عمران نے چونک کر پوچھا۔ اس کے تصور میں بھی نہیں تھا کہ وہ بنڈل اس حد تک قیمتی ہو سکتا ہے۔

" جی ہاں ——— اسی لئے تو اسے ٹاپ سیکرٹ رکھا گیا ہے۔

اور اس وجہ سے مجھے تعجب ہوا تھا کہ آپکو اس کا علم کیسے ہو گیا“

سر طاہر نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے ——— معلومات کے لئے شکریہ ——— بہرحال آپ کو چاہیئے تھا کہ اتنے اہم مشن کے لئے وزارت خارجہ کو ضرور مطلع کرتے میں اس سلسلے میں پرائم منسٹر سے بات کروں گا۔“

عمران نے سخت لہجے میں کہا اور پھر ریسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر غصے کے آثار تھے۔

”یہ تو معاملہ بیحد سیریس نکلا۔“ بلیک زیرو نے جو اس گفتگو کے دوران خاموش بیٹھا تھا، عمران سے کہا۔

”ہاں ——— بیحد سیریس ——— اور سر طاہر کی حالت دیکھو کہ اتنے اہم مشن کے لئے اس نے ہمیں مطلع ہی نہیں کیا۔ اگر ٹائیگر اسے دریافت نہ کرتا تو پرنس دشکل یقیناً اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتا۔ اور بعد میں ہمیں کہا جاتا کہ ہم وہ بنڈل دستیاب کریں۔ یقیناً ہمسایہ ملک نے اس بنڈل کو حاصل کرنے کے لئے پرنس دشکل کی خدمات حاصل کی ہیں۔“

عمران نے غصے سے بھرپور لہجے میں جواب دیا۔

”اب کیا پروگرام ہے ——— میرا خیال ہے ہمیں اس سلسلے میں فوری اقدام کرنے چاہیئں ——— کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم حکومت سانیا سے بات کر کے ملٹری ایئرپورٹ کی بجائے جہاز کو کسی اور مقام پر اتار لیں“ ——— بلیک زیرو نے تجویز پیش کی۔

”نہیں یہ فضول رہے گا ——— ایسی مجرم تنظیموں کے ہاتھ لمبے ہوتے ہیں۔ اگر انہیں اس ایئرپورٹ پر جہاز کو اتارنے کی اطلاع مل سکتی ہے

تو پروگرام میں تبدیلی کی اطلاع بھی یقیناً انہیں مل جائے گی۔ اور دوسری بات اگر یہ فرض بھی کر لیا جائے کہ مجرموں کو اس تبدیلی کا پتہ نہیں چلے گا تو اس طرح گو ہم مال کی حفاظت تو کر لیں گے مگر مجرموں کو گرفتار نہیں کر سکیں گے۔ وہ بدستور انڈر گراؤنڈ رہیں گے اور ہو سکتا ہے وہ اسے حاصل کرنے کے لئے اٹامک انرجی کمیشن پر ریڈ کر دیں۔ اس طرح اس اہم ادارے کو نقصان بھی پہنچ سکتا ہے۔

ہمیں ہر قیمت پر مجرموں کو گرفتار کرنا ہے اور اس کی یہی صورت ہے کہ اس ایئرپورٹ پر ان سے مقابلہ کیا جائے۔“

عمران نے جواب دیا۔

اور بلیک زیرو کی سمجھ میں بات آ گئی۔ عمران کا ذہن واقعی ہر پہلو پر سوچنے کا عادی تھا۔

”تم ممبران کو الرٹ کر دو ——— میں سر سلطان سے تفصیلی بات چیت کرتا ہوں۔ اس کے بعد میں فائنل پروگرام مرتب کروں گا۔ ہمیں ہر قیمت پر پرنس دشکل کو ناکام کرنا ہے۔“ عمران نے کہا اور پھر اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

سر سلطان ——— آپ اس بات کو ذہن میں رکھ لیجئے کہ کرنل ڈی کسی قیمت پر اس باکس کو نہیں بچا سکے گا۔"

عمران نے غصے سے سُرخ ہو کر کہا۔

"بیٹے ——— اب تم نے خود دیکھ لیا کہ میں مجبور ہوں۔ ورنہ مجھے بھی اس بات کا اتنا ہی یقین ہے جتنا کہ تمہیں کہ باکس مجرم لے اڑیں گے۔ مگر کرنل ڈی اور سر طاہر نے پرائم منسٹر کو یقین دلایا کہ وہ اسے کنٹرول کر لیں گے اور ایکسٹو اس معاملے میں مداخلت نہ کرے۔ اس لیے پرائم منسٹر نے مداخلت سے منع کر دیا ہے۔"

سر سلطان نے ندامت آمیز لہجے میں کہا۔

عمران چند لمحے خاموش بیٹھا رہا۔ اس کے چہرے کے اعصاب تنے ہوئے تھے۔ اور وہ کسی گہری سوچ میں مبتلا تھا۔ اور پھر آہستہ آہستہ اس کا چہرہ پرسکون ہوتا چلا گیا۔ شاید وہ کسی فیصلے پر پہنچ گیا ہو۔

ٹھیک ہے۔ میں کرنل ڈی کے کیس میں مداخلت نہیں کروں گا وہ بھی اپنے بازو آزما لے۔ مگر میں نے محسوس کیا ہے کہ اگر مجرم کامیاب ہو گئے تو کرنل ڈی تو زیادہ سے زیادہ استعفیٰ دے کر علیحدہ ہو جائے گا۔ مگر اس کی ناکامی سے ملک کو جو نقصان پہنچے گا وہ ناقابل تلافی ہوگا۔ اور کم از کم میں اسے برداشت نہیں کر سکتا کہ کرنل ڈی اور سر طاہر کی ضد کی بنا پر مجرم اس ملک سے کامیاب لوٹیں ——— یہ سیکرٹ سروس کی توہین ہے۔"

عمران نے پرجوش لہجے میں کہا۔

"مجھے تمہاری حب الوطنی سے یہی اُمید تھی اور تمہارے یہ فقرات سن کر میرا سر فخر سے اونچا ہو گیا ہے ——— تم واقعی وسیع ظرف کے مالک ہو۔"

سر سلطان نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔ ان کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔

" ٹھیک ہے ——— آپ یہ ٹرانسمیٹر رکھ لیں اور پرائم منسٹر سے بھی بات کر لیں۔ جس وقت میں آپ کو کال کروں۔ آپ بمعہ پرائم منسٹر اور سر طاہر وہاں پہنچ جائیں۔ بلیک زیرو آپ کو مجرموں کے ہیڈ کوارٹر لے جائے گا۔ تاکہ یہ سب اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں کہ کرنل ڈی نے کیا تیر مارا ہے اور ایکسٹو کی کیا اہمیت ہے۔" عمران نے ایک چھوٹا سا بکس جیب سے نکال کر سر سلطان کے ہاتھ پر رکھتے ہوئے کہا۔

" مگر کہاں ———؟" سر سلطان نے حیرت سے پوچھا۔

"میں ٹرانسمیٹر پہ جگہ بتلا دوں گا ——— مجھے امید ہے کہ کرنل ڈی

اس وقت تک ہتھیار ڈال چکا ہوگا اور اس وقت سر طاہر اور پرائم منسٹر کو بھی احساس ہو چکا ہوگا کہ کرنل ڈی کی ضد نے کیا گل کھلایا ہے۔ اس لئے یہ سب آجائیں گے۔"

عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— سر سلطان نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

عمران نے رسٹ واچ کا بٹن کھینچا اور گھڑی پر چھوٹا سا بلب جلنے بجھنے لگا۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز بلند ہوئی۔

"ٹائیگر سپیکنگ ——— اوور"

"عمران سپیکنگ ——— کس پوزیشن میں ہو ——— اوور"

عمران نے پوچھا۔

"میں کرنل حبیب کا روپ دھار چکا ہوں باس ——— اور اس وقت ایئرپورٹ پر موجود ہوں"

ٹائیگر نے جواب دیا۔

"مزید کوئی معلومات ——— اوور" عمران نے سوال کیا۔

"باس مزید معلومات یہ ہیں کہ مجرم ایئرپورٹ سے باہر سڑک پر وہ بنڈل اڑا لے گئے۔ اس سے زیادہ مجھے معلوم نہیں ——— اوور"

ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اچھا یہ بتلاؤ کہ مجرموں کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔ تم تو ان کے ہیڈ کوارٹر میں بھی گئے تھے ——— اس کا محل وقوع بتاؤ ——— اوور"

عمران نے سوال کیا اور ٹائیگر نے انہیں اس ہیڈ کوارٹر کا پتہ اور

اس کا اندرونی محل وقوع تفصیل سے بتلا دیا۔

"ٹھیک ہے ——— تم بہرحال چوکنے رہو اور اگر کوئی مزید معلومات لیں تو مجھے فوراً مطلع کر دیں ——— اوور اینڈ آل"۔

عمران نے کہا اور پھر ونڈ بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔ سر سلطان خاموش بیٹھے بات چیت سن رہے تھے۔

عمران نے میز پر رکھا ہوا ٹیلیفون اپنی طرف کھسکایا اور پھر رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ فوراً ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

"کیپٹن شکیل سپیکنگ" ——— دوسری طرف سے کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو" ——— عمران نے پُروقار لہجے میں کہا۔

"یس سر ——— فرمایئے"

کیپٹن شکیل نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"کیپٹن شکیل ——— ویسٹرن بیچ کالونی کی کوٹھی نمبر ایک سو بارہ پر جاؤ۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ یہ مجرموں کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ اپنے ساتھ ایمرجنسی میک اپ باکس بھی لے جانا۔ کوٹھی کے اندر داخل ہونے کے بعد تم نے دو کام کرنے ہیں ——— ایک تو یہ کہ اس بات کا تعین کرنا ہے کہ آیا واقعی وہ مجرموں کا ہیڈ کوارٹر ہے یا نہیں ——— دوسرا یہ کہ وہاں کسی اہم شخصیت کا روپ تم نے دھارنا ہے۔ اپنے ساتھ ہی لو کا ٹرانسمیٹر بھی لے جانا ——— مجھے ایک گھنٹہ بعد اس کے متعلق تفصیلی رپورٹ دو ——— مزید ہدایات میں اسی وقت دوں گا اور سب ممبرز کو بھی کہہ دو کہ وہ کوٹھی کو گھیر لیں۔" عمران نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر سر ——— میں ابھی وہاں جاتا ہوں" کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

عمران نے رسیور رکھ دیا اور پھر گھڑی میں وقت دیکھا۔ ابھی صرف آٹھ بجے تھے۔ آپریشن میں چار گھنٹے باقی تھے۔

"اچھا مجھے اجازت دیں ——— میں نے مزید انتظامات کرنے ہیں۔ آپ پرائم منسٹر سے بات کر لیں ——— میری کال ملتے ہی آپ پرائم منسٹر کو لے کر مطلوبہ جگہ پر پہنچ جائیں۔ وہاں آپ کو بلیک زیرو بحیثیت ایکسٹو گائیڈ کرے گا۔"

عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر سر سلطان سے مصافحہ کر کے باہر نکل آیا۔

رات کے گیارہ بجے تھے جب عمران نے ویسٹ ایج کالونی کی کوٹھی نمبر ۱۲۱ سے تھوڑی دور آگے جا کر اپنی کار روکی اور پھر کار سے اتر کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کوٹھی کے مین گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ مین گیٹ کے قریب پہنچ کر وہ ایک درخت کی آڑ میں رک گیا۔ اس نے اپنا ہاتھ سر پر مخصوص انداز میں پھیرا۔ اور چند لمحوں بعد بائیں سائیڈ سے ایک سیاہ پوش عمارت کی آڑ سے نکل کر اس کی طرف بڑھنے لگا۔

"صفدر ———!" عمران نے سیاہ پوش کے قریب پہنچتے ہوئے دبے لہجے میں کہا۔

"جی ہاں ——— میں صفدر ہوں" سیاہ پوش نے جواب دیا۔

"کوٹھی کی کیا پوزیشن ہے" عمران نے پوچھا۔

"کوٹھی سے چار کاریں باہر جا چکی ہیں۔ گیٹ آٹومیٹک ہے" صفدر

نے جواب دیا۔

"کیا تمام ممبرز موجود ہیں" عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں ——— سوائے جولیا کے سب موجود ہیں" صفدر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ——— تم ایسا کرو۔ میرے ساتھ اندر چلو اور باقی ممبرز سے بھی کہہ دو کہ وہ مختلف راستوں سے کوٹھی کے اندر داخل ہو جائیں۔ کوٹھی پر ہمارا مکمل قبضہ ہونا چاہیئے۔"

عمران نے صفدر سے کہا اور پھر صفدر نے رسٹ واچ پر سب کو عمران کی ہدایت سے آگاہ کر دیا۔

اور پھر صفدر اور عمران دونوں کوٹھی کی دائیں طرف کی دیوار کی طرف بڑھنے لگے۔

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں دیوار پر سے ہوتے ہوئے اندر کود چکے تھے۔ کوٹھی میں کودتے ہی وہ دیوار کی جڑ میں دبک گئے۔ اور پھر انہیں برآمدے کے قریب دو آدمی نظر آ گئے۔ وہ دونوں مسلح تھے شاید دھماکے کی آواز سن کر باہر نکلے تھے۔ عمران نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور کا رخ ان کی طرف کیا اور پھر دو بار کلک کی آواز نکلی اور وہ دونوں کٹے ہوئے شہتیر کی طرح زمین پر گر پڑے۔ ان کے گرتے ہی صفدر اور عمران تیزی سے آگے بڑھے۔ اور پھر انہیں کوٹھی کی پچھلی طرف بھی سائیلنسر لگے ریوالوروں کی آوازیں سنائی دیں اور ساتھ ہی ایک دبی دبی سی چیخ بھی ابھری۔

عمران اور صفدر برآمدے میں رک گئے۔ تھوڑی دیر بعد تنویر اور

نعمانی پچھلی طرف سے مڑکر برآمدے میں پہنچ گئے۔

"دشمن آدمی تھے ختم کر دیئے" تنویر نے بتایا اور پھر بائیں سائیڈ سے صدیقی بھی پہنچ گیا۔ اس نے بتایا کہ ادھر کوئی نہیں۔

اور پھر عمران اور صفدر کوٹھی کے اندر داخل ہو گئے۔ تمام کوٹھی خالی پڑی تھی۔ مجرم شاید صرف پانچ آدمیوں کو کوٹھی کی حفاظت کے لئے چھوڑ کر خود آپریشن کے لئے گئے تھے۔

جلد ہی عمران نے تہہ خانہ ڈھونڈ نکالا۔ جو پرنس وشنل کا آپریشن روم تھا۔ اچھی طرح چیکنگ کرنے کے بعد عمران اور صفدر باہر آ گئے۔

"تم سب لوگ کوٹھی کے اندر مختلف جگہوں پر بکھر جاؤ۔ ایکسٹو وہاں پہنچے گا۔ اور پھر پرائم منسٹر اور سر سلطان اور سر طاہر بھی وہاں آئیں گے۔ اس وقت ایکسٹو کے ساتھ صرف صفدر اندر آئے گا۔ باقی لوگ بدستور اپنی جگہوں پر جمے رہیں گے۔ کیونکہ مجرموں کے سرغنے پہلے اندر آئیں گے۔ اور مجرموں کے ساتھی بعد میں۔

مجرموں کے سرغنوں کو تو میں کور کر لوں گا۔ باقی مجرموں کو تم لوگوں نے کور کرنا ہے۔ تم لوگوں نے سائیلنسر لگے ریوالور استعمال کرنے ہیں شور پیدا نہیں ہونے دینا۔ کسی قسم کا رسک لینے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ پرائم منسٹر نے آنا ہے۔ اس لئے ہمیں کوئی خطرہ مول نہیں لینا چاہیئے۔" عمران نے ان سب کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— ہم خیال رکھیں گے۔" صفدر اور دوسرے ساتھیوں نے جواب دیا اور پھر وہ سب واپس مڑ گئے۔

عمران واپس اندر چلا گیا۔ تہہ خانے میں پہنچ کر عمران نے کمرے

میں رکھی ہوئی الماری کے پیچھے اپنی جگہ بنا لی۔ اور پھر اس نے گھڑی دیکھی تو بارہ بجنے میں چند منٹ باقی رہ گئے تھے۔ وہ سمجھ گیا کہ کھیل شروع ہونے والا ہے۔ اور اب اس کی تمام کامیابی کا دارومدار صرف اس بات پر تھا کہ مجرم کامیاب ہو جائیں۔

ویسے اسے مکمل یقین تھا کہ پرنس وشنل وہ باکس ضرور حاصل کر لے گا۔ پرنس وشنل نے جو پروگرام بنایا تھا۔ اس کا بھی اسے علم تھا۔ اس پروگرام کو دیکھتے ہوئے اسے مکمل یقین تھا کہ پرنس وشنل کامیاب ہو جائے گا۔ یہ پروگرام کرنل ڈی کے بس سے باہر تھا۔

ابھی وہ یہی سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک کلائی پر ضربیں لگنی شروع ہو گئیں۔ رسٹ واچ کا ونڈ بٹن کھینچا تو ڈائل پر لو کا ہندسہ جلنے بجھنے لگا۔ عمران نے ونڈ بٹن دوبارہ دبا دیا۔ یہ آپریشن شروع ہونے کا کاشن تھا۔ پرنس وشنل اپنا کام شروع کر چکا تھا۔

عمران نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر جیب سے ایک چپٹا سا باکس نکال کر اس کی راڈ کھینچی اور بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے اس نے بات شروع کر دی۔

"ہیلو ——— علی عمران سپیکنگ ——— اوور۔" عمران نے کہا

"یس ——— طاہر سپیکنگ ——— اوور۔" دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"طاہر ——— ایکسٹو کے ڈریس میں ویلیٹریج کالونی کی کوٹھی نمبر ۱۱۲ پر بیس منٹ کے اندر پہنچ جاؤ ——— سر سلطان، پرائم منسٹر اور سر طاہر کو وہیں ریسیو کر کے کوٹھی کے اندر لے آنا۔" صفدر تمہارے

ساتھ مل جائے گا۔ وہ تم سب کو تہہ خانے میں لے آئے گا۔ میں تہہ خانے میں موجود ہوں گا ——— اوور اینڈ آل "۔

عمران نے بلیک زیرو کو ہدایت کی اور رابطہ ختم کر دیا۔ اور پھر سوئیاں ایک بار پھر مختلف ہندسوں پر سیٹ کیں۔ دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

" صفدر مجرموں کے سرغنے کسی بھی لمحے آنے والے ہیں۔ انہیں ہماری موجودگی کا شک نہیں ہونا چاہیئے۔ بیس منٹ بعد ایکسٹو اور دیگر حکام بھی پہنچ جائیں گے۔ تم نے انہیں تہہ خانے میں لے آنا ہے۔ اور اپنے دیگر ساتھیوں کو بعد میں آنے والے مجرموں کے ساتھیوں سے متعلق ایک بار پھر ہدایت کر دینا ——— اوور اینڈ آل "۔ عمران نے اسے ہدایت کی اور پھر بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا اور خود ریوالور سنبھالے چوکنے انداز میں الماری کے پیچھے چھپا انتظار کرنے لگا۔

رات کے بارہ بجنے میں ابھی چند منٹ باقی تھے۔ آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے۔ اس لئے ماحول پر گہرا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ ملٹری ایئر پورٹ اور اس کے ارد گرد کا تمام علاقہ بھی اندھیرے میں غرق تھا۔ اندھیرا اس قدر تھا کہ دس بارہ گز سے زیادہ دور کی چیز نظر نہیں آ رہی تھی۔

ایئر پورٹ سے نکل کر شہر کی طرف جانے والی سڑک کی تمام لائٹس بھی بجھی ہوئی تھیں۔ اور اس سڑک پر ہر دو فرلانگ کے بعد ملٹری کی جیپیں سائیڈ پر موجود تھیں۔

مگر اسی سڑک پر ائیر پورٹ سے تقریباً ایک میل دور ایک کافی بڑی بلڈنگ زیر تعمیر تھی۔ بلڈنگ پر چھتیں پڑ چکی تھیں۔ صرف پلستر کا کام رہتا تھا۔

اس وقت بلڈنگ کی چھت پر گہرے اندھیرے میں دو آدمی بیٹھے

کے بل لیٹے ہوئے تھے۔ وہ خود بھی سیاہ رنگ کے لباس میں ملبوس تھے اس لئے اندھیرے کا جزو بنے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک نے آنکھوں پر نائٹ ٹیلی سکوپ لگایا ہوا تھا۔ اس سے گہرے اندھیرے کے باوجود بہت دور تک کی چیزیں صاف نظر آ رہی تھیں۔

"کیا تمام انتظامات مکمل ہیں نمبر ٹان" دوربین لگائے ہوئے آدمی نے دوسرے سے مخاطب ہو کر کہا۔ یہ پرنس وٹچل تھا۔

"یس باس ——— پروگرام کے مطابق تمام انتظامات مکمل ہیں۔ آپ بے فکر رہیں ——— ہم ضرور کامیاب ہوں گے۔" نمبر ون نے جواب دیا۔

"جہاز آنے ہی والا ہے" پرنس وٹچل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ "ایئرپورٹ پر ہلچل ہو رہی ہے"

ابھی اس کی بات ختم نہیں ہوئی تھی کہ اچانک رن وے کی بتیاں جل اٹھیں اور ٹاور پر لگی ہوئی سرخ روشنی بھی جلنے بجھنے لگی۔ پرنس وٹچل نائٹ ٹیلی سکوپ کے ذریعہ سب کچھ صاف دیکھ رہا تھا اور پھر چند لمحوں بعد اس نے ایک چھوٹا سا جہاز ایئرپورٹ پر اترتے ہوئے دیکھا۔

"تیار ہو جاؤ نمبر ون ——— اپریشن شروع ہونے والا ہے۔" پرنس وٹچل نے کہا اور نمبر ون نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے چھوٹے سے ڈبے کا بٹن دبایا۔ اور دبے لہجے میں کہنے لگا۔

"الرٹ ——— ریڈی فار آپریشن ویٹ فار سیکنڈ کال۔ اوور"

جہاز رن وے پر بھاگتا ہوا سٹاپ پوائنٹ پر آ کر رک گیا۔ جہاز کے دروازے سے دو آدمی باہر آئے۔ سیڑھیوں سے اتر کر وہ فرش پر

پہنچے۔ ان سے دس گز دور ایک سیاہ رنگ کی کار موجود تھی۔ اس کار کے آگے پانچ آدمی سیاہ سوٹوں میں ملبوس خاموش کھڑے تھے۔

جہاز سے اترنے والے دونوں آدمی باوقار انداز میں قدم بڑھاتے ہوئے ان پانچوں آدمیوں کے قریب پہنچے۔ پھر ان میں چند کلمات کا تبادلہ ہوا۔ پرنس وٹچل ان کے ہونٹ ہلتے صاف دیکھ رہا تھا۔ پھر ان سب نے مصافحہ کیا۔ اور مصافحہ کے بعد آنے والوں میں سے ایک نے مڑ کر ہاتھ کو ہوا میں مخصوص انداز میں لہرایا۔

اس کے ہاتھ لہراتے ہی جہاز کے دروازے میں سے ایک اور آدمی نمودار ہوا۔ اس نے دونوں ہاتھوں میں ایک باکس اٹھایا ہوا تھا۔ باکس کو لئے وہ سیڑھیاں اترا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ان سب کے قریب پہنچ گیا۔ ان دونوں آدمیوں نے باکس وہاں پہلے سے موجود آدمیوں کے حوالے کیا اور پھر جیب سے ایک کاغذ نکال کر ان کے سامنے کر دیا۔ اور ساتھ ہی جیب سے پنسل ٹارچ نکال کر جلائی۔ اور اس کی روشنی کاغذ پر ڈالنے لگا۔

پانچوں میں سے ایک نے اس کاغذ کے آخر میں دستخط کئے اور اس آدمی نے کاغذ تہہ کر کے جیب میں ڈال لیا۔ اور ایک بار پھر ان سب سے مصافحہ کیا۔ اور واپس جہاز کی طرف چل دیئے۔ ان کے جہاز میں جانے کے بعد سیڑھی ہٹا دی گئی۔ اور جہاز سٹارٹ ہو کر دوبارہ رن وے پر دوڑنے لگا۔

چند لمحوں بعد جہاز فضا میں پرواز کر گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی رن وے اور ٹاور کی بتیاں بھی بجھ گئیں۔ بتیاں بجھتے ہی وہ پانچوں آدمی تیزی سے

مڑے اور قریب موجود سیاہ رنگ میں سوار ہو گئے۔ کار سٹارٹ ہو کر تیزی سے ایئرپورٹ کے بیرونی گیٹ کی طرف دوڑنے لگی۔

اس کے ساتھ ہی گیٹ کے قریب موجود دو کاریں بھی آگے بڑھیں اور دائیں سائیڈ سے بھی دو کاریں سٹارٹ ہو کر درمیانی کار کے پیچھے چل دیں۔

جس وقت یہ قافلہ ایئرپورٹ سے باہر نکل کر شہر کی طرف جانیوالی سڑک پر پہنچا تو درمیانی کار سے آگے بھی اور پیچھے بھی دو دو کاریں تھیں۔

یہ پانچوں کاریں انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی شہر کی طرف بڑھ رہی تھیں۔ پرنس وتحیل نے قریب موجود نمبر ون کو مخصوص اشارہ کیا اور نمبر ون نے فوری طور پر ہاتھ میں پکڑے ہوئے باکس کا بٹن دبایا اور تیز لہجے میں کہنے لگا۔

”نمبر ون سپیکنگ —— آپریشن سٹارٹ —— اپنے فرائض جان نثاری سے پورے کرو۔ اوور“

جیسے جیسے کاریں اس عمارت کی طرف بڑھتی چلی آرہی تھیں، پرنس وتحیل کا چہرہ جذبات سے سرخ ہوتا جا رہا تھا اور پھر کاریں اس عمارت کے قریب سے ہوتی ہوئی آگے بڑھ گئیں۔ عمارت سے چار فرلانگ کے فاصلے پر سے ایک بائی روڈ دائیں طرف نکل رہی تھی۔ جیسے ہی یہ کاریں وہاں پہنچیں اچانک چار زبردست دھماکے ہوئے۔ اور درمیانی کار سے آگے اور پیچھے والی چاروں کاریں پرزے پرزے ہو کر بکھر گئیں۔ درمیانی کار بھی اچانک دھماکوں سے لڑکھڑائی اور پھر سامنے والی کاروں کے ڈھانچوں سے ایک زوردار دھماکہ سے ٹکرا کر الٹ گئی۔

دھماکہ ہوتے ہی سڑک کے آگے اور پیچھے یکدم خطرے کے سائرن

بجنے لگے اور جیپوں کے ہیڈلیمپ جل اٹھے اور دونوں طرف سے جیپیں اس سپاٹ کی طرف دوڑنے لگیں۔ کار الٹتے ہی سڑک کے اطراف میں موجود عمارتوں سے سٹین گنوں سے مسلح دس آدمی نکلے اور بھاگتے ہوئے الٹی ہوئی کار کے قریب پہنچے اور پھر ان میں سے چار نے کار کی کھڑکیوں میں گولیوں کی بارش کر دی۔ اور باقی چھ نے کار کے دونوں طرف پوزیشن سنبھال کر ہینڈ گرنیڈ پھینکنے شروع کر دیئے۔ اور سٹین گنوں کی فائرنگ کھول دی۔ بموں کی وجہ سے چاروں طرف گرد اور دھوئیں کے بادل چھا گئے۔

پہلے چار آدمیوں نے چند لمحوں تک فائرنگ کی اور پھر کار کے دروازے کھول کر کار میں موجود لاشوں کو کھینچ کر باہر نکالا اور پھر ایک لاش کے ساتھ ہی وہ باکس بھی باہر آگرا۔

ایک آدمی نے باکس کو سنبھالا اور پھر تیزی سے دائیں سائیڈ میں بھاگنے لگا۔ اس کے جاتے ہی باقی آدمی بھی بکھر کر دائیں بائیں بھاگنے لگے۔ مگر انہیں چاروں طرف سے گھیرا جا چکا تھا۔ گو انہوں نے خاصا مقابلہ کیا مگر ایک ایک کر کے سب ختم ہو گئے۔ مگر باکس لے جانیوالے آدمی نے پروگرام کے مطابق سڑک سے ہٹ کر ایک مخصوص پوائنٹ پر جا کر ڈسکس تھرو کے انداز میں وہ باکس ایک مخصوص زاویئے پر پھینک دیا۔ باکس اڑتا ہوا دور چلا گیا اور پھر زمین پر گرتے ہوئے ایک جال میں جا گرا۔

اسی لمحے دو آدمی اس جال پر جھپٹے اور پھر ان میں سے ایک نے باکس اٹھایا اور دوسرے نے ایک رسی کھینچ کر وہ جال سمیٹا اور وہ دونوں شمالی سمت میں جھکے جھکے انداز میں بھاگنے لگے۔ کافی دور جا کر وہ ایک

کھیت کے قریب رُکے۔ وہاں دو آدمی پہلے سے موجود تھے۔ انہوں نے باکس ان کے حوالے کیا اور پھر خود دوسری طرف مڑ گئے۔

باکس لینے والے آگے بڑھے اور پھر کھیت کے دوسری طرف ایک کار کے قریب جا کر رُکے۔ ان کے قریب پہنچتے ہی کار کا پچھلا دروازہ کھل گیا۔

"جلدی بیٹھو"۔ پرنس وشنجل کی کرخت آواز سنائی دی اور وہ دونوں تیزی سے کار میں بیٹھ گئے۔

ان کے بیٹھتے ہی کار تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ نمبرون کار کو ڈرائیو کر رہا تھا اور پرنس وشنجل اس کے قریب بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے ان دونوں آدمیوں کے ہاتھوں سے باکس سنبھال لیا۔ کار میں انتہائی نفیس اور اعلیٰ قسم کا سائیلنسر لگا ہوا تھا۔ اس کار کے چلنے سے ذرہ برابر بھی آواز نہیں نکل رہی تھی۔

کار جلد ہی ایک سڑک پر پہنچ گئی۔ اور پھر خاصی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی مختلف سڑکیں کراس کر کے ولیسٹرج کالونی کی ایک عالیشان کوٹھی کے گیٹ پر رکی۔ کار کی بڑی بتیاں بجھ گئیں اور اس کے ساتھ ہی گیٹ کھل گیا۔ اور کار اندر داخل ہو گئی۔ گیٹ خود بخود دوبارہ بند ہو گیا۔

کار سیدھی پورچ میں جا کر رکی اور پھر پرنس وشنجل اور نمبرون نیچے اتر آئے۔ وہ دونوں برآمدے سے ہوتے ہوئے اندر چلے گئے۔ اب وہ ایک بڑے کمرے میں پہنچ گئے۔

پرنس وشنجل نے درمیان میں رکھی ہوئی میز پر باکس رکھا۔ اس کا چہرہ خوشی سے سُرخ ہو رہا تھا۔ وہ اپنے مشن میں کامیاب ہو چکا تھا۔

"ٹرانسمیٹر لے آؤ۔ میں کرنل لاستارے سے بات کر کے اسے خوشخبری بھی سناؤں اور باکس پہنچانے کی بات کروں۔ ہمیں صبح ہی اس باکس کو ان کے غارت خانے پہنچانا ہے"۔ پرنس وشنجل نے کہا اور نمبرون کمرے میں موجود الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اپنی اس کامیابی پر اس کا چہرہ بھی جوش سے سرخ ہو رہا تھا۔ گو انہوں نے چند کارکنوں کو تو ضرور اس مشن کی بھینٹ چڑھا دیا تھا۔ مگر مشن میں کامیابی کے سامنے یہ قربانی ہیچ تھی۔ کارکن تو اور بھی پیدا کئے جا سکتے ہیں۔

"عمران کو جب معلوم ہو گا کہ ہم مشن میں کامیاب ہو چکے ہیں۔ تو وہ یقیناً اپنی بوٹیاں نوچنے پر مجبور ہو جائے گا۔" پرنس وشنجل نے کہا۔

"اگر وہ غیرت مند ہے تو خودکشی کر لے"۔ نمبرون نے میز پر ٹرانسمیٹر رکھتے ہوئے کہا۔ اور ان دونوں کے مشترکہ قہقہے سے کمرہ گونج اٹھا۔

"بڑی اچھی تجویز ہے پرنس وشنجل"۔ اچانک عمران کی آواز کمرے میں گونجی اور عمران الماری کے پیچھے سے باہر نکل آیا۔

اس کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور کا رخ پرنس وشنجل کی طرف تھا۔ اور ان دونوں کی ہنسی کو یوں بریک لگ گیا جیسے چلتی ہوئی مشین اچانک رک جائے۔

پرنس وشنجل کی آنکھیں حیرت سے پھٹنے کے قریب ہو گئیں۔ اس کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔ اور وہ بت بنا سامنے کھڑے عمران کو دیکھ رہا تھا۔

عمران کے چہرے پر بڑی معصوم سی مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔ چند لمحوں بعد پرنس وشنجل نے اپنے آپ کو سنبھالا اور پھر اس نے معنی خیز نظروں سے نمبرون کی طرف دیکھا جیسے وہ اسے کہہ رہا ہو کہ عمران پر جھپٹ پڑنا

چاہیئے۔ اور پھر نمبر دن نے تیزی سے حرکت کی اور اس نے جھپٹ کر میز پر پڑا ہوا باکس اٹھا لیا اور دوسرے لمحے اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا۔ اب اس کے ہاتھ میں بھی ریوالور چمک رہا تھا جس کا رخ پرنس وچل کی طرف تھا۔

"نمبر دن ——— کیا تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے" پرنس وچل کے چہرے پر غصے سے زلزلے کی کیفیت طاری ہو گئی۔

"نمبر دن بیچارہ تو اب فرشتوں سے اپنا حساب کتاب چکا رہا ہو گا۔ یہ تو کیپٹن شکیل ہے سیکرٹ سروس کا ممبر" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور کیپٹن شکیل نے یوں سر جھکایا جیسے اپنی ایکٹنگ کی پرنس وچل سے داد وصول کرنا چاہتا ہو۔

اور اس بار پرنس وچل کا چہرہ زرد پڑ گیا۔ اس کی آنکھوں میں ایک بار پھر حیرت اور تعجب کے آثار دوڑ گئے۔

"اگر تمہیں اپنے آدمیوں کے آنے کی امید ہو تو ان کے متعلق بھی تسلی کر لو۔ وہ سب جہنم رسید ہو چکے ہیں" عمران نے ایک اور وار کیا اور پرنس وچل کا چہرہ لٹک گیا۔

اسی لمحے سیڑھیوں پر قدموں کی آوازیں آئیں۔ کیپٹن شکیل چونک پڑا۔ مگر عمران اسی طرح اطمینان سے کھڑا رہا۔ البتہ پرنس وچل کے چہرے پر امید کے آثار دوڑ گئے۔ شاید وہ سمجھ رہا تھا کہ اس کے ساتھی پہنچ گئے ہیں۔ دوسرے لمحے دروازہ زور سے کھلا اور پھر صفدر، ایکسٹو، سر سلطان، سر طاہر، پرائم منسٹر اور کرنل ڈی اندر داخل ہوئے۔

"لیجیے سر طاہر اور کرنل ڈی ——— آپ کا مجرم بمعہ اس باکس کے" ایکسٹو نے اپنے مخصوص انداز میں ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"مجھے افسوس ہے جناب ——— میں نے آپ کے مقابلے میں اپنی صلاحیتوں کا غلط اندازہ لگایا تھا۔ واقعی میں آپ کی صلاحیتوں کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ میں معافی چاہتا ہوں" کرنل ڈی نے گھٹے ہوئے لہجہ میں کہا۔

"تھینک یو مسٹر ایکسٹو ——— واقعی آپ اور آپ کے ساتھی ملک کا ظیم سرمایہ ہیں۔ میں بھی معذرت خواہ ہوں۔ اگر آپ لوگ چوکنے نہ رہتے تو یہ مجرم ہمیں ناقابل تلافی نقصان پہنچا چکا تھا۔" پرائم منسٹر نے ایکسٹو سے مخاطب ہو کر کہا۔

پھر عمران کے اشارے پر کیپٹن شکیل نے ہاتھ میں پکڑا ہوا باکس سر طاہر کی طرف بڑھا دیا۔

اور سر طاہر نے ندامت آمیز انداز میں باکس سنبھال لیا۔ ان کے چہرے پر خجالت کے آثار نمایاں تھے۔

"اس مجرم کو گرفتار کر کے عدالت میں پیش کر دیجیے" پرائم منسٹر نے حکم دیا اور پھر واپس مڑ گئے۔ سر سلطان، سر طاہر، کرنل ڈی اور ایکسٹو بھی ان کے ساتھ ہی کمرے سے باہر نکل گئے۔ اب کمرے میں کیپٹن شکیل، صفدر اور عمران رہ گئے۔

پرائم منسٹر کا حکم سن کر پرنس وچل کے چہرے پر زندگی کے آثار دوڑ گئے۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ پرائم منسٹر کے حکم کے بعد اسے قتل نہیں کیا جائے گا اس لئے اس نے گرفتاری کے لئے ہاتھ آگے بڑھا دیئے۔

"سوری پرنس وچل۔ وائٹ فاکس یا ڈبلیو ——— تمہارے جیسے خطرناک مجرم کو زندہ چھوڑ دینا میرے اصول کے خلاف ہے۔ مجھے معلوم ہے

تم نے جیل سے فرار ہو جانا ہے۔"

عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا اور پھر ریوالور کا ٹریگر دبا دیا۔ ہلکی سی کلک کی آواز پیدا ہوئی اور سائیلنسر لگے ریوالور کی گولی سیدھی پرنس وتخیل کے سینے پر پڑی۔ اور پرنس وتخیل الٹ کر نیچے جا گرا۔ گولی اس کے دل میں دھنس چکی تھی۔ اس لئے ایک دو لمحے تڑپنے کے بعد وہ ٹھنڈا ہو گیا۔

"ہونہہ ——— ! میرے مقابلے پر احمق اعظم بننے نکلا تھا۔ احمق کہیں کا۔" عمران نے ریوالور جیب میں ڈالتے ہوئے کہا اور کیپٹن شکیل اور صفدر دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔

ختم شد